اردو ترجمہ

الصواعق الالھیہ فی الرد علی الوھابیہ

(وہابیت کے خلاف لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب)

تألیف : الشیخ العلامہ سلیمان بن عبدالوھاب حنبلی

ترجمہ و تحقیق: ناظم حسین اکبر

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

ذخیرۂ پروفیسر محمد اقبال مجددی

جو 2014ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو

ہدیہ کیا گیا۔

CALL NO.

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY

LAHORE

Marfat.com

اردو ترجمہ

الصواعق الالهیة فی الرد علی الوهابیة

(وہابیت کے خلاف لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب)

تألیف: الشیخ العلامة سلیمان بن عبد الوهاب حنبلی

ترجمه و تحقیق: ناظم حسین اکبر

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب..........الصواعق الالھیہ فی الرد علی الوہابیہ

مؤلف..........شیخ سلیمان بن عبدالوہاب حنبلی

مترجم..........ناظم حسین اکبر

اشاعت..........اول ۲۰۰۸

ناشر..........آثار نفیس

تعداد..........۳۰۰۰

صفحات..........۱۲۸

کمپوزنگ..........محمد اسماعیل

پریس..........پریس موسسہ بوستان کتاب

شابک..........۹۷۸-۶۰۰-۵۲۹۹-۰۱-۴

قیمت ۲۰۰۰ تومان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب اور اسکے مؤلف کے بارے

شیخ سلیمان بن عبدالوہاب بن سلیمان تمیمی نجدی، حنبلی مذہب کے بزرگ علماء میں سے اور بانی وہابیت محمد بن عبدالوہاب کے سگے بھائی ہیں۔

سلیمان، محمد بن عبدالوہاب سے بڑے اور اس کے استاد بھی ہیں۔ ان کا شمار معروف علمائے اہل سنت میں ہوتا ہے۔ اس مذہب کے پیروکاروں کے درمیان انتہائی مقام و منزلت کے مالک تھے اور یہی چیز ان کی وہابیت کے خلاف لکھی جانے والی اس کتاب کی شہرت کا باعث بنی اور پیروان اہل سنت میں کافی موثر ثابت ہوئی لیکن افسوس کہ جس قدر اس کتاب کو منتشر ہونا چاہیے تھا، نہ ہو سکی۔

ان کا علمی مقام اور مؤسس وہابیت سے رشتہ، اس کتاب کے پڑھنے والوں کے لئے انتہائی تاثیر رکھتا ہے۔ ان کی وفات ۱۲۱۰ھ میں ہوئی۔

جیسا کہ مقدمہ مؤلف سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ سلیمان نے یہ کتاب ایک شخص بنام حسن بن عیدان کی درخواست پر لکھی اسی طرح عبارت مؤلف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے۔ یہ کتاب آغاز فتنہ وہابیت کے آٹھ سال بعد لکھی گئی۔ وہابیت کے خلاف سب سے پہلی کتاب ہونے کی وجہ سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

اس فقیہ نامدار کے مسلک وہابیت پر اعتراض کی سب سے اہم وجہ مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ ہے، جس کے سبب وہابیوں نے کتنے بے گناہ مسلمانوں کا خون زمین پر بہایا

Marfat.com

اور کتنے مظلوموں کے گلے ثواب سمجھ کر کاٹ ڈالے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ نظریات جب اغراض و مقاصد کے تحت دنیا میں وجود میں آتے ہیں تو خون کی ندیاں بہتی ہیں لیکن جب نظریات علم وشعور کی فضا میں پروان چڑھتے ہیں تو نسلیں زندگی پاتی ہیں۔

درحقیقت اب بھی عالم اسلام میں علم کا فقدان ہے اور جہالت بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے جس کا براہ راست دشمن فائدہ اٹھاتا ہے اور ہم آپس میں خون کی ہولیاں کھیلتے ہیں۔اسلامی امت میں اختلاف کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اہل علم کمر بستہ ہوں اور امت میں علمی فضا قائم کریں۔علم کا ماحول اختلاف کو میدان جنگ میں لے جانے کے بجائے زبان اور قلم کے ذریعہ حل کرے گا۔

اس کتاب کا عربی متن چار بار طبع ہو چکا ہے. پہلی بار ۱۳۰۶ھ ق بمبئی ہندوستان میں، دوسری بار قاہرہ مصر میں، تیسری بار (۱۹۷۹ء) ۱۳۹۹ھ ق، استنبول ترکی میں اور چوتھی بار ایران میں۔

اور اب پہلی بار اردو زبان میں اس کتاب کا ترجمہ و تحقیق مشتاقان علم وحقیقت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، امید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ، خصوصاً برادران اہل سنت کے لئے مفید ثابت ہوگا. ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ناظم حسین اکبر

ابوطالب علیہ السلام اسلامک انسٹی ٹیوٹ لاہور

جمعۃ المبارک ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۸ اپریل ۲۰۰۸ء

Marfat.com

مقدمۂ مؤلف

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم و بہ ثقتی، الحمد للّٰہ رب العلمین و اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالھدی دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۰ صلی اللّٰہ علیہ و علی آلہ الی یوم الدین.

اما بعد:

سلیمان بن عبدالوہاب کی طرف سے حسن بن عیدان کے نام!

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرنے والا ہے۔

خداوند متعال فرماتا ہے:

﴿ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون﴾ (۱)

ترجمہ: اور تم میں سے ایک گروہ کو ایسا ہونا چاہیے جو خیر کی دعوت دے، نیکیوں کا حکم دے، برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الدین النصیحۃ، دین سراسر خیر خواہی ہے (۲).

۱۔ آل عمران: ۱۰۴.

۲۔ صحیح مسلم ۱: ۲۶۵، کتاب الایمان ح ۱۰۰.

Marfat.com

میں نے پہلے بھی تجھے تیرے بھتیجے کے ذریعہ سے نصیحت کی ہے. اب جبکہ تو نے کئی ایک نامے لکھ کر درخواست کی ہے کہ جو مطالب میں جانتا ہوں انھیں بیان کروں تو علماء کے اقوال میں سے کچھ کو ذکر کر رہا ہوں، اگر انھیں قبول کر لے تو مقصد تک پہنچ گئے اور الحمدللہ. اور اگر قبول نہ کرے تو بھی الحمدللہ اس لئے کہ کوئی بھی اس کی نافرمانی کی قدرت نہیں رکھتا. اور ہر حرکت وسکون میں اس کی حکمت کارفرما ہے۔

میں نے اس کتاب کا ترجمہ کردیا ہے اور آیتوں میں سب آیات کا ترجمہ اور تفسیر کی ہے اور اس کتاب میں ایسے بھی مطالب میں ہیں جو واقعیت وحقیقت کے خلاف میں لیکن یہ کتاب وہابیت کے بارے میں ایک کامل اور جامع کتاب ہے۔

Marfat.com

اجماع امت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی واجب ہے

جان لیجئے کہ خداوند متعال نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب قرار دے سکے۔اور کتاب الٰہی کو ان تمام اشیاء۔جو ہدایت میں موثر ہیں۔ کو بیان کرنے کے لئے ان پر نازل فرمایا۔خداوند سبحانہ نے اپنے وعدہ پر عمل کیا اور اپنے دین کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کیا اور اس فتح وکامرانی کو اس دن تک باقی رکھا جب تک کہ تمام مومنین عالم فناء سے عالم بقاء کی طرف منتقل نہ ہو جائیں۔

پروردگار عالم نے امت محمدیہ کو بہترین امت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس﴾ (1).

ترجمہ:تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے منظر عام پر لایا گیا ہے۔

اسی طرح امت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باقی لوگوں پر گواہ قرار دیا:

﴿و کذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس﴾ (2).

ترجمہ:اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو۔

اسی طرح اس امت کو انتخاب کیا اور فرمایا:

۱۔آل عمران:۱۱۰

۲۔بقرہ:۱۴۳

Marfat.com

﴿هو اجتباكم و ما جعل عليكم فی الدين من حرج﴾(1).

ترجمہ: کہ اس نے تمھیں منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی مزاحمت نہیں قرار دی ہے

نیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ستر امت کے بعد آئے ہو اور ان میں سے خدا کے نزدیک بہترین اور گرامی ترین تم ہی ہو(2)۔

جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس کے دلائل اس قدر زیادہ ہیں کہ شمار نہیں کیے جا سکتے. رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ہمیشہ اس امت کے اعمال درست رہیں گے یہاں تک کہ قیامت برپا ہو(3). اس روایت کو (امام) بخاری نے بھی نقل کیا ہے(4). خداوند متعال نے اس امت کی پیروی کو تمام لوگوں پر واجب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿و يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولیٰ و نصله جهنم و ساء ت مصيرا﴾5

ترجمہ: اور- جو شخص بھی- مؤمنین کے راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا اسے ہم ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور جہنم میں جھونک دیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

۱۔ حج:۷۸

۲۔ مسند احمد بن حنبل ۵: ۳.

۳۔ صحیح بخاری ۳: ۸۲۳، کتاب التمنی ح ۳.

۴۔ محمد بن اسماعیل بخاری اہل سنت کے بزرگ عالم اور ان کی مشہور کتاب ''صحیح بخاری'' ہے جسے اہل سنت کے ہاں معتبر ترین حدیثی منبع شمار کیا جاتا ہے. ۲۵۶ ہجری میں اس نے وفات پائی۔

۵۔ نساء: ۱۱۵.

Marfat.com

خداوند متعال نے اجماع واتفاق امت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قطعی دلیل قرار دیا ہے کہ کسی کو اس کی مخالفت کا حق حاصل نہیں (1) اور جو دلائل ہم نے ذکر کئے ہیں ذرا سا بھی علمی مطالعہ رکھنے والے شخص کیلئے واضح وآشکار ہیں. اور جان لیجئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے آئین میں سے یہ بھی ہے کہ جاہل کو اپنی رائے پر اکتفا کا حق حاصل نہیں بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ صاحبان علم سے سوال کرے جیسا کہ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا:

﴿فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾ (2).

ترجمہ: تو تم لوگ اگر نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرلو.

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب وہ نہیں جانتے تھے تو سوال کیوں نہ کرتے، اس لئے کہ جہالت کا علاج فقط سوال ہے (3). اور اجماع بھی اسی بات پر دلالت کررہا ہے۔

اجتہاد کی شرائط

غایۃ السؤال (4) میں ہے کہ امام ابوبکر ہروی کہتے ہیں: تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب تک کسی شخص میں مندرجہ ذیل صفات نہ پائی جاتی ہوں تب تک اسے دین اور ہمارے مذہب کا پیشوا اور امام بننے کا حق حاصل نہیں ہے، اور وہ صفات یہ ہیں:

1۔ البتہ مذہب شیعہ میں امت مسلمہ کا اتفاق ظنی دلیل شمار نہیں ہوتا۔

الاصول العامۃ للفقہ المقارن، آیت اللہ سید محمد تقی حکیم صفحہ ۳۰۰ ـ ۲۵۵۔

۲۔ انبیاء: ۷۔

۳۔ سنن ابوداؤد ۱: ۳۳۶۔

۴۔ غایۃ السؤال فی اصول الفقہ تالیف علاء الدین علی بن محمد باجی

Marfat.com

اول: عربی لغات کومختلف استعمالات کے ساتھ اوراسی طرح عربی اشعار کے معانی کو جانتا ہو۔

دوم: علماء وفقہاء کے مختلف اقوال سے آگاہ ہو۔

سوم: خود فقیہ اور صاحب نظر ہو۔

چہارم: علم اعراب اور اس کے اندر موجود اختلاف سے آشنا ہو۔

پنجم: حافظ قرآن اور اس پر مسلط ہو، قراء اور قرائتوں کے اختلاف، تفسیرِ قرآن، محکم ومتشابہ، ناسخ ومنسوخ اور قرآنی داستانوں سے مطلع ہو۔

ششم: احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ، صحیح وضعیف، متصل ومنقطع، مرسل ومسند اور مشہور کو آپس میں تمیز دے سکتا ہو۔ اور اسی طرح احادیث صحابہ میں سے مسند وموقوف کے بارے علم رکھتا ہو۔

اس کے علاوہ پرہیزگار، متدین، خوددار، صادق اور قابل اعتماد ہو۔ اپنے دین ومذہب کو کتاب خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا ہو۔ اگر کسی شخص میں یہ ساری صفات جمع ہو جائیں تب وہ دین کا پیشوا بن سکتا ہے اور لوگوں کے لئے اس کی تقلید کرنا صحیح ہے۔ اور وہ خود بھی اجتہاد کر کے اپنی رائے پر عمل کرے گا۔ البتہ اگر کسی میں ان میں سے ایک بھی صفت نہ ہو یا فقط ایک صفت نہ ہو تو ایسا شخص ناقص ہے، اسے یہ حق حاصل نہیں کہ امام مذہب کہلوائے اور اسی طرح لوگوں کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ اس کی تقلید کریں۔

اور پھر خود مؤلف لکھتا ہے(۱):

۱۔ علی بن محمد باجی۔

Marfat.com

”جب اجتہاد کرنے اور امام مذہب بننے کیلئے یہ شرائط ثابت ہوگئیں تو واضح ہے کہ جس میں یہ شرائط موجود نہ ہوں وہ ایسے شخص کی تقلید کرے جو ان شرائط کا حامل ہو“۔

اور اسی طرح بیان کیا ہے کہ دینی مسائل میں لوگوں کے دو گروہ ہیں: مجتہدین اور مقلدین، مجتہدین ہی کو دینی علوم سے استفادہ کا حق حاصل ہے وہ دینی علوم کہ جو کتاب و سنت اور عربی زبان سے مربوط ہیں ایسی زبان جس میں قرآن و سنت وارد ہوئے۔ پس جو کوئی قرآن و سنت سے آگاہ، اس میں موجود لغات کا جاننے والا، احکام ثابت و موقت۔ نسخ کی وجہ سے۔ قدیم و جدید کو تشخیص دے سکتا ہو تو ایسے شخص کا اجتہاد بھی صحیح اور اسی طرح ان افراد کیلئے جو اس مقام پر نہیں پہنچ سکتے، اس کی تقلید کرنا صحیح ہے۔

اور جو لوگ مجتہد نہیں ہیں ان پر واجب ہے کہ سوال اور تقلید کریں۔ یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے جس پر کسی قسم کا اختلاف نہیں۔

ان کے قول کہ ”اس مسئلہ پر اتفاق ہے“ پر دقت فرمائیں!!

ابن قیم (1) بھی ”اعلام الموقعین“ میں لکھتے ہیں: ”جب تک کوئی شخص تمام شرائط اجتہاد کو حاصل نہ کرلے تب تک اسے قرآن و سنت سے استنباط کا حق حاصل نہیں ہے“۔

1۔ کتاب اعلام الموقعین عن رب العالمین شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر معروف بہ ابن قیم جوزیہ کی تالیف ہے جو حنبلی مذہب کے بزرگ علماء میں سے ہے [illegible] ابن تیمیہ کا شاگرد اور اس کے افکار کی ترویج کرنے والا ہے اس کی وفات [illegible] ابن تیمیہ اور ابن قیم وہابیوں کے نزدیک بہت اہمیت رکھتے ہیں [illegible] کتاب کے [illegible] ان ہی کے اقوال کے ذریعے اپنے افکار کو ثابت [illegible] مزید معلومات کے لئے اس کتاب کے مقدمہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (مترجم)

Marfat.com

عمر بن عبد اللہ فناوی کہتا ہے: ایک شخص نے احمد بن حنبل سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص ایک لاکھ حدیث حفظ کرلے تو کیا وہ فقیہ ہے؟ کہا: نہیں! پوچھا دو لاکھ حفظ کرلے تو پھر؟ کہا: نہیں! پوچھا تین لاکھ؟ کہا: نہیں! پوچھا چار لاکھ حدیث حفظ کرلے تو پھر؟ کہا: ہاں!

ابوالحسن کہتا ہے: میں نے اپنے جد سے سوال کیا کہ احمد بن حنبل کو کتنی احادیث حفظ تھیں؟ کہا: چھ لاکھ احادیث! ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ جب میں مسجد جامع۔ جسے منصور نے بنوایا تھا۔ میں فتویٰ دینے کے لئے بیٹھا تھا تو میں نے وہاں پہ احمد سے اسی حکایت کو نقل کیا تو ایک شخص کہنے لگا: کہ کیا تمھیں خود اتنی مقدار میں احادیث حفظ ہیں کہ فتویٰ دے رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں! البتہ میں فتویٰ کو اس شخص کی رائے کے مطابق نقل کر رہا ہوں جسے اس قدر احادیث حفظ تھیں۔

اگر ہم ان علماء کو ذکر کرنا چاہیں کہ جو اس پر ''اتفاق نظر'' رکھتے ہیں تو مطلب بہت طولانی ہو جائے گا لہٰذا ہدایت چاہنے والے کیلئے بس اتنا ہی کافی ہے. یہ مقدمہ ہم نے اس لئے ذکر کیا ہے تا کہ ہمیشہ زیر غور رہے اور ہم اس سے ایک اصل مسلم کے طور پر استفادہ کریں گے۔

آج کل لوگ ایک ایسے فرد میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ جو اپنے کو قرآن سے منسلک اور اس سے استنباط کر رہا ہے اور مخالفوں کی رائے پر اصلاً توجہ نہیں دیتا۔

اگر آپ اس سے کہیں کہ اپنے اقوال کو علماء کے سامنے پیش کرے تو ہرگز قبول نہیں کرے گا بلکہ لوگوں پر اپنی تقلید کو واجب اور اپنے مخالفوں کو کافر سمجھتا ہے جبکہ شرائط وصفات اجتہاد میں سے ایک بھی صفت بلکہ خدا کی قسم! ایک صفت کا دسواں حصہ بھی اس کے اندر موجود نہیں!! اس کے باوجود اس کے اقوال بہت سے نادانوں میں رواج پا چکے ہیں. انا

Marfat.com

للّٰہ و انا الیہ راجعون ؛تمام امت مل کرفریاد بلند کر رہی لیکن وہ کسی کی پرواہ ہی نہیں کرتا اورسب کو کافر یا جاہل سمجھتا ہے ۔خدایا!اس گمراہ کو ہدایت فرمااور اسے حق کی طرف پلٹادے!

ہم کہتے ہیں خداوند متعال فرماتا ہے:

(ان الدین عندالله الاسلام)(1)

ترجمہ: دین ،اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

اورفرمایا:﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دیناًفلن یقبل منه﴾(2)

ترجمہ:اور جو اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین تلاش کرے گا تو وہ دین اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

اسی طرح فرمایا:﴿فان تابوا و اقاموا الصلاۃوآتو االزکوۃفخلو ا سبیلهم﴾(3)

ترجمہ: پھر اگر توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

ایک اور مقام پر فرمایا:﴿فاخو انکم فی الدین ﴾(4)

ترجمہ:تو یہ دین میں تمھارے بھائی ہیں۔

۱۔آل عمران:۱۹۔

۲۔آل عمران:۸۵۔

۳۔توبہ:۵۔

۴۔احزاب:۵۔

Marfat.com

ابن عباس فرماتے ہیں: اس آیت میں اہل قبلہ کا خون بہانا حرام قرار دیا گیا ہے۔

اور اسی طرح فرمایا: خوارج کے مانند مت بنو جنھوں نے آیات قرآن کو اہل قبلہ کے بارے میں تأویل کیا. وہ اپنی جہالت کے سبب ان آیات کو جو اہل کتاب اور مشرکین کے بارے نازل ہوئیں، مسلمانوں پر لاگو کر کے ان کا خون بہاتے، ان کے اموال کو غارت کرتے اور سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والوں پر گمراہی کی شہادت دیتے ہیں: پس اٹھو اور علم قرآن سے آشنائی حاصل کرو! (تا کہ جان سکو کہ حق کیا اور باطل کیا؟)۔

ابن عمر خوارج کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور کہتے: کہ انھوں نے جو آیات کفار کے بارے نازل ہوئیں، ان میں تحریف کر ڈالی اور انھیں مسلمانوں پر لاگو کرتے ہیں. بخاری نے اس روایت کو اسی سے نقل کیا ہے (۱). جبکہ خداوند متعال فرماتا ہے: ﴿ان الدین عند اللہ الاسلام﴾ اسی طرح پیغمبر ﷺ حدیث جبرائیل میں ۔جو کہ صحیحین میں وارد ہوئی -فرماتے ہیں: ''اسلام کا معنی لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینا ہے.........''۔

روایت ابن عمر-جو صحیحین میں نقل ہوئی- میں آیا ہے: ''اسلام پانچ چیزوں پر استوار ہے خدا کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و بندگی کی شہادت دینا ہے....'' (۲) اسی طرح اس روایت - کہ جو قبیلہ عبد قیس کی طرف بھیجے جانے والے گروہ کے بارے وارد ہوئی- میں بھی آیا ہے: ''میں تم کو خدائے یکتا پر ایمان لانے کا حکم دیتا

۱۔ صحیح بخاری ۳:۶۰۷، باب قتل الخوارج والملحدین، ح ۱۰۳۳

۲۔ صحیح بخاری ۱:۷، ۴ کتاب الایمان؛ ح ۷ صحیح مسلم ۱:۴۵ کتاب الایمان ح ۲۱ کی۔ ہوں.

Marfat.com

خدائے یکتا پر ایمان لانے کا معنی جانتے ہو؟ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینا ہے....'' یہ روایت بھی صحیحین میں نقل ہوئی (۱)۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں اسلام کو وہی شہادتین اور ان کے ارکان (نماز، روزہ اور زکات....) بتایا گیا ہے اور امت کا اجماع بھی اسی پر ہے. بلکہ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جو بھی شہادتین کا اقرار کرے اس پر احکام اسلام جاری ہوں گے. اور اس کی دلیل یہ حدیث: ''مجھے کفار سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے....''

اور حدیث جاریہ ہے: ''پیغمبر ﷺ نے ایک کنیز سے پوچھا کہ خدا کہاں ہے؟ کہا: آسمان میں. فرمایا: میں کون ہوں؟ کہا: رسولخدا ﷺ. فرمایا: اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے''. یہ سب صحیحین میں موجود ہے (۲)۔

اسی طرح اس حدیث: ''لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں سے ہاتھ اٹھا لو'' (۳) اور دیگر احادیث سے بھی یہی استفادہ ہوتا ہے۔

ابن قیم کہتے ہیں: ''مسلمانوں کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ جب بھی کوئی کافر لا الہ الا اللہ کہہ دے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گا'' اور اسی طرح مسلمانوں کا اس پر بھی اتفاق نظر ہے کہ اگر مرتد شہادتین پڑھ دے تو وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے گا البتہ

۱۔ صحیح بخاری ۱: ۲۰، کتاب الایمان، ح ۱۵؛ صحیح مسلم ۱: ۴۶، ح ۲۴، کتاب الایمان۔

۲۔ صحیح مسلم ۱: ۴۹، کتاب الایمان ح ۳۳۔

۳۔ کنز العمال، ح ۱۲۷۰۔

کفار کے ساتھ جنگ ایسی صورت میں صحیح ہے کہ جب امام موجود ہوں اور کفار سے جنگ کریں یہاں تک کہ وہ نماز قائم کرنے اور زکات دینے لگیں۔

یہ تمام مطالب کتب علماء میں واضح طور پر موجود ہیں جو بھی تلاش کرے پا لے گا.اور پھر دین اسلام کے کامل ہونے پر پروردگار عالم کا شکر گذار ہوں۔

Marfat.com

مسلمانوں کی تکفیر

جب تم نے گذشتہ مطالب کو جان لیا تو اب سنو کیا کہنا چاہتا ہوں!

تم نے ایسے لوگوں کی تکفیر کا فتویٰ دیا اور ان کی سرزمین کو سرزمین جنگ قرار دیا، جو نماز، روزہ، حج و زکات ادا کرتے ہیں. خدا، ملائکہ، کتب آسمانی اور تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں، سارے کے سارے شعائر اسلامی کے پابند ہیں. ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کاموں میں تمھارا پیشوا کون ہے؟ اور اس مذہب کو کس سے لیا ہے؟

اگر کہو: کہ ہم نے ان کو اس لئے تکفیر کیا کہ یہ لوگ مشرک ہیں یا مشرکین کے مقابلے میں ساکت اور انھیں تکفیر نہیں کرتے. جبکہ خداوند متعال فرماتا ہے:

﴿ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ﴾ (۱)

ترجمہ: ''خداوند ہرگز شرک کو نہیں بخشے گا''.

اور اسی طرح باقی آیات جو اس بارے میں نازل ہوئی ہیں اس کے علاوہ علماء نے بھی شرک کو سبب کفر بتایا ہے۔

تو ہم جواب میں کہیں گے: ''آیات قرآن اور اقوال علماء حق ہیں لیکن تم نے ان کے سمجھنے میں اشتباہ کیا اس لئے کہ علماء (خدا سے شرک کرنے) کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں کہ انسان واضح اور آشکار طور پر کسی کو خدا کا شریک ٹھہرائے جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں:

ھؤلاء شرکائنا. (۲)

ترجمہ: پروردگار یہی ہمارے شرکاء تھے۔

۱۔ نساء: ۴۸

۲۔ نحل: ۸۶

Marfat.com

اور مانند قول خداوند:

﴿و ما نری معکم شفعاء کم الذین زعمتم انهم فیکم شرکاء﴾(۱)

ترجمہ: اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارش کرنے والوں کو بھی نہیں دیکھتے جنہیں تم نے اپنے لئے خدا کا شریک بنایا تھا۔

﴿اذ قیل لهم لا اله الا اللّٰه یستکبرون﴾(۲)

ترجمہ: ان سے جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو اکڑ جاتے تھے۔

﴿وَلاَیَاْمُرَکُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلاَئِکَةَ وَالنَّبِیِّینَ أَرْبَاباً﴾(۳)

ترجمہ: وہ یہ حکم بھی نہیں دے سکتا کہ ملائکہ یا انبیاء کو اپنا رب بنالو۔

اور باقی آیات جنھیں خداوند متعال نے اپنی مقدس کتاب میں بیان فرمایا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل علم نے ان کو ذکر کیا۔ یہ جو تم کہتے ہو کہ اگر کوئی فلاں عمل انجام دے تو مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے یہ سب کہاں سے لیا ہے؟

آیا اسے اپنی ناقص فہم کے ذریعہ استنباط کیا ہے؟

تو پہلے کہہ چکے کہ اجماع امت کے مطابق تمھیں استنباط کا حق حاصل نہیں۔ کیا تمھارے پاس بھی اپنے ان اعمال پر اجماع موجود ہے؟ یا کسی ایسے فرد کا فتویٰ تمھارے

۱۔ انعام: ۹۴

۲۔ صافات: ۳۵

۳۔ آل عمران: ۸۰

Marfat.com

اختیار میں ہے کہ جس کی تقلید کرنا صحیح ہو؟ اگر کوئی ایسی چیز ہو بھی سہی تب بھی جب تک تمھارے مجتہد کے فتویٰ پر اجماع امت نہ ہو، تو نہ تم خود اس کی پیروی کر سکتے ہو اور نہ ہی دوسروں کو تکفیر؟ (یعنی تکفیر کیلئے اجماع کا ہونا ضروری ہے)۔

آپ ہمارے لئے واضح کریں کہ یہ مذہب کہاں سے لیا ہے؟ ہم خدا کو گواہ قرار دیتے ہوئے آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر مطلب روشن ہو گیا تو ضرور اس کی پیروی کریں گے لیکن اگر مراد آپ کے اپنے افکار ہیں تو پہلے بھی ذکر کر چکے کہ ہمارے، آپ اور ہر وہ شخص جو روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے، کیلئے جائز نہیں کہ ان افکار سے استدلال کرتے ان لوگوں کی تکفیر کا فتویٰ دے جن کے مسلمان ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

مسئلہ شرک: شرک کی بھی اقسام ہیں: شرک اکبر، شرک اصغر اور شرک خفی۔ ان میں سے بعض اسلام سے خروج کا سبب بنتی ہیں اور بعض اسلام سے خارج ہونے کا سبب نہیں بنتیں، ان سب پر اجماع موجود ہے۔

اور جو اقسام شرک اسلام سے خروج کا سبب بنتی ہیں یا جو نہیں بنتیں، ان کا بیان ان علماء کے ذمہ ہے کہ جو صفات اجتہاد کے حامل ہیں، اگر وہ کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو پھر کسی کو ان کی مخالفت کا حق حاصل نہیں۔ ہاں اگر اختلاف نظر رکھتے ہوں تو بحث کرنا ممکن ہے۔

پس اگر تمھارے پاس اپنے ان اعمال کے بارے علماء کے اقوال کی روشنی میں کوئی توجیہ موجود ہے تو ہمیں بھی بیان کرو ہم اسے تسلیم کریں گے ورنہ ہمارا اور آپ کا فریضہ یہ بنتا ہے کہ جس حد تک اجماع موجود ہے اسی پر اکتفا اور مومنین کے راہ روش کی پیروی کی جائے۔

Marfat.com

تمھارے استدلالات میں سے ایک یہ فرمان خداوند ہے:

﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾(۱)

ترجمہ: اگر تم شرک اختیار کرو گے تو تمھارے تمام اعمال برباد کردیئے جائیں گے۔

اسی طرح انبیاء کے بارے میں اس قول خداوند سے بھی استدلال کرتے ہو:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(۲)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ شرک اختیار کرلیتے تو ان کے بھی سارے اعمال برباد ہو جاتے۔

اور پھر پروردگار عالم کے اس فرمان سے بھی استدلال کیا ہے:

﴿وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا﴾(۳)

ترجمہ: وہ یہ حکم بھی نہیں دے سکتا کہ ملائکہ یا انبیاء کو اپنا پروردگار بنالو۔

ہم ان استدلالات کے جواب میں کہیں گے کہ ان مقامات میں شرک سے مراد، شرک اکبر ہے اور کس نے کہا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جو لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے اس نے غائب یا میت سے حاجت طلب کرلی یا اس کے لئے نذر کی، یا غیر خدا کیلئے قربانی کی، یا قبر سے تبرک حاصل کیا یا اسکی خاک اٹھالی تو یہ سب شرک اکبر ہے. ایسا شرک کہ جس کے ارتکاب سے اعمال تباہ اور مال و جان مباح ہو جاتے ہیں. کس نے کہا ہے کہ ان آیات یا بقیہ آیات میں پروردگار عالم کی مراد ایسے اعمال ہیں؟

اگر کہو کہ میں نے قرآن وسنت سے ہی یہ مطلب اخذ کیا ہے!

۱۔ زمر: ۶۵

۲۔ انعام: ۸۸

۳۔ آل عمران: ۸۰

Marfat.com

تو ہم کہیں گے کہ تمھارا سمجھنا کوئی قیمت نہیں رکھتا. نہ تو تمھارے لئے اپنی فکر و رائے کی پیروی کرنا جائز ہے اور نہ ہی کسی دوسرے مسلمان کے لئے. اس لئے کہ اجماع امت کے مطابق استنباط کا حق فقط مجتہد کامل کو حاصل ہے. اس کے علاوہ اگر کسی شخص میں اجتہاد کی تمام شرائط موجود بھی ہوں تب بھی جب تک اس کے اقوال کی تحقیق نہ کر لی جائے اس وقت تک اسکی پیروی جائز نہیں۔

ابن تیمیہ کہتا ہے: ''اگر کوئی شخص بغیر تحقیق کئے کسی خاص پیشوا کی تقلید کرتا ہے تو سب سے پہلے اس سے توبہ طلب کی جائے اگر توبہ کر لے تو صحیح ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے''۔

Marfat.com

وہابی اور ابن تیمیہ (۱) کی مخالفت

اگر تم کہو کہ میں نے یہ مطالب بعض علماء مانند ابن تیمیہ و ابن قیم کے کلام سے اخذ کئے ہیں کہ جنھوں نے ایسے اعمال کو شرک کہا ہے۔

تو جواب یہ ہوگا: کہ یہ بالکل درست ہے کہ ان دو بزگواروں نے ان اعمال کو شرک کہا لیکن قابل غور نکتہ یہ ہے کہ انہوں نے شرک اکبر نہیں کہا ہے، جیسا کہ تم کہتے ہو کہ شرک اکبر ہے ان کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج اور ان سب پر احکام ''ارتداد'' جاری کئے جائیں، بلکہ تم تو ان لوگوں کو بھی کافر اور ان پر احکام ارتداد جاری کرتے ہو جو ایسے افراد پر کفر کا فتویٰ نہ لگائیں۔

جو بات انھوں نے - خدا ان پر رحمت کرے - کہی ہے وہ یہ کہ انھوں نے ان اعمال کو شرک شمار کیا اور ان سے روکا ہے لیکن تمھاری طرح انکے انجام دینے والے کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔

تم نے اپنی مرضی کے مطابق ان کے کلام کو ڈھالا جبکہ دوسروں کے اقوال پر توجہ ہی نہ دی اس لئے کہ ان کے اقوال میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ اعمال شرک اصغر ہیں۔ البتہ اگر بعض حالات و قرائن کے ذریعہ سے نیت کا پتہ چل بھی جائے کہ یہ لوگ

۱۔ احمد بن عبدالحلیم معروف ابن تیمیہ، علمائے مذہب حنبلی میں سے اور وہابی اسے اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ اس کی وفات (۷۲۸ھ ق) میں ہوئی۔ اس کے بارے میں بہت سی کتب تألیف کی جاچکی ہیں جو شخص تحقیق کرنا چاہتا ہے وہ ان کتب کا مطالعہ کرے۔

137403

Marfat.com

شرک اکبر کے مرتکب ہو رہے ہیں تب بھی بطور مطلق انکی تکفیر نہیں کی جا سکتی، بلکہ ان علماء نے یوں فرمایا ہے کہ جب تک ایسے افراد پر حجت معتبر قائم نہ کر لی جائے، تب تک ان کی تکفیر کا حکم دینا صحیح نہیں. انشاء اللہ ان کے اقوال کو مفصل ذکر کیا جائے گا۔

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ علماء کے اقوال کی طرف رجوع کریں اور جس حد تک انھوں نے مشخص کیا ہے اسی پر اکتفاء کریں. انھوں نے تمام اسلامی مذاہب کے اقوال وافعال کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان اسباب کو بھی بیان کیا ہے کہ جو ایک مسلمان کے مرتد ہونے کا سبب بنتے ہیں لیکن کہیں پہ یہ نہیں کہا کہ جو بھی غیر خدا سے حاجت طلب کرے یا غیر خدا کے نام پر ذبح کرے تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اسی طرح نہ ہی یہ کہا ہے کہ اگر کوئی قبر سے متوسل ہو یا اسکی خاک تبرک کے طور پہ اٹھائے تو مرتد ہو جائے گا۔

یہ سب کچھ تم ہی کہتے ہو۔

اگر تمھارے پاس اس پر کوئی دلیل ہے تو اسے بیان کرو اس لئے کہ علم کا چھپانا حرام ہے. البتہ یہ تمھاری ناقص عقل کا نتیجہ ہے کہ اجماع امت کی مخالفت کرکے پوری امت محمد ﷺ کو تکفیر کیا ہے. اس لئے کہ تم کہتے ہو جو بھی ان اعمال کو انجام دے کافر ہے اور جو ان کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے!

تمام عوام وخواص جانتے ہیں کہ یہ اعمال تمام اسلامی ممالک میں مرسوم ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی بنیاد سات سو سال سے بھی پرانی ہے اس سے پہلے علماء ان اعمال کو انجام نہ دیتے لیکن ان اعمال کے انجام دینے والوں کی تکفیر بھی نہ کرتے اور یہ قطعاً یقینی نہیں کہ ان پر احکام مرتد جاری نہ کئے بلکہ احکام اسلام ان پر جاری کئے۔

جبکہ تم اس کے قائل نہیں ہو اس لئے کہ تم نے تمام اسلامی ممالک پہ حکم کفر وارتداد

Marfat.com

جاری کیا اوران کی سرزمین کو سرزمین جنگ قرار دیا. یہاں تک کہ سرزمین مقدس وحی حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) کو بھی اس حکم سے جدا نہ رکھا، وہ سرزمین مقدس کہ جس کے بارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح روایات میں واضح طور پر فرمایا کہ ان دو سرزمینوں پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسلام باقی رہے گا اور کبھی بھی بت پرستی رواج نہ پا سکے گی ; یہاں تک کہ دجال جو کہ آخر الزماں میں پوری دنیا کو روند ڈالے گا لیکن سرزمین مقدس میں وارد نہ ہوگا. انشاء اللہ اس کتاب میں اس مسئلہ سے بھی آگاہ ہوں گے۔

تمھارے نزدیک یہ سارے بلاد، بلاد حرب اوران کے اہل کافر ومشرک ہیں اس لئے کہ تمھارے کہنے کے مطابق وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور پھر شرک بھی ایسا کہ جو دین سے خارج کردے. انا للہ و انا الیہ راجعون خدا کی قسم تمھارا یہ کام خدا اور سول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام علمائے اسلام سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔

جن امور کے ذریعہ تم امت مسلمہ کو تکفیر کر رہے ہو، ہم نے ان امور نذر وغیرہ کے بارے ابن تیمیہ اور ابن قیم سے بڑھ کر کسی کو سخت گیر نہیں پایا جبکہ ان دونوں- خدا کی رحمت ہو ان پر- نے اپنے کلام میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ یہ امور وہ شرک نہیں ہے جو انسان کو دائرہ ایمان سے خارج کردے اور اسی طرح اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ شرک کے ان موارد میں سے بعض کا گناہ بہت بڑا ہے کہ جنھیں امت انجام دے رہی اور ان پر مصر ہے. لیکن اس کے باوجود ان افراد کی تکفیر کا حکم نہ دیا، جیسا کہ ان کے اقوال کو ذکر کیا جائے گا، انشاءاللہ

Marfat.com

غیر خدا کیلئے نذر کا حکم

ہم یہاں پہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اقوال کو نذر کے بارے نقل کریں گے جو کہ اس کے سخت مخالف اور اسے شرک کا نام دیتے تھے۔

ابن تیمیہ کہتا ہے: ''قبور یا اہل قبور کے لئے نذر ماننا ویسے ہی ہے جیسے حضرت ابراہیم خلیل یا فلاں شخص کے لئے نذر کی جائے۔ ایسی نذر معصیت اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں اور جس چیز کو نذر کیا گیا ہے اسے صدقہ کے طور پر فقراء و صالحین کو دے دیا جائے تو خدا کے نزدیک بہتر اور نفع بخش ثابت ہوگا''۔

اگر ابن تیمیہ کے نزدیک غیر خدا کے لئے نذر کرنے والا کافر ہوتا تو اسے صدقہ دینے کا حکم نہ دیتا اس لئے کہ کافر سے صدقہ قبول نہیں ہوتا بلکہ اسے دوبارہ اسلام لانے کا حکم دیتا اور کہتا: تو غیر خدا کے لئے نذر کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے نکل چکا ہے!

اسی طرح ابن تیمیہ کہتا ہے: ''جو شخص کسی کنویں، مقبرے، پہاڑ یا درخت سے امید یا ان کے ساکنین کے لئے چراغ جلانے کی نذر کرے تو یہ نذر باطل اور اس پر عمل کرنا حرام ہے اور جب تک نذر کرنے والا اپنے رب (جس کے لئے نذر کرنا چاہیے) کی معرفت حاصل نہ کر لے تب تک اسے اپنے مصالح میں صرف کرے''۔

پس اگر نذر کرنے والا شیخ کے نزدیک کافر ہوتا تو اسے اپنی طرف نذر دینے کا حکم نہ دیتا بلکہ اس کے قتل کا حکم دیتا!

اور اسی طرح کہا ہے کہ: ''اگر کوئی شخص پیغمبر ﷺ کے لئے چاندی کے چراغ کی نذر کرے تو اسے پیغمبر ﷺ کے ہمسایوں پر خرچ کیا جائے''۔

شیخ کے اس کلام میں دقت کرو! کیا اس نے غیر خدا کے لئے نذر کرنے والے کو تکفیر

Marfat.com

کیا ہے؟ یا جو اس کی تکفیر نہ کرے اُسے کافر سمجھا ہے؟ آیا وہ یا دیگر علماء ایسی نذر کو سبب کفر سمجھتے ہیں؟ جیسا کہ تم نے کہا اور اجماع امت کی مخالفت کی۔

ابن مفلح اپنی کتاب ''فروع'' میں اپنے استاد ابن تیمیہ سے نقل کرتا ہے کہ: ''دقت کر! باوجود اس کے کہ اس نے غیر خدا سے حاجت برآوری کی نذر کی ہے لیکن ابن تیمیہ نے اس کی نذر کو غیر خدا کی قسم کھانے کے مانند (باطل) شمار کیا ہے. البتہ باقی علماء نے اسے معصیت شمار کیا ہے جبکہ تم انھیں اور جو ان کو کافر نہ جانے، کی تکفیر کرتے ہو. کیا علماء نے یہی کہا ہے؟ خدایا قول باطل سے تیری پناہ چاہتا ہوں!

اسی طرح ابن قیم نے اپنی کتاب ,,مدارج،، میں غیر خدا کے لئے نذر کرنے کو شرک اصغر کی فصل میں ذکر کیا ہے. اس نے اس روایت جو احمد بن حنبل (۱) نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے کہ ,,نذر قسم ہے،، سے استدلال کیا ہے اور ان تمام امور کو جنھیں تم شرک اکبر اور اسکے ذریعہ سے تکفیر کرتے ہو، شرک اصغر شمار کیا ہے۔

---

(۱) احمد بن حنبل اہل سنت کے چار اماموں میں سے ایک اور بخاری و مسلم کے استاد ہیں ان کی وفات (۲۴۱ھ ق) میں ہوئی۔

Marfat.com

غیر خدا کے لئے قربانی کا حکم

ابن قیم کے نزدیک غیر خدا کے لئے قربانی کرنا حرام اور گناہ ہے لیکن اسے اسباب کفر میں ذکر نہیں کیا مگر ایسی صورت میں کہ جب بتوں یا باطل معبودوں مانند سورج و ستاروں کے نام پر قربانی کی جائے۔

ابن تیمیہ نے بھی - جیسا کہ ان کے اقوال میں آئے گا - اسے گناہوں میں شمار کیا ہے جن کے ارتکاب سے انسان ملعون قرار پاتا ہے جیسے کوئی ایسی زمین کی روشنائی زائل کر دے جس کے نور سے لوگ استفادہ کرتے ہیں یا کوئی کسی مسلمان کو گزند پہنچائے۔

علماء نے ایسی قربانی کو ان حیوانات میں شمار کیا ہے جو خدا کے علاوہ کسی اور نام پر ذبح کیے گئے ہوں اور ان کے کھانے سے نہی فرمائی ہے لیکن اس کے مرتکب کو تکفیر نہیں کیا ابن تیمیہ کے مطابق ایسے اعمال جنوں کے لئے قربانی کرنے کے مانند ہے کہ جسے جاہل لوگ مکہ - خدا اس کی فضیلت میں اضافہ کرے - اور باقی اسلامی ممالک میں انجام دیتے ہیں البتہ پیغمبر ﷺ نے جنوں کیلئے کی گئی قربانی سے نہی فرمائی ہے ابن تیمیہ نے تمہاری طرح نہیں کہا کہ ان اعمال کا انجام دینے والا کافر ہے یا اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جو ان کو کافر نہ جانے وہ خود بھی کافر ہے۔

Marfat.com

غیر خدا سے درخواست

ابن تیمیہ نے غیر خدا سے درخواست کرنے کے بارے میں فرمایا کہ: اگر غیر خدا سے درخواست کرنے والا ایسی اشیاء کی درخواست کرے جو خصوصیات پروردگار میں سے ہیں مانند بخشش گناہان، جنت میں لے جانا، جہنم سے نجات، نزول باران اور درختوں کا اگانا تو یہ شرک اور گمراہی ہے. اس کے انجام دینے والے سے توبہ طلب کی جائے، اگر توبہ کرے تو صحیح ورنہ قتل کر دیا جائے (اس لئے کہ کافر و مرتد ہو گیا ہے). البتہ جب تک ایسے شخص پر اتمام حجت نہ کر لی جائے اسے تکفیر یا قتل نہیں کیا جا سکتا. یہ سب ابن تیمیہ کے اقوال میں ذکر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اگر تم کہو کہ کتاب ''اقناع'' میں ابن تیمیہ سے نقل ہوا ہے کہ: ''اگر کوئی شخص کسی کو اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ قرار دے، اس کی پرستش کرے، اس سے حاجت طلب کرے اور اس پر توکل کرے تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے''۔

تو ہم جواب میں کہیں گے کہ: یہ صحیح ہے کہ انھوں نے ایسا ہی کہا ہے لیکن تمھاری بدبختی علماء کے کلام کو نہ سمجھنے میں ہے!

اگر تم اسی عبارت میں غور و فکر کرتے تو خود بخود متوجہ ہو جاتے کہ تم اس کی نادرست تاویل کر رہے ہو! اور تعجب آور تو یہ ہے کہ ان کے روشن اقوال کو چھوڑ کر ایک مجمل عبارت کے پیچھے پڑ گئے ہو، اس سے ایسے مطالب کو اخذ کر رہے جو علماء کے اقوال کے خلاف ہیں اور پھر یہ خیال کرتے ہو کہ تمھاری اس فکر پر اجماع بھی موجود ہے! کیا تجھ سے پہلے بھی کسی نے اس عبارت سے ایسا مطلب سمجھا ہے؟

سبحان اللہ، خوف خدا نہیں کرتے ہو؟!

Marfat.com

عبارت کے الفاظ پر توجہ کرو کہ کیا کہا ہے: ''ان کی پرستش کرے اور ان پر توکل کرے اور ان سے حاجت طلب کرے'' حرف عطف (واو) کے ذریعہ عبادت، توکل اور درخواست کو جمع کیا ہے. ''دعا'' عربی زبان میں ہر طرح کی عبادت و پرستش کو کہا جاتا ہے. ''توکل'' کا تعلق دل سے ہے اور ''سوال'' وہی درخواست ہے کہ جسے اب دعا کہا جاتا ہے. ابن تیمیہ نے اس عبارت میں ان تینوں اعمال کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے. اور یہ نہیں کہا کہ یا عبادت کرے یا توکل کرے یا غیر خدا سے درخواست کرے۔

(یہ تینوں کام اگر ایک ساتھ ہوں تو کفر کا سبب بنتے ہیں نہ کہ ہر ایک جدا جدا طور پر) جبکہ تم لوگوں کو فقط غیر خدا سے درخواست کرنے پر تکفیر کرتے ہو: کیسے اس عبارت سے یہ مطلب لیا جا سکتا ہے؟!

باوجود اس کے کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم نے متعدد موارد میں ان امور کی وضاحت کی ہے ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ: ''مشرک صابئیوں (۱) میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو ظاہر اسلام کا اظہار کرتا ہے جبکہ ستاروں کی تعظیم، ان سے حاجت طلب، انہیں سجدہ اور ان کیلئے قربانی و پرستش کرتا ہے۔

بعض علمائے اسلام نے صابئی اور برہمی (۲) مشرک مذہبوں پر کتب بھی تحریر کی ہیں کہ جن کا موضوع پرستش ستارگان ہے. یہ جادوگری ہے جو کنعان کے لوگوں [illegible]

۱۔ صابئی ایک ایسی قوم ہے جو ستاروں کی پرستش کرتی ہے اور انہیں [illegible] جاتا ہے (المعجم الوسیط).

۲۔ ہندوؤں کا ایک فرقہ ہے جو حیوانات کے گوشت کو حرام جانتا ہے (المعجم الوسیط)

Marfat.com

نمرود حکومت کرتا- کے درمیان رائج تھی. خداوند متعال نے جناب ابراہیم کو دین حنیف و خالص دے کران کی طرف مبعوث فرمایا''۔

ابن قیم ایسے افراد کے بارے میں کہتا ہے کہ: '' یہ لوگ اس جہان کے خالق باعظمت وحکیم اور بے عیب ونقص کو مانتے ہیں لیکن انکا عقیدہ ہے کہ ذات پروردگار تک پہنچنا بغیر واسطے کے ممکن نہیں. لہذا ہم پر واجب ہے کہ ان کے وسیلہ سے خدا سے نزدیک ہوں. اور وہ صاحب اختیار، معبود اور خدائے حقیقی کے ہاں ہمارے شفیع ہیں. ہم ان کی پرستش فقط اس لئے کرتے ہیں تاکہ اپنی حاجات کی برآوری کی درخواست اور اپنی مشکلات کو ان کے سامنے پیش کرسکیں اور اپنے تمام امور میں ان کی طرف مراجعہ کرتے ہیں. وہ بھی ہمارے خدا کے ہاں- جو انکا بھی خدا ہے- ہماری شفاعت کرتے ہیں۔

اور یہ حاجات ان روحانی وسیلوں سے مدد طلب کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتیں. پس ہمیں چاہیے کہ تضرع وخشوع، نماز اور قربانی کے ذریعہ سے ان سے تقرب حاصل کریں۔

ان لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے اصولوں میں سے دو اصل کا انکار کردیا:

اول: خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت اور باقی تمام معبودوں کا انکار۔

دوم: انبیاؑ، اور جو کچھ پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہوا اُس پر صدق دل سے ایمان لانا۔

دیکھو! تم نے کس طرح وسیلہ کی غلط تفسیر کی ہے؟

البتہ تمھارا یہ کام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیشوایان دین کے کلام کی تحریف کرنے سے

Marfat.com

زیادہ عجیب تر نہیں ہے. اس کے علاوہ تو نے اجماع امت کی بھی مخالفت کی ہے. اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ تو نے اس عبارت کے نقل کرنے والے کی مراد کے خلاف اپنی مرضی سے اس واضح و روشن عبارت کی تاویل کی ہے۔

کیا تمھارا یہ کام محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کی پیروی کرنے کے علاوہ کچھ اور ہے؟

خداوند متعال ہمیں اور آپ کو خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے سے نجات دے!

Marfat.com

قبور سے توسّل

علماء نے قبور سے متوسل ہونے، ان کی خاک کو تبرک کے طور پر اٹھانے اور ان کے اردگرد طواف کرنے کو ذکر کیا ہے: بعض نے ان امور کو مکروہات اور بعض نے محرمات میں شمار کیا ہے لیکن کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس عمل کا انجام دینے والا مرتد ہو جائے گا، جیسا کہ تم کہتے ہو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم تو ان کو تکفیر نہ کرنے والے کو بھی کافر سمجھتے ہو۔

یہ مسئلہ کتاب جنائز، باب دفن و زیارت میت میں موجود ہے اور اگر ہمارے اس قول کے بارے اطلاع حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کتاب ''الفروع'' (۱) اور ''الاقناع'' (۲) اور باقی فقہی کتب کا مطالعہ کریں۔ اگر تم ان کتب کے مصنفین کو قبول نہیں کرتے اور یہ تم سے بعید بھی نہیں، تو جان لے کہ انھوں نے اپنی رائے کو بیان نہیں کیا بلکہ احمد بن حنبل اور ان کے مانند ائمہ ہدایت کے مذہب کو بیان کیا ہے کہ جن کے فہم و ہدایت پر پوری امت کا اجماع ہے۔

تمھارا یہ بغض و عناد، بلند علمی مراتب تک پہنچنے کے لئے بے اساس ادعا، اور ائمہ ہدایت کی تقلید کیے بغیر ادلہ سے استنباط، سوا اجماع مسلمین کی مخالفت کے کچھ اور نہیں !!!

۱۔ یہ کتاب شیخ شمس الدین المقدسی ابوعبداللہ محمد بن مفلح متوفی (۷۶۳ھ ق) کی ہے۔

۲۔ الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل، موسیٰ بن مقدسی متوفی (۹۷۲ھ ق)

Marfat.com

جاہل معذور ہے

اگر فرض کرلیں کہ یہ امور یعنی نذر وغیرہ کفر کا سبب بنتے ہیں پھر بھی اہل سنت کے اصول وقواعد میں سے ایک مہم قاعدہ پر توجہ کرنا ضروری ہوگا جیسا کہ ابن تیمیہ اور ابن فہم نے بھی اس قاعدہ کی وضاحت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر امت مسلمہ کے جاہل و نا آگاہ افراد کوئی ایسا عمل انجام دیں جو موجب شرک وکفر بنتا ہو تو جب تک اس اشتباہ کو ان پر دلیل کے ذریعہ سے واضح نہ کرلیا جائے تب تک وہ اپنی جہالت کے سبب معذور ہیں اور کافر و مشرک نہیں ہوں گے مگر یہ کہ ضروریات دین میں سے کسی ایسی چیز کا انکار کردیں جسے سب مسلمان جانتے ہیں اور اس پر ان کا اتفاق ہے، جیسا کہ بیان ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ- اور سوا بدعت گذاروں کے کوئی اس قاعدہ کا مخالف نہیں۔

اگر کہو کہ خداوند متعال نے فرمایا ہے: "من کفر من بعد ایمانہ....." (۳) اور یہ کہ یہ آیت ایسے مسلمانوں کے بارے نازل ہوئی ہے جو مجبور ہو کر کلمات کفر کہیں تو حالت مجبوری کے باوجود خدا نے ان کے اس عمل کو کفر کہا ہے۔

تو ہم جواب میں یہ کہیں گے کہ یہ آیت صحیح ہے لیکن آپ کے نفع میں نہیں بلکہ نقصان میں! اس لئے کہ جو کچھ انھوں نے کہا تھا وہ یہ تھا کہ رسول خدا ﷺ کو گالیاں دیں

۳۔ نحل: ۱۰۶

Marfat.com

اور ان کے دین سے بیزاری کا اعلان کیا اس کے سبب کفر ہونے پر اجماع ہے اور سب مسلمان جانتے ہیں۔

البتہ آیت میں دو گروہ ذکر ہوئے ہیں ایک وہ جو مجبور ہو کر کفر آمیز کلمات کہتے ہیں قرآن نے انھیں معذور جانا ہے. اور دوسرے وہ جو آگاہی رکھتے ہوئے اپنی مرضی سے اپنے سینوں کو کفر کے لئے کشادہ کردیں اور کفر کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں. انھیں کافر جانا ہے۔

تمام مسلمان اس مسئلہ - آیت میں جس کی طرف اشارہ ہوا- کو اسباب کفر میں سے جانتے ہیں اسی طرح جس کسی نے بھی اسباب کفر کو شمار کیا ہے اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے. لیکن وہ امور کہ جن کی وجہ سے تم لوگوں کو تکفیر کرتے ہو، علمائے سلف میں سے کسی ایک نے بھی ان کے ذریعہ لوگوں کو تکفیر نہ کیا اور نہ ہی انھیں اسباب کفر میں شمار کیا ہے. اور پھر جنھوں نے ان امور کو ذکر کیا ہے ان کے بھی گروہ ہیں. بعض نے انھیں شرک کی اقسام میں بیان کیا اور بعض نے انھیں گناہوں میں سے .لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کا انجام دینے والا مرتد و کافر ہو جائے گا جیسا کہ کسی نے بھی تمھاری طرح اس آیت سے استدلال نہیں کیا ہے۔

البتہ تجھ سے یہ بات تعجب انگیز نہیں کہ تم نے ان آیات سے استدلال کیا کہ جنکا اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں اور ایسے مسلمانوں پر منطبق کیا کہ جو لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے اور اعلانیہ طور پر کہتے ہیں کہ خدا کا نہ تو کوئی شریک ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی شایستۂ عبادت ہے۔

Marfat.com

تم نے ان آیات سے استدلال کیا:

﴿إِذَا قِيلَ لَهُمْ لاإِلَهَ إِلاَّ اللهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ﴾ (۱)

ترجمہ: ان سے جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو اکڑ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک مجنون شاعر کی خاطر اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں گے۔

اور اسی طرح اس آیت:

﴿أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَى﴾ (۲)

ترجمہ: کیا تم لوگ گواہی دیتے ہو کہ خدا کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے۔

اور یہ آیت کہ جو کہتے ہیں:

﴿اللّهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء﴾ (۳)

ترجمہ: خدایا اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسادے۔

اور یہ آیت کہ جو ایک گروہ کہتا ہے:

﴿أجعل الآلهة إلها واحدا﴾ (۴)

ترجمہ: کیا اس نے سارے خداؤں کو جوڑ کر ایک خدا بنادیا ہے۔

۱۔صافات: ۳۶-۳۵۔

۲۔انعام: ۱۹۔

۳۔انفال: ۳۲۔

۴۔ص: ۵۔

Marfat.com

ایسا شخص جو ان آیات سے ایسے لوگوں کے کفر پر استدلال کرے کہ جو رسول خدا ﷺ اور تمام مسلمانوں کے نزدیک مسلمان ہیں تو اگر وہ اس آیت سے اپنے مقصد پر استدلال کرے تو مقام تعجب نہیں۔

اگر ان میں سے کسی نے اس مذکورہ آیت سے ایسے اعمال انجام دینے والوں کی تکفیر پر استدلال کیا ہے تو اُسے نمونہ کے طور پر بیان کرو! لیکن خدا کی قسم تمھاری داستان عبدالملک بن مروان کی داستان کی طرح ہے کہ جس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت کر اور اگر کوئی مخالفت کرے تو تلوار کے ساتھ اس کا سر تن سے جدا کر دے!!!

﴿انا للّٰہ و انا الیہ راجعون﴾۔

یہاں پہ ایک اور اصل بھی ہے کہ جس پر توجہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ بسا اوقات ایک مسلمان فرد میں دو پہلوئے کفر و اسلام یا کفر و نفاق جمع ہو سکتے ہیں (یعنی ممکن ہے ایک اعتبار سے مسلمان ہو اور ایک اعتبار سے کافر) لیکن یہ چیز باعث نہیں بنتی کہ وہ شخص مطلقاً کافر اور دین سے خارج شمار کیا جائے۔

انشاء اللہ ذکر ہوگا کہ اس پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے اور سوا بدعت گذاروں کے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

Marfat.com

سب سے پہلے تکفیر کرنے والا گروہ

جان لے کہ سب سے پہلا گروہ جو مسلمانوں سے جدا ہوا وہ خوارج (۱) تھے۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کے خلاف سازش تیار کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انکا تذکرہ کیا اور ان سے جہاد اور ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ فرمایا: ''انھیں کہیں پاؤ قتل کر ڈالو۔'' (۲) اسی طرح ان کے بارے میں فرمایا: ''یہ اہل جہنم کے کتے ہیں'' (۳) دوسرے مقام پر فرمایا: ''یہ لوگ مسلمانوں کا قتل عام کریں گے'' (۴)

۱۔ خوارج امیر المومنین کے اصحاب تھے جو ماجرائے صفین میں حکمین کے فیصلے کے بعد وجود میں آئے۔ بارہ ہزار افراد آنحضرت کے لشکر سے جدا ہو کر کوفہ کے نزدیک ایک مقام (حروراء) میں جا کر جمع ہو گئے، اسی وجہ سے انہیں حروریہ بھی کہا جاتا ہے یہ لوگ امام کی حکومت کے لئے مشکلات ایجاد کرتے اور آنحضرت کے چاہنے والوں میں سے ایک شخص کو اس کی حاملہ زوجہ کے ساتھ قتل کر دیا امام نے قصاص کے لئے ان سے قاتلوں کو طلب کیا لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور کہا ہم سب قاتل ہیں سرانجام جنگ نہروان برپا ہوئی اور آنحضرت نے ان کی جڑیں کاٹ ڈالیں اگرچہ تھوڑے عرصہ بعد تک خوارج چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں فعالیت کرتے رہے لیکن ہرگز ایک اسلامی فرقے کے عنوان سے مسلمانوں میں زندگی نہ کر سکے۔ (فرہنگ عقائد و مذاہب اسلامی جلد پنجم آیت اللہ سبحانی ا...

۲۔ صحیح بخاری ۳: ۲۰۷، باب قتل الخوارج، ح ۲۔ سنن ابن ماجہ، ح ۱۶۷،۱۷۱

۳۔ سنن ابن ماجہ، ح ۱۷۶

۴۔ صحیح بخاری ۳: ۲۰۷، باب قتل الخوارج، ح ۳

Marfat.com

اور پھر فرمایا: ''زیر آسمان، بدترین قتل ہونے والوں میں سے خوارج ہیں'' (۱).اور فرمایا: ''یہ لوگ قرآن پڑھیں گے اور خیال کریں گے کہ قرآن ان کی تصدیق کر رہا ہے جبکہ قرآن ان کی مخالفت کر رہا ہوگا''۔

اور دیگر احادیث معتبر جو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے بارے میں نقل ہوئی ہیں. انھوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں خروج کیا اور علی و عثمان اور معاویہ اور ان کے پیروکاروں کو تکفیر کیا مسلمانوں کے خون و مال کو حلال، ان کی سرزمین کو سرزمین جنگ اور اپنی سرزمین کو سرزمین ایمان قرار دیا۔

وہ خیال کرتے کہ اہل قرآن ہیں اور سنت میں سے جو ان کے افکار کے مطابق ہوتا فقط وہی قبول کرتے، اور جو بھی ان کی مخالفت کرتا یا ان کی سرزمین سے باہر نکلتا کافر ہو جاتا۔

وہ گمان کرتے کہ علی اور اصحاب پیغمبرؐ نے شرک کیا اور قرآن پر عمل نہیں کیا ہے جبکہ خود کو عامل قرآن سمجھتے، وہ اپنے مذہب کے اثبات کے لئے متشابہ آیات سے استدلال کرتے اور وہ آیات جو مشرکین کے بارے نازل ہوئیں انھیں مسلمانوں پر لاگو کرتے. بزرگ صحابہ نے انھیں مناظرے اور حق کی طرف پلٹنے کی دعوت دی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے مناظرہ کیا جس کے نتیجہ میں چار ہزار پلٹ گئے .ان تمام وحشت ناک افعال، کفر روشن اور مسلمانوں سے خروج کے باوجود علی نے ان سے فرمایا: ''ہم تم سے جنگ میں آغاز نہیں کریں گے اور نہ ہی تمھیں مساجد خدا میں عبادت

ا۔ سنن ابن ماجہ، ح ۱۷۵.

Marfat.com

کرنے سے روکیں گے اسی طرح جب تک ہمارے ساتھ رہو گے بیت المال سے تمھیں تمھارا حصہ بھی ملتا رہے گا''۔

لیکن خوارج نے کنارہ گیری اختیار کی اور مسلمانوں سے جنگ شروع کردی علی رضی اللہ عنہ بھی ان کی طرف بڑھے اور ان سے جنگ کی۔

انھوں نے مسلمانوں پر ایسے وحشتناک مظالم ڈھائے کہ جنکا بیان کرنا تفصیل کا طالب ہے لیکن اتنے کچھ کے باوجود نہ تو صحابہ، نہ تابعین اور نہ ہی ائمہ دین نے ان کی تکفیر کا حکم دیا اور نہ ہی علی اور باقی اصحاب میں سے کسی نے یہ کہا کہ تم پر حجت تمام ہوگئی اور ہم نے حق کو تمھارے لئے آشکار کردیا۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں: ''نہ علی، نہ اصحاب میں سے کسی اور نہ ہی ائمہ دین نے انھیں کافر کہا''۔ خدا تجھ پر رحم کرے، غور کر کہ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ کار ان لوگوں کی تکفیر کے بارے میں کیا تھا جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے جبکہ یہ صحابہ خود ان کے بارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث نقل کررہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: ''خوارج کے بارے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت دس معتبر طریقوں سے نقل ہوئی ہیں''۔ علماء کہتے ہیں کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ان تمام روایات کی جمع آوری کی ہے۔

اصحاب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیشوایان دین کی ہدایت کی طرف [illegible] خدا تجھے بھی مومنین کے طریقہ کی ہدایت کرے اور تجھے اس مصیبت سے نجات دے جسے تو کتاب سنت سمجھ رہا ہے جبکہ خدا کی قسم یہ خوارج کا راستہ ہے نہ کہ علی اور ان کے دوستوں کا خداوند متعال ہمیں بھی ان کی پیروی کی توفیق عطا کرے۔

Marfat.com

ایک اشکال کا جواب اور غالیوں کی داستان

اگر تم اشکال کرو کہ خود علی رضی اللہ عنہ نے غالیوں کو مجتہد ہونے کے باوجود قتل بلکہ انھیں آگ میں جلا دیا، اسی طرح اصحاب پیغمبر ﷺ نے مرتدوں (اہل ردّہ) سے جنگ کی پس ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے۔

تو ہم جواب میں کہیں گے:

ہاں ایسے واقعات اتفاق پذیر ہوئے لیکن ان کا آپکے اعمال سے کوئی ربط نہیں. اس لئے کہ غالی حقیقت میں کفار و مشرکین کا ایک گروہ ہے جو لوگوں کو فریب دینے کیلئے اظہار اسلام کرتے ہیں تا کہ جب موقع ملے تو کھل کر کفر کا اعلان کرسکیں. اور ان کی داستان یوں ہے کہ جب حضرت علیؑ باب کندہ (۱) سے باہر آنے لگے تو یہ ان کے سامنے سجدے میں گر پڑے. فرمایا: یہ کیا کام ہے؟ کہنے لگے آپ خدا ہیں! فرمایا میں بندۂ خدا ہوں. پھر کہا: نہیں بلکہ آپ خدا ہیں! حضرت نے ان سے چاہا کہ توبہ کریں اور قتل کر دینے کی دھمکی بھی دی، لیکن انھوں نے انکار کر دیا. آنحضرتؑ نے حکم دیا کہ زمین میں گڑھے کھود کر ان میں آگ روشن کی جائے اور فرمایا اگر توبہ نہ کی تو تمھیں آگ میں پھینک دونگا لیکن پھر بھی انھوں نے قبول نہ کیا اور کہنے لگے آپ ہی خدا ہیں!

آنحضرتؑ نے ان کو آگ میں پھینک دیا، جب انھوں نے اپنے آپ کو جلتے دیکھا تو کہنے لگے اب تو تو نے ہمارے لئے ثابت کر دیا کہ تو ہی خدا ہے اس لئے کہ خدا کے علاوہ کوئی آگ کا عذاب نہیں دے سکتا۔

ا۔ بظاہر مسجد کوفہ کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ہے. (م)

Marfat.com

یہ ان کافروں کی داستان ہے جنھیں علی نے جلایا اور علماء نے اسے ذکر کیا تم بھی اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو جو کسی مخلوق کو خدا کہہ رہا ہو تو اسے جلا دو وگرنہ خدا سے ڈرو. اور حق کو باطل سے مخلوط نہ کرو اور نہ ہی اپنی ناقص آراء کے ذریعہ کافروں کو مسلمانوں کے ساتھ مقایسہ کرو۔

Marfat.com

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتد ہونے والوں کا بیان

البتہ ابوبکر اور صحابہ رضی اللہ عنھم کا مرتدوں سے جنگ کرنے کا مسئلہ جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، بہت تفصیلی ہے. اتنا جان لیجئے کہ جب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو سوا مدینہ، مکہ، طائف اور جواثا- بحرین کا ایک قریہ - کے کوئی بھی اسلام پر باقی نہ رہا۔

مرتدین کے بارے روایات بہت طولانی ہیں کہ جن کیلئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے(۱). البتہ ہم ان میں سے بعض کو جسے علماء نے ذکر کیا ہے یہاں پر بیان کریں گے. تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ دلیل بھی تمھاری پہلی دلیل کی طرح ناقص اور نا تمام ہے. اور یہ روایات تمھارے کاموں کی توجیہ نہیں کر سکتیں ہے۔

امام ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں: ''وہ مطالب جن پر توجہ دینا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرتدین کے چند گروہ تھے:

ایک گروہ اسلام سے پھر گیا اور جس طرح زمانہ کفر میں بتوں کی پوجا کرتے تھے دوبارہ اسی میں مشغول ہو گئے. دوسرا گروہ وہ قبیلہ بنو حنیفہ اور دوسرے چند قبیلوں پر مشتمل تھا جنھوں نے مسیلمہ کذاب کی نبوت کو قبول کیا اور اس کی پیروی کرنے لگے۔

تیسرا گروہ یمن میں تھا جنھوں نے اسود عنسی کی نبوت کو قبول کر کے اسکی پیروی شروع کر دی. چوتھا گروہ وہ تھا جنھوں نے طلیحہ اسدی کی نبوت کو قبول کیا اور یہ قبیلہ

۱- مزید مطالعہ کیلئے فارسی کتاب ''جنگ ہای ارتداد و بحران جانشینی پیامبر'' تالیف علی غلامی دہقی، مطبوعہ مؤسسہ آموزشی و پژوہشی امام خمینی کی طرف رجوع فرمائیں (م)

Marfat.com

غطفان، فزارہ اور ان کے قبائل کے لوگ تھے. اور پانچواں گروہ وہ تھا جنھوں نے سجاح کی نبوت کو قبول کر لیا۔

یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے پیغمبر اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا، نہ زکات دیتے، نہ نماز پڑھتے اور نہ ہی قوانین اسلام میں سے کسی کو قبول کرتے. پوری زمین پر سوا مدینہ، مکہ، طائف اور جواثا۔ جو کہ بحرین کا ایک گاؤں ہے۔ کے کوئی خدا کو سجدہ کرنے والا نہ تھا۔

یہ گروہ حقیقت میں باغیوں اور مشرکین کا تھا نہ کہ مرتد. البتہ چونکہ اس زمانے میں مرتدین میں شمار ہوتے لہذا مرتد معروف ہو گئے. اور یہ کہ ان کو مرتد کیوں کہا جاتا اس کی وجہ مسئلہ مرتدین کی اہمیت تھی چونکہ یہ اصطلاح مشہور ہو چکی تھی پس جو بھی انحراف کرتا اسے مرتد کہا جاتا. باغی کی اصطلاح علی کے زمانہ میں تاریخ میں ثبت ہوئی اس لئے کہ اس زمانے میں یہ لوگ مشرکین سے کامل طور پر جدا ہو چکے تھے. بہر حال اس گروہ کے بارے صحابہ میں اختلاف نظر تھا اور عمر کو ان کے ساتھ جنگ کرنے میں شبہہ تھا. وہ جب ابوبکر سے بحث کر رہے تھے تو پیغمبر ﷺ کی اس حدیث سے استدلال کیا "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھیں اور جو لا الہ الا اللہ پڑھے اس کا مال و جان محترم ہو جائے گا۔

امام ابو سلیمان خطابی آگے بڑھتے ہوئے فرماتے ہیں ہم نے کہا ہے کہ مرتدین کے چند گروہ تھے بعض دین سے پھر گئے اور لوگوں کو مسیلمہ (کذاب) کی طرف دعوت دیتے اور بعض نے تمام قوانین اسلام کا انکار کر دیا تھا صحابہ کرام نے ان کو کافر بیان کیا ابوبکر نے ان کی اولاد کو اسیر کرنے کا فتویٰ دیا اور اکثر صحابہ نے اس کی تصدیق کی البتہ ابھی عصر صحابہ تمام نہ ہوا تھا کہ سب نے اس پر اتفاق کر لیا کہ مرتد کو اسیر نہ بنایا جائے۔

Marfat.com

اور وہ گروہ جو اصل اسلام کو قبول کرتے اور زکات ادا نہ کرتے؛ وہ باغی اور سرکش تھے انھیں مشرک نہ کہا جاتا. یا یہ کہ وہ حقیقت میں کافر تھے اور ابتدا ہی سے اسلام نہ لائے تھے. اگر ان کو مرتد کہا گیا ہے تو اس وجہ سے کہ مرتدوں کے مانند بعض دینی حقوق- مانند زکات- کو ادا نہ کرتے۔

کلمۂ ارتداد ایسے شخص کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے جو کسی شے کو قبول کرنے کے بعد منصرف ہو جائے. چونکہ یہ افراد اطاعت سے منہ موڑ چکے تھے اور زکات ادا کرنے سے انکار کر دیا لہذا ان کی برائی کی وجہ سے ان کو یہ نام دیا گیا اس لئے کہ وہ حقیقی مرتدوں کا ساتھ دے رہے تھے۔

یہاں تک کہ ''امام خطابی'' فرماتے ہیں: ''اگر سوال ہو کہ اگر کوئی ہمارے زمانے میں زکات کا انکار کر دے تو کیا اس پر باغی کے احکام جاری ہوں گے؟'' تو ہم جواب میں کہیں گے: کہ نہیں بلکہ وہ کافر ہو جائیگا اس لئے کہ تمام مسلمان اسے واجب جانتے ہیں اور یہ مسئلہ اس قدر واضح اور روشن ہے کہ خاص و عام، عالم و جاہل ہر ایک اس سے آگاہ ہے. لہذا اس کا انکار کرنے والا معذور شمار نہیں ہوگا. بطور کلی وہ تمام مسائل جن پر امت کا اجماع ہے اور لوگوں کے لئے واضح و روشن ہوں ان کا حکم یہی ہوگا. مانند نماز پنجگانہ، ماہ مبارک کے روزے، غسل جنابت، حرمت سود و شراب اور محرم کے ساتھ ازدواج. ہاں البتہ ایسی صورت میں کہ جب انکار کرنے والا جاہل نیا مسلمان ہوا ہو اور قوانین اسلامی سے آشنائی نہ رکھتا ہو تو اسے کافر شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ مسلمان ہی ہوگا جیسا کہ صدر اسلام میں تھا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ایسے مسائل کا انکار کرے کہ جن کا اجماعی ہونا فقط خواص کے درمیان معروف ہو اور عام لوگ اس سے آشنا نہ ہوں، تو ایسے شخص کو تکفیر نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے معذور سمجھا جائیگا اس لئے کہ یہ مسائل لوگوں میں منتشر نہیں ہوئے جیسے پھوپھی اور بھتیجی

Marfat.com

یا خالہ اور بھانجی کے درمیان جمع کرنے کی حرمت، عمداً قتل کرنے والے کا مقتول کی وراثت سے محروم ہونا، اور دادا کا چھٹا حصہ میراث پانا''۔

صاحب کتاب ''المفہم'' نے بھی لکھا: ''ابو اسحاق کہتا ہے: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دنیا سے انتقال ہوا تو سوا تین مساجد: مسجد مدینہ، مسجد مکہ اور مسجد جواثا کے سارے عرب مرتد ہو گئے''۔

یہ وہ بعض مطالب تھے جنھیں علماء نے مرتدین کے بارے میں بیان فرمایا اور ان کی تفصیل طولانی ہو جائے گی پس دوبارہ تاکید کر رہا ہوں کہ تم اور تمھارے بڑوں کو استنباط کا حق حاصل نہیں ہے اور قیاس مت کرو۔ کسی بھی شخص کے لئے ایسے افراد کی تقلید و پیروی کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ اجماع امت کے مطابق غیر مجتہد کو مجتہد کی تقلید کرنا ہوگی۔

البتہ یقیناً تمھیں معلوم ہوگا کہ جس نے بھی ابوبکر کے زمانہ میں اس کی اطاعت سے سرپیچی کی اُس نے مسلمانوں کے قطعی اجماع کی مخالفت کی، اس لئے کہ وہ اور ان کے ساتھی علماء اور حقیقی مسلمان تھے، وہ مہاجر اور انصار تھے خداوند متعال نے قرآن میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔ امامت ابوبکر صحیح اور ان میں رہبری کی تمام شرائط موجود تھیں (۱)۔

اگر تمھارے پاس بھی ابوبکر اور ان کے ساتھی مہاجرین و انصار کے مانند کوئی ایسا شخص ہے کہ جس کی امامت پر امت کا اتفاق ہو تو پھر خود کو ان سے متعارف کرواؤ ورنہ تمھیں

1۔ واضح ہے کہ یہ مطالب شیعوں کے ہاں قابل قبول نہیں مزید مطالعہ کے لئے ''...'' تالیف مرحوم شرف الدین موسوی کی طرف رجوع فرمائیں۔ (م)

Marfat.com

خدا کی قسم دیتا ہوں کہ خدا اور اُسکی مخلوق سے شرم کرو اور اپنے مقام کو پہچانو. خدا رحمت فرمائے ایسے شخص پر جو اپنے مقام و منزلت کو پہچانے اور اسی پر باقی رہے، مسلمانوں کو اپنے شر سے دور رکھے اور مؤمنین کے راہ و روش کی پیروی کرے!

خداوند متعال فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (۱)

ترجمہ: اور جو شخص بھی ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسولؐ سے اختلاف کرے گا اور مؤمنین کے راستے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا اسے ہم ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور جہنم میں جھونک دیں گے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

۱۔ نساء: ۱۱۵.

Marfat.com

فرقۂ قدریہ کے بارے

خوارج کے بارے بیان کیا گیا کہ ان کے بارے روایت میں وارد ہوا کہ وہ اہل جہنم کے کتے ہیں اور اسلام کو پارہ پارہ کردیں گے۔ لیکن اس کے باوجود صحابہ نے انھیں تکفیر نہ کیا۔ اس لئے کہ بہت سے دینی مسائل میں اختلاف رکھنے کے باوجود بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے اور اعلانیہ طور پر کفر کا اظہار بھی نہ کرتے۔ جبکہ تم اب ایسے لوگوں کو تکفیر کر رہے ہو کہ جن میں خوارج کی ایک صفت بھی نہیں پائی جاتی۔

جن کو تم تکفیر کر رہے ہو اور ان کے مال و جان کو حلال قرار دے رہے ہو وہ وہی اہل سنت والجماعت ہیں جو نجات پانے والا فرقہ ہے(۱)۔ خداوند ہمیں ان سے قرار دے!

بہر حال خوارج کے بعد صحابہ کے آخری ایام میں فرقۂ قدریہ کی بدعتیں شروع ہوئیں۔ ان کے دو گروہ ہیں ایک وہ جنھوں نے بطور کلی تقدیر خدا کا انکار کردیا اور کہنے لگے خداوند متعال نے گناہوں کو انسان کی تقدیر میں نہیں رکھا اور نہ ہی وہ اس پر قادر ہے اور اسی طرح سے خداوند متعال گمراہوں کو ہدایت بھی نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اس پر قادر ہے۔ ان کے نزدیک مسلمان وہ ہے جو خود کو مسلم قرار دے اور نماز پڑھتا ہو۔ بعد [illegible] بھی اسی طرح کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ بندوں کو خود اپنے افعال کا خالق سمجھتے ہیں اور اس نظریے میں خدا کے علاوہ مزید خالق بھی مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک خداوند متعال نہ تو کسی کو ہدایت کر سکتا ہے اور نہ ہی گمراہ۔ اس کے علاوہ وہ بھی غلو آمیز عقیدہ رکھتے ہیں۔ خداوند

---

(۱) البتہ شیعوں کے نزدیک نجات یافتہ فرقہ شیعہ ہے۔ (م)

Marfat.com

متعال اس گروہ کے عقیدہ سے کہ جو مجوسیوں کے عقائد سے شباہت رکھتا ہے بہت بلند تر ہے۔

دوسرا گروہ جو کہ پہلے گروہ کے مقابلہ میں ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند متعال نے لوگوں کو ان کے کاموں میں مجبور کر رکھا ہے اور لوگوں کے درمیان کفر و گناہ کا مسئلہ، خلقت میں جلد کے سفید و سیاہ رنگ ہونے کے مانند ہے کہ جس میں بندوں کا کوئی عمل دخل نہیں! ان کے عقیدہ کے مطابق تمام گناہوں کا تعلق ذات پروردگار سے ہے. ان افکار میں ان کا پیشوا شیطان ہے کہ جس نے کہا تھا: ﴿فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي﴾ (۱) ترجمہ: پس جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے۔

اور اسی طرح ان کے پیشوا مشرکین ہیں، جنھوں نے کہا:

﴿لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا﴾ (۲)

ترجمہ: اگر خدا چاہتا تو نہ ہم مشرک ہوتے، نہ ہمارے باپ دادا۔

قدریہ کا پہلا گروہ صحابہ مانند ابن عمر اور ابن عباس کے زمانے میں وجود میں آیا. اسی طرح بزرگ تابعین اس وقت باقید حیات تھے. صحابہ اور تابعین میں سے جو اس وقت موجود تھے قدریہ کا مقابلہ کیا چاروں طرف سے ان پر حملہ کر کے قرآن و سنت کے ذریعے ان کے باطل افکار کو آشکار کیا. اگر چہ یہ لوگ حقیقت میں کافر تھے لیکن صحابہ اور پیشوایان اسلام نے نہ تو ان کی تکفیر کا حکم دیا، نہ ان کا قتل واجب قرار دیا اور نہ ہی ان پر مرتدین کے

۱۔ اعراف: ۱۶.

۲۔ انعام: ۱۴۸.

Marfat.com

احکام کو جاری کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ ہماری مخالفت کی وجہ سے تم کافر ہو چکے ہو اس لئے کہ حق بات وہی ہوگی جو ہم کہیں گے اور جب ہم نے تم پر واضح کر دیا تو اب حجت تمام ہو چکی. یہ سب تم ہی کہتے ہو جبکہ صحابہ اور تابعین تو حق کے سوا کچھ نہ کہتے۔

حکام نے قدریہ کے پیشوا کو قتل کروا دیا. علماء نقل کرتے ہیں کہ اسے حد کے عنوان سے قتل کیا گیا اور اس کے بعد اُسے غسل دیا، نماز جنازہ پڑھی اور پھر دفن کر دیا گیا. یہ مطلب ابن تیمیہ کے اقوال میں ذکر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

فرقۂ معتزلہ کے بارے

بدعت گذاروں کا تیسرا گروہ معتزلہ ہے کہ جو تابعین کے زمانہ میں وجود میں آیا اور یہ گروہ اپنے کفر آمیز رفتار و گفتار میں مشہور ہے جیسا کہ خلق اور گناہگاروں کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہنے کے بارے انکا عقیدہ یا دیگر باطل عقائد کہ جوان سے نقل ہوئے ہیں. بزرگ تابعین اور ان کے بعد آنے والوں نے ان کا مقابلہ کیا اور قرآن وسنت اور اجماع کے ذریعہ سے ان کے باطل عقائد کو روشن کیا مختصر یہ کہ بہترین انداز میں ان سے بحثیں کیں لیکن وہ لوگ جماعت سے جدا ہوکر اپنے بے اساس عقائد پر ڈٹے رہے. اور دوسرے لوگوں کو بھی ان عقائد کی دعوت دیتے. علماء نے انھیں بدعت گذار کا لقب دیا اور ان کی گمراہی کے خلاف فریاد بلند کی لیکن نہ تو ان کی تکفیر کی اور نہ ہی احکام مرتدین کو ان پر جاری کیا. بلکہ اسلام، ارث، شادی، ان پر نماز میت اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کو جاری کیا۔

علمائے اہل سنت نے ان سے یہ نہیں کہا کہ ہمارے بیانات کے ذریعہ سے تم پر حجت تمام ہو چکی ہے. چونکہ ہم ہی حق بات کہتے ہیں اور تم نے ہماری مخالفت کی لہذا کافر ہو چکے ہو تمہارا اموال و جان حلال اور تمھاری سرزمین، سرزمین جنگ قرار دے دی گئی ہے۔

اب یہ سب تمھارا مذہب بن چکا ہے کیا بزرگ پیشوایان اسلام کی سیرت تمھارے لئے عبرت نہیں بن سکتی کہ باطل سے دست بردار ہو کر حق کی طرف پلٹ آو؟!

Marfat.com

فرقۂ مرجئہ کے بارے

معتزلہ کے بعد مرجئہ وجود میں آئے جو یہ کہتے کہ ایمان فقط عقیدہ رکھنا ہے اور عمل کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی شخص شہادتین پڑھ لیتا تو مؤمن کامل بن جاتا، چاہے پوری زندگی میں ایک رکعت نماز نہ پڑھی ہو، روزہ نہ رکھا ہو، زکات نہ دی ہو بلکہ نیکی کا کوئی کام انجام نہ دیا ہو!

ان کے نزدیک شہادتین پڑھنے والے کا ایمان اسی طرح کامل ہے جس طرح جبرائیل، میکائیل اور انبیاء علیھم السلام کا۔ اسی طرح کے اور بھی خرافات دین میں شامل کر دیئے۔

علمائے اسلام نے انھیں بدعت گذار اور گمراہ کہا قرآن وسنت اور اجماع کے ذریعہ حق کو ان کے لئے واضح کیا لیکن پھر بھی انھوں نے گمراہی پر اصرار، اہل سنت سے دشمنی اور قرآن وسنت میں سے متشابہ مطالب کی پیروی کو ترک نہ کیا۔ ان سب چیزوں کے باوجود اہل سنت نے انھیں تکفیر نہ کیا اور وہ اسلوب جو تم نے اپنے مخالفوں سے اپنا رکھا ہے اسے نہ اپنایا، ان کی سرزمین کو سرزمین جنگ قرار نہ دیا بلکہ انھیں برادر ایمانی اور بدعت گذار کے طور پر قبول کیا اہل سنت نے ان سے یہ نہیں کہا کہ تم خدا اور اس کے رسول سے منحرف ہو گئے ہو اس لئے کہ ہم نے تمھارے لئے حق کو بیان کر دیا اور چونکہ ہم پیغمبر ﷺ سے ... ہماری پیروی تم پر واجب ہے اور جو بھی ہمیں غلط قرار دے گا وہ خدا اور رسول کا دشمن ہے

کا! ... البتہ ... تم ...

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

فرقہ جہمیہ کے بارے

مرجئہ کے بعد فرعون صفت جہمیہ وجود میں آئے جنکا عقیدہ یہ تھا کہ: ''خدا نہ تو عرش پر ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور نہ ہی زمین میں اور محمد ﷺ معراج پر نہیں گئے'' وہ ان تمام صفات خدا کا انکار کرتے جنھیں خود خداوند متعال نے قرآن مجید میں ذکر کیا، پیغمبر ﷺ نے بیان فرمایا اور تمام صحابہ اور تابعین کا ان پر اتفاق نظر ہے. وہ روز قیامت رؤیت خدا کے منکر تھے اور جو بھی خدا کو ان صفات سے توصیف کرتا جو خود خدا یا رسولخدا ﷺ نے بیان کیں تو ان کے ہاں کافر شمار ہوتا. اسی طرح کے دیگر عقائد کو بیان کرتے کہ جو نہایت کفر ہیں. یہاں تک کہ علماء انھیں فرعونیہ کہنے لگے تا کہ خدا کے انکار واقعی کی وجہ سے انھیں فرعون سے تشبیہ دے سکیں۔

ان کے اعمال کی وجہ سے رہبران دین نے ان کو بدعت گذار، فاسق اور پہلے والوں سے کافر تر اور مسائل شریعت میں لاابالی تر قرار دیا. ان کی بدعتوں اور گمراہی کو بیان کیا اور کہا کہ انھوں نے عقل کو دینی مسائل پر ترجیح دی ہے. حتیٰ بعض بزرگ علمائے جہمیہ مانند جعد بن درہم اور جہم بن صفوان کہ جو لوگوں کو اس مذہب کی دعوت دیتے، کو قتل کر دینے کا حکم صادر کیا. البتہ ان کے قتل کے بعد انھیں غسل دیا اور ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا جیسا کہ ابن تیمیہ نے بھی اسے ذکر کیا لیکن ان پر احکام مرتدین کو جاری نہ کیا جبکہ تم ان لوگوں پر مرتدین کے احکام کو جاری کرتے ہو کہ جن کے عقائد و اعمال جہمیہ کے اعمال کا دسواں حصہ بھی نہیں بلکہ خدا کی قسم! تم تو فقط اپنی خواہشات کے مخالف ہونے کی وجہ سے انھیں تکفیر کرتے ہو۔

Marfat.com

میں نے یہاں پہ رافضیوں (ا) کے بارے ذکر نہیں کیا اس لئے کہ ان کے غلط اعمال ہر خاص وعام کیلئے واضح ہیں (جنھیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں)!!

جن فرقوں کو ہم نے ذکر کیا انھیں میں سے وہ تہتر فرقے وجود میں آئیں گے جنھیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث: ''میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی''، میں ذکر فرمایا ہے .اور تہتر واں فرقہ اہل نجات ہوگا اور وہ اہل سنت والجماعت ہیں کہ جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک حق پر باقی رہیں گے خداوند متعال اپنی قدرت سے ہمیں ان کی پیروی نصیب فرمائے۔

فرقوں کے متعلق جتنے بھی مطالب ذکر کئے ہیں یہ سارے ،علماء خصوصاً ابن تیمیہ اور ابن قیم کی کتب سے نقل کئے گئے ہیں۔

ا۔ مؤلف کی مراد شیعہ ہیں البتہ علمائے تشیع نے اپنے مخالفین کے اشکالات کے روشن اور مدلل جواب دیئے ہیں لہذا ان کی کتب عقائد کی طرف رجوع فرمائیں۔

Marfat.com

علماء کے بیانات

میں یہاں پہ علمائے سلف کے اقوال کو ذکر کرنا چاہوں گا کہ جنھوں نے گذشتہ گمراہ فرقوں کو (ان کی گمراہی کے باوجود) تکفیر نہ کیا۔

ابن تیمیہ اپنی کتاب ''ایمان'' میں لکھتے ہیں: ''امام احمد بن حنبل نے خوارج، مرجئہ اور قدریہ کو تکفیر نہیں کیا. جو چیز ان سے یا ان کے ہم مرتبہ افراد سے نقل ہوئی ہے وہ یہ کہ انھوں نے فقط جہمیہ کو تکفیر کیا. البتہ یہ بات بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ امام احمد نے بزرگان جہمیہ کو تکفیر نہیں کیا اور نہ یہ کہا کہ جو بھی کہے میں جہمی ہوں، کافر ہے بلکہ وہ ان کے پیچھے نماز بھی پڑھتے! جبکہ وہ ایسے افراد تھے جو لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے اور ان کا امتحان لیتے جو انکی مخالفت کرتا اسے سخت شکنجے دیتے. اس کے باوجود احمد اور دوسرے بزرگان نے انھیں تکفیر نہ کیا. امام احمد ان کے ایمان کے قائل تھے اور ان کے لئے دعا کرتے، نماز میں ان کی اقتداء اور حج و جہاد میں ان کی ہمراہی کو درست قرار دیتے اور لوگوں کو ان سے جنگ کرنے سے باز رہنے کا حکم دیتے مختصر یہ کہ باقی دینی رہبروں کے پیروی کرنے والوں کے مانند ان سے سلوک کرتے۔ البتہ ان کے کفر آمیز عقائد۔ کہ جن کو وہ خود کفر نہ سمجھتے۔ کو رد کرتے اور اپنی استعداد کے مطابق ان سے جہاد بھی کرتے۔

اور پھر ابن تیمیہ کہتے ہیں: ''بدعت گذاروں نے دین اسلام کی بنیاد ایسے مقدمات پر رکھی ہے جنھیں وہ درست خیال کرتے ہیں جبکہ گمراہ کنندہ ہیں۔ وہ مقدمات الفاظ اور ان سے استفادہ کی کیفیت یا عقلی بحثوں پر مشتمل ہیں یہ لوگ کلام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اصلاً غور نہیں کرتے۔ امام احمد بن حنبل ان لوگوں پر اعتراض کیا کرتے جو قرآن کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ اور تابعین کے بیانات پر توجہ کیے بغیر سمجھنا چاہتے البتہ تمام

Marfat.com

پیشوایان اسلام کا طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی معتبر روایت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتی تو پھر کسی اور چیز پر توجہ نہ کیا کرتے اور اسی طرح ابن تیمیہ نے کہا ہے: ''جو لوگ میرے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میں کتنی سختی سے ان لوگوں کو نہی کرتا ہوں جو کسی خاص گروہ کو تکفیر یا تفسیق کرتے ہیں مگر ایسی صورت میں کہ جب ان پر قطعی طور پر شرعی حجت قائم ہو چکی ہو کہ جسکی مخالفت کرنے والا شرعاً کافر یا فاسق اور گنہگار شمار ہو۔ میں واضح طور پر اعلان کر رہا ہوں کہ خداوند متعال نے اس امت کے اشتباہات کو بخش دیا ہے اور یہ نقلی اور علمی و اجتہادی تمام اشتباہات کو شامل ہے۔ سلف ہمیشہ ان مسائل میں درگیر رہتے لیکن کسی نے دوسرے کو کفر، فسق یا گناہ گار سے متہم نہ کیا مثلاً جب شریح نے ﴿بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ﴾ کی قرائت کا انکار کرنا چاہا تو کہا: خداوند متعال تعجب نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ کہا: گذشتگان کا اختلاف آپس میں جنگ کا سبب بنا لیکن اہل سنت دونوں گروہ کو مومن سمجھتے ہیں اور معتقد ہیں کہ ان کی آپس کی جنگیں انکی عدالت کو نقصان نہیں پہنچاتیں اس لئے کہ اگرچہ فرد جنگجو باغی اور سرکش ہے لیکن (سمجھنے میں اشتباہ) ان کو فاسق ہونے سے بچاتا ہے۔ ہم معتقد ہیں کہ انہوں نے مطالب کو سمجھنے میں خطا کی۔ اور میں نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے کہا ہے کہ یہ جو بزرگان سلف سے نقل ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی بات کرے تو اسے کافر سمجھا جائے گا۔ یہ صحیح ہے۔ البتہ انہوں نے بطور کلی تکفیر کو بیان کیا ہے۔ کسی خاص فرد یا گروہ کی طرف اشارہ کر کے اسے تکفیر کیا ہے۔

سب سے پہلا اہم مسئلہ جس میں امت اسلامی کے درمیان اختلاف واقع ہوا وہ پروردگار عالم کے گناہ کاروں اور مجرموں سے کئے گئے وعدے ہیں۔ لیکن جب ہم قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ قرآن نے اس بارے میں کسی خاص فرد

Marfat.com

طرف اشارہ کئے بغیر بطور کلی گفتگو فرمائی ہے۔ مانند فرمانِ خداوند متعال:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَا کُلُوْنَ أَمْوَالَ الْیَتَامٰی ظُلْمًا......﴾(۱)

ترجمہ: جولوگ ظالمانہ انداز سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں۔

اوراسی طرح روایات بھی اسی مطلب کو بیان کر رہی ہیں کہ مثلاً جو بھی فلاں عمل انجام دے گا اس کا حکم یہ ہے۔ جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمار ہے ہیں کہ یہ روایات بطور مطلق اور خاص افراد کی طرف اشارہ کئے بغیر وارد ہوئی ہیں اسی طرح علمائے سلف بھی بطور کلی فرماتے ''کہ جو شخص اس طرح کہے کافر ہو جائے گا''۔

ابن تیمیہ یہاں تک پہنچ کر کہتے ہیں: ''تکفیر بھی انہی وعدوں میں سے ایک ہے جنھیں شریعت نے افراد کے جرم کے مقابلہ میں تعیین کیا ہے [اور اسے بطور کلی بیان ہونا چاہیے] اگر چہ کوئی شخص ایسا مطلب کہہ بیٹھے کہ جس سے فرامین رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہو لیکن ممکن ہے وہ شخص نیا مسلمان ہوا ہو یا دور دراز بیابانوں میں پرورش پائی ہو؛ ممکن ہے اُس نے یہ روایات سنی ہی نہ ہوں یا یہ کہ سنی تو ہوں لیکن اس کے نزدیک ثابت نہ ہوئی ہوں یا اشتباہاً اُسے ان کے مقابلہ میں کوئی دوسری ایسی روایت مل گئی ہو جو ان روایات کی تاویل کا سبب بنی ہو۔

صحیحین کی وہ روایت ہمیشہ میرے ذہن میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے گھر والوں سے کہا: '' جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا،......''

۱۔ نساء:۱۰

Marfat.com

یہ شخص خداوند متعال کی قدرت میں شک کرتا تھا کہ خاک بن جانے کے بعد دوبارہ کیسے زندہ ہوگا بلکہ معتقد تھا کہ دوبارہ زندہ نہیں ہوگا، البتہ فقہاء جن سے اشتباہ ہوگیا وہ، وہ لوگ تھے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی میں حریص تھے پس وہ اس شخص سے بڑھکر بخشش کے سزاوار ہیں''۔

وہ حقیقی سنت کا اظہار اور جھمیہ کی بدعتوں اور خرافات کا انکار کر کے اطاعت خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حقوق مومنین۔ چاہے پیشوا ہوں یا ان کے پیروکار۔ کی بھی رعایت کرتے اگر چہ وہ مومن نادانستہ طور پر بدعت گذار اور فاسق بن چکے تھے!۔

خواہشات نفس اور ذھنی جھکاؤ سے قطع نظر ہو کر شیخ کی عبارت میں دقت کرو!

اسی طرح ابن تیمیہ کہتے ہیں: ''جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے لائے ہوئے (احکامات) پر دل سے ایمان رکھتا ہو، لیکن بعض بدعتوں کے قبول کرنے میں اشتباہ کر بیٹھا ہو اور اگر چہ لوگوں کو ان کی طرف دعوت بھی دیتا ہو تو ایسا شخص کسی لحاظ سے بھی کافر نہ ہوگا۔

جبکہ خوارج بدعت گذاری قتل (مسلمین) اور لوگوں کی تکفیر میں سب سے سبقت لے چکے تھے لیکن اس کے باوجود صحابہ میں سے کسی ایک نے تو علی اور نہ ہی کسی اور نے ان کو تکفیر کیا، بلکہ ان کے ساتھ وہی رویہ اپناتے جو دوسرے گناہ گار مسلمانوں کے ساتھ اپناتے، جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر ہو چکا ہے۔

اسی طرح تمام بہتر فرقوں کے بارے یہی کہا جائے کہ جو بھی ان میں سے منافق ہے وہ حقیقت میں کافر ہے لیکن بظاہر اس پر احکام اسلام کو جاری کیا جائے گا اور جو بھی دل میں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے فی الواقع کافر نہیں ہے اگر چہ

Marfat.com

بدعت کے انجام دینے میں اس نے اشتباہ کیا ہے اوران اشتباہات میں کوئی فرق نہیں۔

ان فرقوں میں سے بعض میں کچھ مقدار نفاق موجود ہے لیکن وہ اس قدر نہیں کہ ان کے جہنمی ہونے کا باعث بن سکے۔ جو بھی یہ ادعا کرے کہ تمام بہتر فرقے کافر اور دین سے خارج ہیں تو اس نے قرآن، سنت، اجماع صحابہ، اجماع ائمہ اربعہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، اوراحمد بن حنبل) اور بقیہ پیشواؤں کی مخالفت کی ہے، اس لئے کہ ان میں سے کسی نے ان بہتر فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ کو تکفیر نہیں کیا''۔

شیخ کے کلام میں خوب دقت کرو اور دیکھو کہ اس قدر کفر کے باوجود جسے ہم نے ذکر کیا، اس نے صحابہ اور دیگر بزرگان اہل سنت سے نقل کیا ہے کہ تکفیر نہ کرنے پر اجماع موجود ہے۔

شاید ان مطالب میں دقت کرنے سے تم اور تمھارے ہم فکر افراد اس گڑھے سے نکل آؤ کہ جس میں گر چکے ہو۔ وہ فرقے جو اصل اسلام کو تو قبول کرتے ہیں لیکن بعض اصول دین میں اختلاف رکھتے ہیں۔ مانند خوارج، معتزلہ، قدریہ، روافض، جھمیہ، غلات اور مرجئہ کے بارے ابن قیم کہتا ہے: ان کے چند گروہ ہیں:

پہلا گروہ: یہ وہ لوگ ہیں جو جہالت اور دوسروں کی پیروی کی وجہ سے انحراف کا شکار ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ نہ تو کافر شمار ہوتے ہیں اور نہ ہی فاسق اور اسی طرح عدالت میں ان کی گواہی کو رد نہ کیا جائے۔ البتہ یہ ایسی صورت میں ہے کہ جب وہ علم وہدایت تک پہنچنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ ایسے افراد کا حکم مستضعف مرد، عورتوں اور بچوں والا ہے۔

دوسرا گروہ: یہ وہ افراد ہیں جو تحقیق کے ذریعہ سے حق تک پہنچنے کی استعداد تو رکھتے

Marfat.com

ہیں لیکن دنیا کی مصروفیات اور دنیاوی مقامات ولذات کو حاصل کرنے کی خاطر انحراف پر باقی رہتے ہیں۔ایسے افراد مقصر، گناہ گار اور سزاوار تنبیہ ہیں۔

اسلئے کہ انہوں نے قدرت رکھنے کے باوجود تقوائے الٰہی کو ترک کر دیا جس کو خداوند متعال نے ان پر واجب قرار دیا تھا۔

ایسے افراد کا حکم یہ ہے کہ اگر ان کے بدعات وانحرافات، انکے افکار واعمال اسلام سے بیشتر ہوں تو ان کی شہادت قبول نہ ہوگی اور وہ فاسق ہیں اور اگر ان کے بیشتر اعمال و افکار سنت اور اسلام کے مطابق ہوں اور انحرافات کم تو ایسی صورت میں ان کی شہادت قبول ہوگی اور وہ دیگر مسلمانوں کی مانند شمار ہوں گے۔

تیسرا گروہ: یہ وہ افراد ہیں جو تحقیق کے ذریعے حق کو تو پالیتے ہیں لیکن تعصب یا اہل حق سے دشمنی کی وجہ سے اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

کمترین حکم جو ان کے بارے لگایا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے افراد فاسق ہیں لیکن ان کی تکفیر کے بارے فقہاء کا اختلاف ہے اور مسلمہ امور میں سے نہیں ہے۔

ان کے کلام میں خوب دقت کر کے اس نے یہ مطالب اپنی ایک کتاب میں بیان کیا ہے اور کہا ہے: کہ پیشوایان دین اور اہل سنت انہیں تکفیر نہیں کرتے، جبکہ وہ ان کے اعمال شرک اور کفر کی بجائے تعبیر کر رہا۔ اور اپنی بہت سی کتب میں ان کے قبیح اعمال بیان کیے ہیں۔

اپنے مدعا کی تصدیق کے لئے یہاں پر ابن قیم کے بعض اقوال نقل کیے جاتے ہیں وہ۔ خدا کی رحمت ہو اس پر۔ کتاب "مدارج" میں لکھتا ہے

"جو لوگ اس جہان کے خالق پر عقیدہ رکھتے ہیں ان کے کئی گروہ ہیں

پہلا گروہ: یہ وہ افراد ہیں جو ربوبیت اور الوہیت میں خدا کا شریک قرار دیتے ہیں

Marfat.com

مانند: زرتشت اورقدریہ کہ جوخدا کے علاوہ معبودوں پرعقیدہ رکھتے ہیں۔

قدریہ جو کہ زرتشت صفت ہیں افعال میں خدا کے علاوہ دیگر خالقوں کو بھی مانتے ہیں ان کے نزدیک ان کے اعمال مخلوق خدانہیں ہیں اور نہ ہی خدااس پر قادر ہے بلکہ یہ افعال قدرت وارادۂ الھی کے بغیرانجام پاتے ہیں، مختصر یہ کہ ان کے نزدیک موجودات کے افعال کا مالک وخالق خدانہیں ہے''۔

اس نے اپنی دیگر کتب میں بھی قدریہ کواسی طرح کے شرک سے متصف کیا ہےاور وہ معتقد ہے کہ قدریہ، زرتشتیوں کے مانند کائنات کے لئے دو خالق ہونے پرعقیدہ رکھتے ہیں۔

لیکن اسکے باوجود جب ان کی تکفیر کے بارے گفتگو کی تو اپنے استاد ابن تیمیہ کے مانند تمام اہل سنت سے نقل کیا ہے کہ وہ انہیں تکفیر نہیں کرتے، ہاں البتہ حق کو پہچاننے کے بعد ضد پر باقی رہیں تو ایسی صورت میں ان کے کافر ہونے کے بارے بحث کی جائے گی جیسا کہ بیان ہو چکا۔اسی طرح جھمیہ کو برا بھلا کہا ہےاوران کے شرک کو مانند شرک فرعون قرار دیا ہےاور فرمایا کہ وہ تعطیل (صفات خدا) کے قائل ہیں انکا شرک،مشرکوں کے شرک سے بھی بدتر ہے۔کتاب ''نونیہ''اوردیگر کتب مانند''صواعق''میں انکی مثال ذکر کی ہے۔

اس نے معتزلہ کوبھی بدترین صفات سے متصف کیا ہےاوراس بات کی قسم کھائی ہے کہ وہ اوران کے بدعت گذار پیروکاروں کے عقائد دل میں ذرہ برابر ایمان باقی نہیں رہنے دیتے!اس کے باوجود جب کتاب ''نونیہ''میں ان کی تکفیر کے بارے گفتگو کی ہے تو بطور کلی انہیں کافرقرار نہیں دیا بلکہ تفصیل بیان کی ہے۔

وہ ایک دوسرے مقام پر قسم کھاتے ہوئے کہ ان کے عقائد دل میں ذرہ برابر ایمان

Marfat.com

باقی نہیں رہنے دیتے، ان بدعت گذاروں کو اہل سنت کی طرف سے خطاب کرتے ہیں کہ تم جاہل و نادان نہ تو ہمارے نزدیک کافر شمار ہوتے ہو اور نہ ہی مومن۔ انشاء اللہ اس مطلب کو ابن تیمیہ کے اقوال کے ذریعہ سے مکمل کیا جائے گا جس میں اس نے عدم تکفیر پر گذشتگان کے اجماع کو نقل کیا ہے وہ معتقد ہے کہ (مسلمانوں کو) تکفیر خوارج، معتزلہ اور رافضہ (1) (شیعہ) کا کام ہے جو سب بدعت گذار ہیں۔

ابن تیمیہ۔ خدا کی رحمت ہو اس پر۔ کتاب ''فرقان'' میں لکھتا ہے: ''معتزلہ اور دیگر باطل فرقوں۔ جو کہ اپنے کو مسلمان تصور کرتے۔ کے علمائے علم کلام نے صابئین اور مشرکین کے (عقائد) کے بارے بحثیں کیں کہ جو ابتداء ہی سے ہدایت الٰھی کے منکر تھے وہ ہدایت جس کے بیان کرنے کے لئے خداوند متعال نے انبیاء علیھم السلام کو مبعوث فرمایا۔ البتہ ان بحثوں کا مقصد یہ تھا کہ ان کے راہ و روش سے استفادہ کرسکیں جبکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امر کی خبر دے چکے تھے جیسا کہ صحیح روایت میں بیان ہوا ہے: ''تم انہی سابقہ لوگوں کے راہ کی پیروی کرنے لگو گے'' یہاں تک کہ لکھتا ہے: ''البتہ متکلمین کا یہ گروہ بیشتر حق کا متلاشی تھا اور وہ ادلہ کی پیروی کرتے اس لئے کہ ان کے دل نور قرآن و اسلام سے منور ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے مطالب میں سے کئی ایک میں گمراہ ہو کر مذکورہ گروہ کی ہمراہی کرنے کے

ا۔ شیعہ عقائد کے مطابق تمام اسلامی فرقے مسلمان ہیں لہذا ایمان پر نا روا تہمت شمار ہوں۔

Marfat.com

مثلاً معتقد ہو گئے کہ خداوند متعال اصلاً کلام نہیں کرتا اور اسی طرح علم وقدرت بلکہ تمام صفات کی نفی کرتے ۔ یہاں تک کہ لکھتا ہے: ''لیکن انہوں نے دیکھا کہ تمام انبیاء خدا کو متکلم جانتے ہیں اور اسی طرح قرآن کریم نے بھی خداوند متعال کے لئے کلام کو ثابت کیا ہے تو بسا اوقات یوں کہتے: ''خدا مجازاً متکلم ہے نہ کہ حقیقتاً'' البتہ یہ بھی ابتدائی مراحل میں کہتے کہ جب تک ضد و انکار کی وادی میں داخل نہ ہوئے تھے اسی طرح لکھتا ہے کہ: ''یہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے جو قرآن کو مخلوق سمجھتے ہیں'' اور پھر کہا: ''اس گروہ نے خداوند متعال کے متکلم ہونے کا انکار کیا جبکہ قرآن نے اسے ذکر کیا انبیاء (علیھم السلام) نے اپنی اپنی اقوام سے بیان فرمایا اور فطرت سلیم بھی اسی سے مطابقت رکھتی ہے''۔

اسی طرح ابن تیمیہ کہتے ہیں: ''یہ وہی گروہ ہے جو صابئین کی پیروی کرنے لگا اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیروکار مومنین اور ان کے درمیان اختلاف برپا ہو گیا کیونکہ وہ انبیاء (علیھم السلام) کے لائے ہوئے بعض مطالب اور اسی طرح بعض قرآنی مطالب کے منکر ہو چکے تھے جبکہ مومنین خداوند متعال کے نازل کردہ تمام مطالب پر ایمان رکھتے اور اس سے بھی آگاہ تھے کہ ان کے عقائد یہود و نصاری کے عقائد سے بھی بدتر ہیں یہاں تک کہ عبداللہ بن مبارک فرماتے: ''ہم یہود و نصاری کے عقائد کو تو نقل کریں گے لیکن جھمیہ کے عقائد کو نقل نہیں کریں گے''۔

دوسری صدی ہجری مامون کے دور خلافت میں ان منحرف اور مشرکین و صابئین کے پیروکار افراد کی تعداد بہت بڑھ چکی تھی اور صابئین و منجمین کے علوم معاشرے پر چھا چکے تھے جس کے نتیجہ میں دانشمندوں اور حکام، امراء و وزراء، فقہاء و قضات نے ان کے عقائد کو قبول کیا اور مومن و مسلمان مرد عورتوں کو ان کے افکار کے قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا اور

Marfat.com

ان عقائد کے ذریعہ سے لوگوں کا امتحان لیا جاتا''۔

ان اقوال میں خوب غور وفکر کریں اور دیکھیں کہ کس طرح انہیں کفر وشرک عظیم اور بعض قرآنی مطالب کے انکار سے متصف کیا ہے اور اسی طرح انہیں عقل ونقل، فطرت اور انبیاء (علیہم السلام) کا مخالف اور حق سے دشمنی رکھنے والا قرار دیا ہے اس حد تک کہ فقہاء نے ان کے عقائد کو یہود ونصاری کے عقائد سے بھی بدتر قرار دیا۔

ان اقوال میں ابن تیمیہ کی مراد معتزلہ، قدریہ، جہمیہ اور تمام بدعت گذار ومنحرف افراد ہیں جنھوں نے ان کے راہ کو اپنایا۔ اور اسی طرح خلفاء سے مراد مامون، معتصم اور واثق ہیں کہ جنھوں نے خود، ان کے وزراء، قضات اور علماء نے امام احمد بن حنبل۔ خدائی رحمت ہو ان پر۔ کو تازیانے مارے ان کو زندان میں رکھا اور احمد بن نصر خزاعی اور دیگر افراد کو قتل کروایا نیز مومنین کو اپنے عقائد قبول کروانے کی خاطر اذیتیں کرتے۔

ابن تیمیہ کے مطابق امام احمد اور باقی تمام بزرگان سلف ان لوگوں کو تکفیر کرنے کے لئے حاضر نہ ہوئے، امام احمد ان کے پیچھے نماز پڑھتے، ان کے لئے طلب مغفرت کرتے، نماز میں ان کی اقتداء کو جائز اور ان سے جنگ کرنے کو حرام قرار دیا۔ البتہ امام احمد ان کے کفر آمیز عقائد کو رد کرتے جیسا کہ ابن تیمیہ کے اقوال میں بیان ہو چکا۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ خوب غور وفکر کریں وہابی اور تمہارے معتقد بھی جو اپنے مخالفین کو کافر اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جو انہیں کافر نہ سمجھے وہ بھی تمہارے نزدیک کافر ہے؟

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ دوسروں پر ظلم کرنے سے دست بردار ہو جاؤ اور اہل سنت کے عقائد مت بیان کرو، سلف صالح کی پیروی کرو، اہل بدعت سے دوری اختیار کرو اور ان لوگوں کے مانند مت ہو جن کے برے اعمال انہیں مزین دکھائی دیتے ہیں!

Marfat.com

بدترین بدعت مسلمانوں کو تکفیر کرنا ہے

ابن تیمیہ ۔ خدا کی رحمت ہو اس پر ۔ کہتے ہیں: ''بدترین بدعت یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ دوسرے گروہ کو تکفیر کرے اور ان کے مال و جان کو مباح قرار دے، یہ عمل دو دلیلوں کی بناء پر گناہ عظیم ہے۔

پہلی دلیل: ممکن ہے تکفیر شدہ گروہ کی بدعت، تکفیر کرنے والے گروہ سے بڑھ کر نہ ہو بلکہ بعض اوقات تو تکفیر کرنے والوں کی بدعت تکفیر ہونے والوں کی بدعت سے بڑھ کر ہوتی ہے اور کبھی کبھار دونوں بدعت گذاری میں مساوی ہوتے ہیں۔

عام طور پر اہل بدعت کی صورت حال یہی ہے کہ جو ہمیشہ ایک دوسرے کی تکفیر کے در پے رہتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے خداوند متعال فرماتا ہے:

﴿ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعا لست منهم فی شیء﴾(۱)

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

دوسری دلیل: فرض کریں ایک گروہ کامل طور پر سنت پر عمل پیرا ہے اور ان کے اندر کسی قسم کی کوئی بدعت بھی نہیں لیکن پھر بھی اسے یہ حق حاصل نہیں کہ کسی دوسرے گروہ کو اس کے عقیدہ میں اشتباہ کی وجہ سے تکفیر کرے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

۱۔ انعام: ۱۵۹.

Marfat.com

﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا﴾(۱)

ترجمہ: پروردگار! ہم جو کچھ بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہو جائے اس کا ہم سے مؤاخذہ نہ کرنا۔

معتبر روایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ خداوند متعال نے (اس دعا کے جواب میں) فرمایا: میں نے قبول کیا۔

﴿و ليس عليكم جناح فيما اخطاتم به ولكن ما تعمدت قلوبكم﴾(۲)

ترجمہ: تم اس بات کے ضرور ذمہ دار ہو جو تمھارے دلوں نے قصداً انجام دی ہے۔

معتبر روایت میں ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ: "خداوند متعال نے میری امت کی خطاؤں، بھول چوک اور ان موارد کو معاف کر دیا ہے جن میں وہ مجبور ہوں"۔

صحابہ، تابعین اور باقی علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اشتباہاً غلط عقائد رکھتا ہے تو وہ کافر شمار نہ ہوگا اگرچہ اس کا عقیدہ سنت کے بالکل مخالف ہی کیوں نہ ہو البتہ تکفیر کے بارے لوگوں کا بہت زیادہ اختلاف ہے جسے دوسرے مقام پر ذکر کر چکا ہوں"۔

اور پھر ابن تیمیہ کہتے ہیں: "خوارج میں دو ایسی صفتیں موجود تھیں جنکی وجہ سے وہ مسلمانوں سے جدا ہو گئے"۔

۱۔ بقرہ: ۲۸۶.

۲۔ احزاب: ۵.

Marfat.com

پہلی صفت: سنت سے جدائی (اور اپنی مرضی سے) اچھے کو برا اور برے کو اچھا قرار دیتے۔

دوسری صفت: لوگوں کو ان کے گناہوں اور اعمال بد کی وجہ سے تکفیر کرتے اور اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے مال و جان کو مباح سمجھتے، انکی سرزمین کو سرزمین جنگ اور اپنی سرزمین کو سرزمین اسلام و ایمان قرار دیتے۔ اور یہی عقیدہ تمام شیعہ، معتزلہ، جھمیہ اور غالیوں کے ایک گروہ کا ہے جو اپنے کو اہل حدیث سے منسوب کرتے ہیں۔ لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ان دو اصل اور ان کے نتائج یعنی مسلمانوں سے دشمنی، انہیں برا بھلا کہنے، ان پر لعنت کرنے اور ان کے مال و جان کو حلال قرار دینے سے پرہیز کرے۔

تمام تر بدعتوں کی بنیاد یہی دو اصل ہیں، پہلی اصل۔ سنت سے خروج۔ کی دلیل ان امور میں سے ایک ہے۔ یا تو روایت غیر معتبر ہے یا ایسی کوئی روایت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہی نہیں ہوئی اور ان افراد نے بیان کرنے والے کی پیروی کی ہے جبکہ اس نے اشتباہ کیا تھا۔ اور یا پھر قرآن کی کسی آیت کی نادرست تاویل و تفسیر کی ہے، یا قیاس باطل کیا ہے یا ایسا اجتھاد کہ جو ان کی نگاہ میں درست لیکن حقیقت میں غلط تھا'' اور پھر کہتا ہے: ''امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: جو چیز سب سے زیادہ لوگوں کے لئے اشتباہ کا باعث بنی وہ تاویل اور قیاس ہے''۔

ابن تیمیہ سے ان دو افراد کے بارے میں سوال کیا گیا جنھوں نے تکفیر کے بارے اپنی رائے بیان کی تھی تو اس نے ایک تفصیلی جواب دیا جس کے آخر میں کہا: ''اگر انسان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کے قصد سے اس سے تکفیر کو رد کرے تو اس کا یہ ہدف نیک اور جائز ہوگا اور اس مسئلہ میں۔ کہ جس میں اس نے اجتھاد کیا۔ اگر صحیح عمل انجام دیا ہو تو دو برابر

Marfat.com

ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر اشتباہ کر بیٹھا تو ایک اجر ملے گا''۔

اور: ''تکفیر ایسی صورت میں صحیح ہے کہ جب ضروریات دین یا ایسے حکم کا انکار کرے کہ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو''۔

ان کے کلام میں دقت اور توجہ کر! کیا تمھارے اس نظریہ سے کوئی شباہت رکھتا ہے جو کہتے ہو: فلاں شخص کافر ہے اور جو اسے تکفیر نہ کرے وہ بھی کافر ہوگا: جبکہ وہ تو کہہ رہے کہ اگر کوئی شخص اشتباہاً تکفیر کو رد کرے تو اسے ایک اجر دیا جائے گا۔

ابن تیمیہ کے پہلے کلام میں بھی غور کر کہ جس میں کہا: کہ بسا اوقات ایک مطلب کفر آمیز ہے لیکن اس کا ادا کرنے والا یا انجام دینے والا تکفیر نہیں ہوگا اسلئے کہ اس کے بارے میں متعدد احتمالات موجود ہیں مثال کے طور پر یہ کہ جو چیز تکفیر کا سبب بنتی ہے اس کے بارے میں کافی حد تک یا بالکل آگاہی نہیں رکھتا، یا یہ کہ ایک مطلب اس تک پہنچا لیکن اسے سمجھ نہ پایا، یا یہ کہ اس مطلب کو تو سمجھ لیا لیکن کوئی دوسرا مطلب اس کے مقابلہ میں مل گیا جو پہلے کی توجیہ کا سبب بن گیا، اسی طرح آخر تک اس کے کلام میں دقت کرو اے بندگان خدا بیدار ہو جاؤ اور حق کی طرف پلٹ آؤ، سلف صالح کے مانند عمل کرو اور جہاں انہوں نے توقف کیا تم بھی رک جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمھیں گمراہ کر ڈالے اور مسلمانوں کی تکفیر کو تمھارے لئے اس قدر مزین کر کے دکھائے کہ تم اپنی مخالفت کو کفر کا معیار اور اپنی موافقت کو مسلمان ہونے کا معیار سمجھنے لگو۔ کیونکہ ہم خدا ہی کے بندے اور اسی کی طرف پلٹنے والے ہیں، خدا اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائشات پر ایمان رکھتے ہیں خدا ہمیں اور آپ کو خواہشات نفسانی کی پیروی سے نجات دے۔

ابن قیم - خدا اس پر رحمت کرے - نے اقسام کفر کو بیان کرنے کے بعد یوں فرمایا:

Marfat.com

''کفر انکاری کی دو قسمیں ہیں: کفر عام ومطلق اور کفر خاص ومقیّد''۔

پہلی قسم یہ کہ خداوند متعال کے نازل کردہ تمام احکام اور اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کا ابتدا ہی سے انکار کر دے۔

دوسری قسم یہ کہ واجبات یا محرمات دین میں سے کسی ایک، یا وہ صفات جن سے خداوند متعال نے اپنی ذات کو متصّف کیا ہے ان میں سے کسی ایک یا ان مطالب میں سے کسی ایک کا انکار کرے جنھیں خداوند متعال نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا: یا ایسے مطلب کو جو فرمان خداوند متعال کے مخالف ہو جان بوجھ کر فرمان خدا پر مقدّم جانے؛ یہ سب چاہے جس غرض سے بھی ہو اس میں کوئی فرق نہیں۔

متعدد روایات میں ابوھریرہ سے نقل ہوا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
''ایک شخص جس نے کوئی نیکی کا عمل انجام نہ دیا تھا مرتے وقت اپنے گھر والوں کو وصیت کی۔دوسری روایات میں ہے کہ ایک شخص جس نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اسے نے ایسا کیا۔ کہ مرنے کے بعد اسے جلا کر آدھی راکھ صحرا اور آدھی دریا میں ڈال دیں، خدا کی قسم! اگر خدا چاہتا تو اسے ایسا عذاب کرتا کہ جیسا دنیا کے کسی اور انسان کو نہ کیا ہوتا؛ جب وہ مرا تو اسکی وصیّت کے مطابق عمل کیا گیا، خداوند متعال نے دریا اور صحرا کو اسکی راکھ اکٹھی کرنے کا حکم دیا (اور اسے زندہ کرکے) فرمایا: تو نے ایسا کام کیوں کیا؟ کہنے لگا: تو جانتا ہے تیرے ڈر کی وجہ سے میں نے یہ کام کیا، تو پالنے والے نے اسے بخش دیا''۔

یہ شخص قدرتِ خدا اور دوبارہ زندہ ہونے ومعاد کا انکار کر چکا تھا لیکن خدا نے اسے اسکی نادانی اور کم فہمی کی وجہ سے بخش دیا اسلیئے کہ اس نے بغض وعناد کی بناء پر انکار نہیں کیا تھا۔اور یہ مسئلہ ان لوگوں کے اس نظریہ کے باطل ہونے پر کافی ہے کہ جو یہ کہتے ہیں: کہ

Marfat.com

خداوند متعال لوگوں کو انکی نادانی اور کم فہمی کی وجہ سے معاف نہیں کریگا بلکہ انہیں عذاب دے گا۔

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے سوال کیا گیا کہ امت اسلامی میں کس نے سب سے پہلے تکفیر کو رواج دیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: ''سب سے پہلا گروہ جس نے اسلام میں تکفیر کو رواج دیا وہ معتزلہ تھے اور دوسروں نے انہیں کی پیروی کی اسی طرح خوارج وہ پہلا گروہ ہے جس نے اعلانیہ طور پر تکفیر کو آشکار کیا۔

لوگوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا، بعض نے مالک سے اس مسئلہ کے بارے دو قول نقل کئے ہیں اور اسی طرح شافعی، احمد، ابوالحسن اشعری اور اسکے اصحاب سے بھی نقل ہوا حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات ایک مطلب کفر ہے تو ایسی صورت میں بطور کلی کہنا چاہیے: ''کہ جو بھی ایسا اعتقاد رکھے یا اسے زبان پر جاری کرے، کافر ہو جائے گا'' نہ کہ جو شخص ایسا کہے اسے تکفیر کر دیا جائے۔ ہاں مگر ایسی صورت میں کہ جب حجت معتبر۔ کہ جسکی مخالفت کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ قائم ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ سلطان یا حاکم شرعی اسے بتائے تا کہ اسکی جہالت دور ہو جائے جیسا کہ کتب احکام میں ذکر ہوا ہے اور نصوص قرآنی اور احادیث میں بھی اسی طرح بیان ہوا ہے کہ ناپسندیدہ اعمال کی سزا کو کسی خاص شخص پہ معین کرنے کے بجائے۔ کہ فلاں شخص کافر یا فاسق یا مبغوض خدا یا مستحق جہنم ہے خصوصا اور وہ شخص اچھی خصوصیات کا مالک ہو۔ بطور کلی بیان کیا جائے۔ اس بات کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء (علیہم السلام) کے علاوہ باقی تمام لوگ نادانی، غلطی و خطا کا ارتکاب کر سکتے ہیں یا یہ کہ وہی فرد گناہ کار صدیق یا شہید یا صالح ہو اور اس کا گناہ توبہ یا استغفار یا ان نیک اعمال کی وجہ سے جو گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں یا ان مصیبتوں کی وجہ سے کہ جو

Marfat.com

گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں یا شفاعت مقبول یا رحمت و رضائے خدا کی وجہ سے بخشا جا چکا ہو۔

اگر ہم آیات اور روایات پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو پھر جائز نہیں کہ کسی خاص شخص کو معین کر کے کہا جائے کہ چونکہ اس نے فلاں عمل انجام دیا ہے لہذا اس کی سزا یہ ہے اسلئے کہ ممکن ہے وہ شخص توبہ وغیرہ کے ذریعہ سے بخشا گیا ہو۔

خداوند متعال فرماتا ہے: "وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْ مِنًا مُتَعَمِّداً ......"(۱)

ترجمہ: اور جو بھی کسی مومن کو قصداً قتل کر دے گا اس کی جزا جہنم ہے۔

اور فرمایا: "اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْ كُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَا مٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَا كُلُوْنَ فِى بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا"(۲)

ترجمہ: جو لوگ ظالمانہ انداز سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب واصل جہنم ہوں گے۔

اور فرمایا: "وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَه ......"(۳)

ترجمہ: اور جو خدا اور رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا خدا اسے جہنم میں داخل کر دے گا اور وہ ہمیشہ وہیں رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

۱۔ نساء: ۹۳

۲۔ نساء: ۱۰

۳۔ نساء: ۱۴

Marfat.com

اور پھر فرمایا: ''وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ...... وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا......''(۱)

ترجمہ: اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق طریقہ سے نہ کھا جایا کرو مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے معاملت ہو اور خبردار اپنے نفس کو قتل نہ کرو۔(2) اور جو ایسا اقدام حدود سے تجاوز اور ظلم کے عنوان سے کرے گا ہم عنقریب اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور اللہ کے لئے یہ کام بہت آسان ہے۔

اور دیگر آیات جو مجرموں کو تنبیہ و سزا کا وعدہ دے رہی ہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''خدا لعنت کرے ایسے شخص پر کہ جو شراب پیئے یا اپنے والدین سے برائی کرے یا غیر خدا کیلئے قربانی کرے، اور خدا لعنت کرے چور، سود خور، سود دینے والے، اس پر گواہ بننے والے اور اسے لکھنے والے پر، یا خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو ایسے شخص پر جو زکوۃ دینے میں دیر کرے یا اس میں تصرف کرے یا وہ شخص جو مدینہ میں بدعت انجام دے یا کسی بدعت گذار کو پناہ دے یا بقیہ احادیث جو عذاب کے بارے میں وارد ہوئیں۔

یہاں تک کہ کہا: ''اگر کوئی شخص ان اعمال کو اجتہاد یا تقلید یا اس مانع کی وجہ سے انجام دے بیٹھتا ہے جسے ذکر کیا گیا تو اسے عذاب نہ ہوگا اور یہ اسی طرح ہے جس طرح کی توبہ یا نیک اعمال جو گناہوں کو نابود کر دیتے ہیں یا وہ مصیبتیں جو گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں یا ان کے مانند بقیہ امور جو عذاب آخرت سے نجات کا سبب بنتے ہیں''۔

ا۔ نساء: ۲۹۔۳۰

Marfat.com

اور یہی وہ راہ راست ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے اس کے علاوہ باقی دونوں راستے گمراہ کنندہ ہیں:

پہلا راستہ یہ ہے کہ ہم دعوی کریں کہ آیات و روایات کے مطابق ہر شخص کو بطور مشخص سزا دی جائے۔ اور یہ بدترین نظریہ خوارج اور معتزلہ وغیرہ کا ہے کہ جو لوگوں کو گناہوں کی وجہ سے تکفیر کرتے، اس نظریہ کا باطل ہونا واضح و آشکار ہے اور اسکے دلائل اپنی جگہ ذکر ہو چکے ہیں۔

اس طرح کی دینی نصوص (آیات و روایات کاملاً) صحیح ہیں لیکن انہیں فرد معین پر لاگو نہیں کیا جا سکتا کہ کہا جائے فلاں شخص اہل قبلہ جہنمی ہے اس لئے کہ اسکی شرائط موجود نہیں یا مانع درکار ہے۔ بعض اوقات ایک شخص کلمات کفر آمیز ادا کر رہا ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ روایات جو معرفتِ حق کا باعث بنتی ہیں اس تک نہ پہنچی ہوں یا پہنچی تو ہوں لیکن اس کے نزدیک ثابت نہ ہوں یا انہیں سمجھ نہ سکا ہو یا کسی وجہ سے اسے شبہہ حاصل ہو گیا ہو تو ایسا شخص خداوند متعال کے نزدیک معذور ہے (اور اسے مستحق عذاب قرار نہیں دیا جائیگا)۔

ہر وہ شخص جو خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو اور اظہار اسلام کرتا ہو اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (واقعاً) دوست رکھتا ہو خداوند متعال اسے بخش دے گا اگرچہ زبان یا عمل کے ذریعہ بعض گناہوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہوا ہو خواہ ان گناہوں کو شرک کہا جائے یا نہ، یہ ہے اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام ائمہ دین کا طریقہ کار۔

لیکن مقصد یہ ہے کہ مذاہب ائمہ جزا کے درمیان تفصیل پر مبنی ہیں یعنی جزائے کلی اور جزائے شخصی بلکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل اور باقی تمام ائمہ

Marfat.com

مانند مالک وابوحنیفہ اور شافعی نے مرجئہ کو تکفیر نہیں کیا جبکہ وہ قائل ہیں (کہ ایمان فقط عقیدہ ہے اور عمل کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں) اسی طرح خوارج، قدریہ اور باقی باطل فرقوں کو تکفیر کرنے میں بھی احتیاط سے کام لیا، فقط امام احمد نے بطور کلی جھمیہ کو کافر قرار دیا۔

اور وہ اس لئے کہ ان سے ارتباط کی وجہ سے ان کے مذہب کی حقیقت سے آگاہ ہو گئے تھے کہ یہ لوگ تعطیل صفات خدا کے قائل ہیں۔ تکفیر جھمیہ اسلاف و بزرگان کے درمیان ایک مشہور مسئلہ تھا البتہ ایسا نہیں کہ معین افراد کو تکفیر کیا گیا ہو۔

جو شخص لوگوں کو باطل عقیدہ کی طرف دعوت دیتا ہے اس کا جرم اس شخص سے بڑھ کر ہے جو باطل عقیدہ تو رکھتا ہے لیکن لوگوں کو اسکی دعوت نہیں دیتا اور جو شخص اپنے مخالف کو سزاوار عقاب ٹھہراتا ہے اس کا جرم اس شخص سے بڑھ کر ہے جو فقط باطل کی دعوت دیتا ہے اور اسی طرح جو شخص اپنے مخالف کو کافر کہتا ہے اس کا جرم اس شخص سے بڑھ کر ہے جو اپنے مخالف کو مستحق عقاب ٹھہراتا ہے۔

اگرچہ حکمران جھمیہ کے افکار کو قبول کر چکے تھے اور مسلمانوں کو ان افکار کے ذریعہ امتحان کرتے، وہ قرآن کو مخلوق سمجھتے اور معتقد تھے کہ خدا آخرت میں دکھائی نہیں دے گا اور قرآن و روایات معتبر کے ذریعہ شناخت و معرفت خدا پر استدلال قائم نہیں کیا جا سکتا وہ دین کو اپنے باطل افکار و خیالات کے بغیر ناقص سمجھتے اور اپنے جاہلانہ استنباطات و نظریات کتاب خدا، سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع صحابہ و تابعین سے مقدم سمجھتے جیسا کہ جھمیہ اور معطلہ نفی و اثبات میں خدا کے بارے اپنے اقوال کو محکم ترین سمجھتے تھے انہوں نے امام احمد کو زندان میں ڈال دیا اور تازیانے مارے۔ بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو زندان میں ڈال دیا، قیدیوں کو رہا نہ کرتے۔ بیت المال میں سے فقط انہی کو دیتے جو ان کی

Marfat.com

حمایت کرتا۔ ان کا قصہ اسلام میں بہت تفصیلی ہے جو دوسرے مقام پر ذکر ہو چکا ہے اس عقیدہ تعطیل کے باوجود کہ جو شرک سے بدتر ہے امام احمد نے خداوند متعال سے ان کیلئے طلب رحمت ومغفرت کی .اور کہا: ''میں انہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے والے اور جو کچھ ان پر نازل ہوا اسکا منکر نہیں سمجھتا .البتہ انہوں نے سمجھنے میں اشتباہ کیا ہے اور یہ لوگ خطا کار مقلد ہیں''۔

جب امام شافعی نے ''حفص فرد'' معطلہ کے پیشوا کے ساتھ مسئلہ قرآن پر مناظرہ کیا تو کہنے لگا: قرآن مخلوق ہے امام شافعی نے اسکے جواب میں کہا: تو کافر ہو گیا ہے پس اسے تکفیر تو کیا لیکن اسکی وجہ سے اسے مرتد قرار نہ دیا اس لئے کہ اگر اسے مرتد و کافر قرار دیا ہوتا تو اسکے قتل کا اقدام بھی کرتے۔

ہاں علماء نے ان لوگوں کے قتل کا فتویٰ ضرور دیا جو دوسروں کو اپنے عقائد کی دعوت دیتے مانند غیلان قدری، جعد بن درہم اور جہم بن صفوان پیشوائے جھمیہ وغیرہ۔ لوگوں نے ان پر نماز (میت) پڑھی اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا (اس سے معلوم ہوا) کہ انکا قتل انکے مرتد ہو جانے کے باعث نہیں تھا بلکہ ان کے ضرر کو دفع کرنے کی خاطر تھا ورنہ اگر مسلمان انہیں کافر سمجھتے تو ان کے ساتھ بھی کفار جیسا برتاؤ کرتے (یعنی نہ تو ان پر نماز پڑھتے اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے) یہ مطالب دوسرے مقام پر ذکر ہو چکے ہیں۔

یہ تھے اقوال شیخ، اگرچہ طولانی تھے لیکن اس مطلب کو روشن وآشکار کرنے کیلئے بیان کئے جسکا میں نے وعدہ کیا تھا خصوصاً اس میں اس نے اتفاق صحابہ وسلف کو بھی ذکر کیا ہے۔
ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اقوال میں بارہا بیان ہوا کہ ان افراد کا کفر، شرک سے بھی

Marfat.com

بدتر تھا۔ باوجود اسکے کہ صحابہ ،تابعین اور تبع تابعین میں سے اہل علم حضرات احمد بن حنبل کے زمانہ تک ان سے بحث ومناظرے کرتے اور ان کے باطل عقائد کا عقل ونقل کے خلاف ہونا ثابت کرتے لیکن کبھی انہیں تکفیر نہ کیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے انکے بزرگان کو جو اپنے مذہب کی دعوت دیتے قتل کردیا لیکن انہیں تکفیر نہ کیا۔

کیا اس میں تمھارے لئے عبرت نہیں؟

مسلمان عوام کو کافر قرار دیتے ،ان کے خون کو مباح گردانتے اور ان کی سرزمین کو سرزمین جنگ قرار دیتے ہو جبکہ انکا انحراف ان لوگوں کے انحرافات کا عشر عشیر بھی نہیں۔

فرض کریں ان کے اندر اقسام شرک میں سے شرک اصغر یا شرک اکبر موجود بھی ہو پھر بھی وہ جاہل ہیں اور ایسی حجت معتبر بھی ان پر قائم نہیں کی گئی جسکی مخالفت کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

کیا سمجھتے ہو کہ ائمہ دین کی بات حجت نہیں تھی اور تمھاری بات حجت ہے جبکہ تم تو ان لوگوں کو بھی کافر جانتے ہو جو تمھاری طرح دوسروں کو تکفیر نہ کریں جبکہ ان کے اندر کفر وشرک کا نام ونشان تک نہیں۔

اللہ اکبر (لقد جئتم شيئا اِدّا)(۱)

ترجمہ: یقیناً تم لوگوں نے بڑی سخت بات کہی ہے۔

اے بندگان خدا! تقوائے الٰہی اختیار کرو اور خوف خدا کرو تم نے مومنوں والی نیت ن

۱۔ مریم: ۸۹

Marfat.com

(والـذين يؤذون المؤمنين والمومنت بغير ما ا كتسبو فقد احتملو ا بهتانا واثما مبينا)(۱)

ترجمہ :اور جو لوگ صاحبان مرد یا عورتوں کو بغیر کچھ کئے دھرے اذیت دیتے ہیں انھوں نے بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا رکھا ہے۔

خدا کی قسم !ان لوگوں کا کوئی قصور نہیں تھا مگر یہ کہ انہوں نے ایسے لوگوں کی تکفیر کرنے میں تمھارا ساتھ نہ دیا جن کے اسلام پر معتبر روایات اور اجماع امت موجود ہے اگر وہ تمھاری ہمراہی کرتے تو خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غضبناک کرتے اور اگر تمھاری مخالفت کی تو تم نے انکے کافر و مرتد ہونے کا حکم صادر کر دیا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:"لَسۡتُ اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی غَوۡ نماً تَقۡتُلُهُمۡ وَلا عَدُوًّ ابجنا جِهمۡ وَلٰكِنۡ اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیۡ آئمّةمُضِلِّیۡنَ اِنۡ اَطَاعُوۡهُمۡ فَتَنُوۡ هُمۡ وَإِنۡ عَصَوۡهُمۡ قَتَلُوۡ هُمۡ"(۲)

ترجمہ: مجھے نہ تو اپنی امت کی بھوک کا خوف ہے کہ انہیں مار ڈالے اور نہ ہی دشمنوں کا کہ انہیں گمراہ کر ڈالیں بلکہ مجھے ان گمراہ کنندہ پیشواؤں کا ڈر ہے کہ اگر میری امت کے لوگ ان کی اطاعت کریں تو گمراہ ہو جائیں گے اور اگر ان کی مخالفت کریں تو قتل کر دیئے جائیں گے .اس حدیث کو طبرانی نے ابو یمامہ سے نقل کیا ہے۔

۱۔احزاب :۵۸.

۲۔المعجم الکبیر ،طبرانی ح ۸۶۵۳.

Marfat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی یہ کہتے: کہ جب تک میں خدا کی اطاعت کر رہا ہوں تب تک تم میری فرمانبرداری کرو اور اگر میں خدا کی نافرمانی کرنے لگوں تو تم پر میری فرمانبرداری جائز نہیں۔

اور کہتے : ''میں بھی کبھی اشتباہ کرتا ہوں اور کبھی صحیح عمل انجام دیتا ہوں اور جب کبھی کوئی مسئلہ درپیش آتا تو صحابہ کرام کو جمع کر کے ان سے مشورت کرتے''۔

عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین بھی ابوبکر کی طرح عمل کرتے۔ ائمہ اہل علم اپنی رائے قبول کرنے کو واجب قرار نہ دیتے بلکہ جب ہارون الرشید نے چاہا کہ لوگوں کو امام مالک کی کتاب (موطا) پر عمل کرنے پر مجبور کرے تو امام مالک نے کہا: اے امیر المومنین ایسا مت کر اس لئے کہ میرے علاوہ دوسرے لوگوں کے پاس بھی علم (دین) موجود ہے یا اسی طرح کا جملہ فرمایا اسی طرح تمام علمائے اہل سنت میں سے کسی نے بھی لوگوں پر اپنی رائے پر عمل کرنے کو واجب قرار نہیں دیا۔

لیکن تم ہو کہ جو تمھاری رائے کو قبول نہ کرے اسے کافر قرار دے دیتے ہو، تمھیں خدا کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ کیا تم معصوم ہو کہ تمھاری بات پر عمل کرنا واجب ہے؟ اگر جواب منفی ہے تو پھر کیوں اسے لوگوں پر واجب قرار دیتے ہو؟ تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ شرائط امامت جو علماء نے بیان کی ہیں کیا تم میں سے کسی ایک کے اندر بھی موجود ہیں؟۔

کیا تم میں سے کوئی ایک ایسا ہے جس میں امامت کی ایک خصوصیت بھی ہو؟ تمھیں خدا کی قسم دے رہا ہوں کہ اب بس کرو اور تعصب کو چھوڑ دو۔

فرض کریں ہم تو اس جاہل شخص کو معذور جانتے ہیں جو علماء کے کلام کے بارے ذرا

Marfat.com

سی بھی اطلاع نہیں رکھتا لیکن تو جب خدا سے ملاقات کرے گا تو تیرے پاس کیا عذر ہے؟۔ خدا کی قسم بیدار ہو جاؤ اور اس جبار ارض و سموات کے عقاب سے ڈرو اس لئے کہ ہم نے اقوال علماء اور اہل سنت والجماعت کے اجماع کو نقل کر دیا ہے جو نجات یافتہ فرقہ ہے اور ان شاء اللہ خداوند متعال جسکی ہدایت چاہتا ہے اس کی ہدایت کے اسباب کو بیان کیا جائے گا۔

Marfat.com

ایک ہی شخص میں ایمان ونفاق ممکن ہے

ابن قیم شرح المنازل میں لکھتا ہے: ''اہل سنت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ ممکن ہے ایک انسان کے اندر ایک لحاظ سے دوستی خدا اور دوسرے لحاظ سے دشمنی خدا موجود ہو اور اسی طرح ایک جہت سے محبوب خدا اور دوسری جہت سے مبغوض خدا ہو بلکہ ممکن ہے کہ ایک ہی انسان میں ایمان ونفاق یا ایمان وکفر موجود ہو۔

چنانچہ وہ انسان ان دو جہتوں میں سے جس کے نزدیک تر ہوگا وہی شمار ہوگا جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے: ''ھم للکفر یو مئذ اقرب منھم للایمان'' (۱)

ترجمہ: یہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تر ہیں۔

اور فرمایا: ﴿وما یو من اکثرھم با للہ الا وھم مشرکون﴾ (۲)

ترجمہ: اور ان میں سے اکثریت خدا پر ایمان بھی لاتی ہے تو شرک کے ساتھ۔

خداوند متعال نے ان کے ایمان کو شرک کے ہمراہ ثابت کیا ہے اگر اس شرک سے انبیاء کی تکذیب لازم آتی ہو تو ایسا ایمان کوئی فائدہ نہیں رکھتا اور اگر انسان اقسام شرک کا مرتکب ہو لیکن اس سے انبیائے خدا وقیامت کی تکذیب نہ ہوتی ہو تو ایسے شخص کا عذاب اس شخص سے سخت تر ہوگا جو گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

اسی اصل کی وجہ سے اہل سنت معتقد ہیں کہ جو افراد گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں انہیں پہلے جہنم میں بھیجا جائیگا اور وہاں سے نکال کر جنت میں بھیج دیا جائیگا اس لئے کہ ان

۱۔ آل عمران/۱۶۷۔

۲۔ یوسف/۱۰۶۔

Marfat.com

میں دونوں جہتیں (نیکی اور برائی) موجود ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت

﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکفرون﴾(۱)

ترجمہ: اور جو بھی ہمارے نازل کئے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا وہ سب کافر شمار ہوں گے۔

کے بارے میں فرماتے ہیں: اس آیت میں کفر سے مراد وہ کفر نہیں جو انسان کو دین سے خارج کر دے یعنی خدا و قیامت کے انکار کے مانند نہیں ہے۔طاووس اور عطا نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ''صحابہ وگذشتگان کہتے ہیں کہ انسان کے اندر ایمان و نفاق دونوں موجود ہو سکتے ہیں اور اس پر دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

﴿هم للکفر یو مئذ اقرب منهم للایمان﴾ (۲)

ترجمہ: یہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تر ہیں۔

یہ مطلب سلف کے اقوال میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے کہ ایک ہی دل میں ایمان بھی آ سکتا ہے اور کفر بھی، کتاب و سنت بھی اسی کو بیان کر رہی ہیں اسی وجہ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آتش جہنم سے نجات پا جائے گا''۔

۱۔ مائدہ: ۴۴۔

۲۔ آل عمران: ۱۶۷۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہو گیا کہ اگر کسی شخص کے اندر کمترین ایمان ہی ہو تو وہ ہمیشہ کیلئے جھنم میں نہیں رہے گا اگر چہ اس کے دل میں نفاق کثرت سے ہی کیوں نہ موجود ہو ایسے افراد اسی نفاق کے مطابق جھنم میں رہیں گے اور اس کے بعد انہیں وہاں سے نکال لیا جائیگا۔

''ابن تیمیہ'' یہاں تک پہنچ کر کہتے ہیں یہ سب اس لئے کہ بسا اوقات ایک انسان میں ایمان کی بھی کچھ مقدار پائی جارہی ہوتی ہے اور کفر ونفاق کی بھی، بعض اوقات ایک شخص مسلمان تو ہوتا ہے لیکن اس کے اندر کفر بھی موجود ہوتا ہے البتہ ایسا کفر جو اسے دین سے خارج نہیں ہونے دیتا جیسا کہ ابن عباس اور دیگر صحابہ نے تعبیر بیان فرمائی: ''ایسا کفر جو کفر معروف کے علاوہ ہے'' اور تمام بزرگان سلف کی یہی رائے ہے۔

اس فصل کے مطالب میں غور وفکر سے کام لیں اور اجماع بزرگان سلف جو اس میں بیان ہوا ہے اس پر توجہ کریں اور یہ گمان نہ کرنا کہ یہ اجماع ایسے شخص کے بارے ہے جس سے اشتباہ ہو گیا ہو اس لئے کہ ایسا فرد تو یقینا بخشا ہوا ہے تو اس کے بارے بحث کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا جیسا کہ کئی بار اس بات کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔

جبکہ تم کمترین کفر یا بلکہ کفر کے احتمال کی وجہ سے لوگوں کو کافر قرار دے رہے ہو اور اس سے بدتر یہ کہ وہ لوگ جو کاملا مسلمان ہیں لیکن جن کو تم کافر کہتے ہو وہ انہیں کافر نہیں سمجھتے اس وجہ سے تم ان (مسلمانوں) کو بھی تکفیر کرتے ہو جبکہ وہ خوف خدا کی وجہ سے ایسا کر رہے چونکہ وہ ان لوگوں میں اسلام کی نشانیاں دیکھ رہے ہیں۔

خداوند متعال سے التماس کرتے ہیں کہ تمہیں تاریکی سے نجات دے کر نور تک پہنچائے اور ہمیں اور آپ کو راہ مستقیم کی ہدایت فرمائے وہ راہ کہ جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی راہ ہے۔

Marfat.com

مسلمان ہونے کے لئے اظہار اسلام ہی کافی ہے

ابن تیمیہ کتاب (ایمان) میں کہتے ہیں: ''وہ ایمان ظاہری جس پر دنیا میں احکام جاری ہوتے ہیں اس کا ایمان باطنی کے ہمراہ ہونا ضروری نہیں۔ وہ منافق جو یہ کہتے

" آمنابالله وباليوم الاخرو ماهم بمو منين "(۱)

ترجمہ: کہ ہم خدا اور آخرت پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ صاحب ایمان نہیں ہیں۔

بظاہر یہ لوگ مومن تھے، مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے، ان سے رشتے لیتے دیتے اور ایک دوسرے سے میراث پاتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں منافقوں کی حالت یہی تھی لیکن آپؐ نے نکاح، میراث یا باقی موارد میں ان پر احکام کفار۔ وہ کفار جو اپنے کفر کو اعلانیہ طور آشکار کرتے۔ کو جاری نہیں کیا۔

بلکہ جب عبداللہ بن ابی مرا جو کہ مشہور ترین منافق تھا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے اس سے میراث پائی جو کہ بہترین مومن تھا اسی طرح باقی منافقین کے مومن ورثاء نے ان سے میراث پائی۔(۲)

جب کوئی مومن دار فانی سے منتقل ہوتا تو اسکے منافق وارث اسکی میراث کے مالک بنتے جبکہ معلوم ہوتا کہ وہ دل سے منافق ہیں اسی طرح حدود اور حقوق اسلامی میں

۱۔ بقرہ:۸

(۲) فقہ اہل سنت میں نہ کافر مسلمان کا وارث بن سکتا ہے اور نہ ہی مسلمان کافر کا، ابن تیمیہ نے بھی اسی نظریہ کے مطابق کہا ہے جبکہ فقہ شیعہ میں فقط کافر مسلمان کے ارث سے محروم رہے گا لیکن مسلمان وارث کافر کی میراث کا مالک بن سکتا ہے۔ (بدایۃ المجتہد ۲: ۵۲۳، جواھر الکلام ۳۹: ۱۲۔۱۵)

Marfat.com

بھی باقی مسلمانوں کے مانند تھے وہ لوگ (منافق) پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنے جاتے حتی ان میں سے ایک گروہ نے غزوہ تبوک میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنا چاہا لیکن اس کے باوجود ان پر احکام مومنین کو جاری کیا جاتا۔

''ابن تیمیہ'' یہاں تک پہنچ کر کہتے ہیں: ''انکا مال و جان محترم ہے اور کفار یا ان لوگوں کے مانند نہیں جو اظہار کفر کرتے ہیں اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کفار سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لاالہ الااللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرلیں اور جب انہوں نے اسکا اقرار کرلیا تو دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور انکا مال و جان میرے نزدیک محترم ہو گیا۔

اور انکا حساب (روز قیامت) خدا پر ہے اور جب اسامہ سے فرمایا: کیا تو نے اسے لاالہ الااللہ پڑھنے کے باوجود قتل کردیا؟ اسامہ نے کہا: اس نے خوف کے مارے کہا (نہ کہ صدق دل سے) تو آپؐ نے فرمایا: کیا تو نے اسکا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ اور فرمایا: مجھے لوگوں کے دل سے پردہ ہٹانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

اور جب کوئی کہتا کہ فلاں شخص منافق ہے کیا آپ اس کے قتل کا حکم صادر فرمائیں گے؟ تو جواب میں فرماتے: کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ یا شہادتین کا اقرار نہیں کرتا؟ باوجود اسکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے بہت سوں کے نفاق سے مطلع تھے لیکن پھر بھی ان کے مال و جان میں ان سے دوسرے مسلمانوں جیسا سلوک کرتے۔

ابن قیم ''اعلام الموقعین'' میں کہتے ہیں: امام شافعی فرماتے ہیں: خداوند سبحان نے اپنی اطاعت کو لوگوں پر واجب قرار دیا ہے لیکن کسی کو اس حکم میں دخالت کا حق نہیں دیا اس

Marfat.com

طرح لوگوں پر واجب قرار دیا کہ وہ دوسروں کے عیوب کے بارے گمان واحتمال کی بنا پر حکم نہ لگائیں یہاں تک کہ انبیاء (علیھم السلام) کو بھی افراد کے بارے صبر کرنے کا حکم دیا جب تک کہ اس کا حکم نازل نہ ہو خداوند متعال نے لوگوں کے بارے دلائل کو انبیاء (علیھم السلام) پر واضح وروشن فرما دیا اور خدا اسی کے مطابق حکم لگاتا ہے جسے خود لوگ اظہار کرتے ہیں اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بت پرستوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا یہاں تک وہ اسلام قبول کرلیں اور جب اسلام کا اظہار کرلیں تو ان کی جان محفوظ ہوجائیگی۔

اور جان لیجئے کہ خداوند متعال کے علاوہ کوئی دوسرا ان کے اسلام کے صحیح ہونے کو نہیں جانتا خداوند متعال نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لوگوں کے بارے آگاہ فرمادیا جو بظاہر تو اسلام لائے تھے مگر دل سے کافر تھے لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر احکام کفر جاری کرنے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا کہ جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اسی کے مطابق ان کے بارے قضاوت کی جائے۔

خداوند متعال اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے: "قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا و لکن قولو اسلمنا". (1)

ترجمہ: یہ بدوعرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے۔

پھر ان کو خبر دی کہ اگر اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کریں اور فرمان خداوند متعال کو انجام دیں تو کامیاب ہوجائیں گے۔

۱۔ حجرات: ۱۴.

Marfat.com

خداوند متعال منافقین کے دوسرے گروہ کے بارے فرماتا ہے:

"اذا جائک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول الله والله یعلم انک لرسوله والله یشهد ان المنفقین لکذبون اتخذوآ ایمانهم جنةفصدوا عن سبیل الله انهم سآء ماکانو یعملون". (۱)

ترجمہ: پیغمبرؐ یہ منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اپنے دعوی میں جھوٹے ہیں انھوں نے اپنی قسموں کو سپر بنالیا ہے اور لوگوں کو راہ خدا سے روک رہے ہیں یہ ان کے بدترین اعمال ہیں جو یہ انجام دے رہے ہیں

یعنی قتل سے بچنے کیلئے ڈھال قرار دیا ہوا ہے

اور فرمایا: " ویحلفون بالله إنهم لمنکم وماهم منکم " (۲)

ترجمہ: اور یہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ یہ تمہیں میں سے ہیں حالانکہ یہ تم میں سے نہیں ہیں۔

خداوند متعال نے حکم دیا کہ جو کچھ اظہار کرتے ہیں اسے قبول کیا جائے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر احکام اہل ایمان کے علاوہ باقی احکام اجراء کرنے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ ایسی حالت میں تھا کہ جب آنحضرت کو آگاہ کردیا گیا تھا کہ ان لوگوں کا مقام جہنم کا پست ترین طبقہ ہے (قیامت میں) حکم خدا ان کے باطن سے متعلق

۱۔ منافقون: ۲۔۱

۲۔ توبہ: ۵۶

Marfat.com

ہوگا اور دنیا میں حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ظاہر کے مطابق ہوگا...... یہاں تک پہنچ کر کہتے ہیں: ''خداوند متعال نے انہیں جھٹلایا لیکن اس کے باوجود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند متعال سے اس مطلب کو نقل کیا جسے ہم نے بیان کیا ہے (کہ ان کے ظاہری حال کے مطابق ان سے سلوک کیا جائے) اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ مالک نے ابن شہاب سے اس نے عطاء ابن یزید سے اس نے عبداللہ بن یزید بن عدی بن خیار سے نقل کیا ہے: کہ ایک شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسقدر آہستہ آہستہ سرگوشی کر رہا تھا کہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائے مبارک بلند ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ شخص منافقین میں سے ایک فرد کے قتل کے بارے میں سوال کر رہا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا وہ لاالہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتا؟ کہنے لگا: ہاں مگر وہ حقیقی نماز ادا نہیں کرتا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ایسے افراد کے قتل سے منع فرمایا گیا ہے''۔

اس کے بعد شافعی نے اس روایت ''مجھے کفار سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے'' کو نقل کیا یہاں تک کہ کہا: ''ان کے سچ وجھوٹ کا حساب خداوند متعال کے ذمہ ہے جو دلوں کے رازوں سے آگاہ اور ان پر اختیار رکھتا ہے ورنہ انبیاء (علیہما السلام) یا حکام کو یہ حق حاصل نہیں ہے حدود وحقوق اسلامی کے اجراء کرنے میں بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے اور ان کو بتا دیا کہ ان سے ان کے ظاہر کے مطابق برتاؤ کیا جاتا ہے اور باطن کا محاسبہ خود خدا ہی کرے گا اس بناء پر جو بھی کسی دلیل یا بغیر دلیل کے لوگوں کے ظاہر کے خلاف حکم لگاتا ہے میرے نزدیک اس نے قرآن وسنت کی مخالفت کی ہے''۔

Marfat.com

اسی طرح یہ بھی بیان کیا ہے: ''جو بھی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار کرے اس سے قبول کر لیا جائے گا اور اس کے احوال یا جو کچھ اس کے دل میں ہے یا جو اس نے کہا اس کے معنی کے بارے میں تحقیق نہیں کی جائیگی اسلئے کہ باطن کا تعلق فقط خدا سے ہے اور نبی یا کسی اور سے اس کا کوئی ربط نہیں (۱)۔

۱۔ صحیح مسلم ۱: ۲۲۷، کتاب الایمان، ح ۳۲۔

Marfat.com

دوسروں کو کافر کہنے والا بدعتی ہے

سابقہ بحثوں میں علماء کے اقوال اوران کے اجماع کو آپ کے لئے نقل کیا گیا'' جس شخص میں اجتہاد کی تمام شرائط موجود ہوں اسکے لیئے دوسروں کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے'' اور یہ بھی نقل کیا کہ جس شخص میں اجتہاد کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں اسے چاہیے کہ وہ دوسروں کی تقلید کرے، ان موارد میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں اور یہ بھی بیان کردیا کہ اجماع اہل سنت کے مطابق اگر کوئی شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا اس پر ایمان رکھتا ہو تو اسے تکفیر نہ کیا جائیگا مگر جب اس پر حجت قطعی قائم کرلی جائے کہ جس کی مخالفت کرنے والا کافر قرار پاتا ہے اور یہ اجماع قطعی کے بغیر ممکن نہیں

اتمام حجت بھی امام یا نائب امام ہی کا کام ہے اور کفر بھی ضرویات دین اسلام مانند وجود خدا، توحید ورسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ان واضح وآشکار مسائل مانند وجوب نماز کے انکار کے بغیر محقق نہیں ہوسکتا ایسا مسلمان جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مانتا ہے لیکن ایک ایسے شبھہ میں مبتلا ہو جاتا ہے طبیعی طور پر کسی بھی فرد کو درپیش آسکتا ہے تو اسکی وجہ سے اسے تکفیر نہیں کیا جائیگا

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ان افراد کی تکفیر سے اجتناب کیا جائے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں یہاں تک انہوں (اہل سنت) نے بدعت گذاروں کے پیشواؤں کو تکفیر کرنے سے خوداری کی اگرچہ ان کے ضرر کو دفع کرنے کیلیئے ۔نہ کہ ان کے کفر کی وجہ سے۔ان کے قتل کا حکم بھی دیا، ممکن ہے کہ ایک انسان کے اندر ایمان بھی ہو اور کفر بھی، یا یہ کہ ایمان بھی ہو اور شرک ونفاق بھی، لیکن ایسا شخص کافر حقیقی نہیں بنے گا جو شخص بھی اسلام کا اظہار کرے اس سے قبول کیا جائیگا چاہے وہ جھوٹ بولے یا سچ یا اس کے

Marfat.com

اندر نفاق کی بعض علامات ظاہر ہوں دوسروں کو تکفیر کرنے والے خود اہل بدعت اور خواہشات نفسانی کے پیروکار ہیں جہالت وشبہات جس قدر ضعیف کیوں نہ ہوں اور وہ دوسرے مطالب جو ہم نے ذکر کئے یہ ایسے عذر ہیں جو انسان کو کافر ہونے سے بچا لیتے ہیں۔

اگر توفیق خداوند تمھارے شامل حال ہو جائے تو اتنی ہی مقدار تمھیں اس بدعت سے نجات دینے کیلئے کافی ہے جسکی وجہ سے تم ملت مسلمہ سے خارج ہو چکے ہو ہم نے ان بحثوں میں استنباط نہیں کیا بلکہ علماء کے اقوال اور ان مطالب کو ذکر کیا جو انہوں نے مجتھدین کامل سے نقل کئے ہیں۔

یہاں پہ ہم دوبارہ ان دلائل کی طرف پلٹتے ہیں جو تمھارے ان نظریات کے باطل ہونے کو آشکار کر رہے جنکی وجہ سے تم مسلمانوں کو تکفیر کرتے ہو اگر کوئی شخص غیر خدا سے حاجت طلب کرے یا غیر خدا کے لئے نذر کرے یا غیر خدا کیلئے قربانی کرے یا قبر سے تبرک حاصل کرے یا اس پر ہاتھ مارے تو تم اسے اسلام کے دائرہ سے خارج سمجھتے ہو بلکہ جو لوگ ایسے افراد کو تکفیر نہ کریں انہیں بھی کافر سمجھتے ہو یہاں تک کہ تم نے سرزمین اسلام کو سرزمین کفر وجنگ قرار دے دیا، اور اس پر اہم ترین دلیل یہ پیش کرتے ہو کہ تم نے قرآن سے استنباط کیا ہے۔

جبکہ پہلے بھی گذر چکا کہ تمام (مسلمین) کے اجماع کے مطابق تمہارے لئے استنباط کرنا جائز نہیں ہے اور جو کچھ علماء نے سمجھا ہے اس سے ہٹ کر پیروی کرنا بھی جائز نہیں اسی طرح جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسکے لئے جائز نہیں کہ وہ پیشوایان اسلام کی پیروی چھوڑ کر تمھاری اتباع کرے۔

Marfat.com

اگر کہو: کہ ہم نے اس میں ان بعض علماء کی پیروی کی ہے جوان اعمال کوشرک جانتے ہیں تو ہم یہ کہیں گے: ہاں یہ صحیح ہے کہ ان میں سے بعض اعمال شرک ہیں لیکن تم نے علماء کے اقوال سے یہ کیسے سمجھ لیا کہ یہ وہی شرک ہے جسے خداوند متعال نے قرآن میں ذکر کیا جو لوگوں کے مال و جان کے مباح ہونے اوران پر احکام مرتدین جاری کرنے کا سبب بنتا ہے ؟ وہ شرک کہ جسکے انجام دینے والے کے کفر میں شک کرنے والا کافر شمار ہوجاتا ہے ہمارے لئے واضح کریں کہ مسلمانوں کے پیشواؤں میں سے کس نے ایسی بات کی ہے؟ ان کے اقوال کو بیان کریں اور حوالہ بھی ذکر کریں! کیا اس پر ان کا اجماع ہے یا اختلاف رکھتے ہیں؟!

جہاں تک ہم نے علماء کے کچھ اقوال کا مطالعہ کیا ہے ان میں آپ کے بیان کردہ مطالب کو کہیں نہیں پایا بلکہ اس کے برعکس پایا ہے یعنی کفر اس وقت ثابت ہوتا ہے جب ضروریات دین مانند وجود خدا، توحید، رسالت پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وغیرہ یا ان احکام کا انکار کیا جائے جن پر بطور یقین سب کا اتفاق ہے مانند ارکان خمسہ اسلام یا ان کے مانند بقیہ احکام۔

اور پھر اگر کوئی شخص اپنی نادانی وجہالت کی بناء پر ان کا انکار کردے تو اسے تکفیر نہیں کیا جائیگا ہاں مگر ایسی صورت میں کہ جب اس کے لئے مطلب کو یوں بیان کیا جائے کہ اس کی جہالت دور ہوجائے (اسکے باوجود اگر انکار کرے) تو ایسی صورت میں وہ خداوند متعال اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے والا شمار قرار پائے گا۔

یہ امور جن کی وجہ سے تم لوگوں کو تکفیر کرتے ہو، ضروریات دین میں سے نہیں اگر کہو کہ ان امور کے شرک ہونے پر سب کا اجماع ہے اور عام وخاص اس سے مطلع ہیں تو ہم

Marfat.com

جواب میں یوں کہیں گے کہ ہمارے لئے تمام علماء کے اقوال کو بیان کرو، کم از کم ان میں سے ایک ہزار کے اقوال کو نقل کرو! (اور اگر یہ نہیں کر سکتے) تو ان میں سے ایک سو یا دس یا بلکہ فقط ایک شخص کے قول کو اس بارے میں نقل کرو! چہ جائیکہ یہ مسئلہ نماز کے مانند اجماعی ہو۔

کتاب ''اقناع'' میں ابن تیمیہ سے جو عبارت نقل ہوئی ہے اسکے علاوہ تم کوئی دوسرا مطلب نہیں دکھا سکتے، البتہ وہ بھی ایک مجمل سی عبارت ہے: ''جو بھی خدا اور اپنے درمیان واسطے قرار دے'' یا اس مطلب کو واضح کرنے کیلئے علماء کے اقوال کی روشنی میں اسکی تفسیر بیان کرو۔

لیکن عجیب بات تو یہ ہے کہ تم ان اقوال کے بیان کرنے اور انہیں اپنی کتب میں نقل کرنے والوں کے خلاف معنی کرتے ہو کہ جنھوں نے ان اعمال کے بارے بحث کی ہے جن کی وجہ سے لوگوں کو تکفیر کیا جاتا ہے انہوں نے نذر، قربانی اور بعض دعاؤں کو (غیر خدا سے) مکروہات میں ذکر کیا ہے: اسی طرح قبور سے تبرک، ان پر ہاتھ رکھنے، ان سے خاک اٹھانے اور ان کے ارد گرد طواف کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

علماء نے اپنی کتب اور اسی طرح مؤلف کتاب ''اقناع'' نے بھی یوں ہی فرمایا ہے اور آنے والی عبارت مؤلف اقناع کی ہی ہے: ''قبر کے کنارے رات گذارنا، اسے پختہ کرنا، نقاشی کرنا، ہموار کرنا، چومنا، طواف کرنا، اس پر اگر بتی جلانا، عریضہ لکھنا، حاجات طلب کرنا، تربت قبر سے طلب شفا کرنا یہ سب بدعت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہیں''۔

جبکہ تم انہی اعمال کی وجہ سے لوگوں کو تکفیر کرتے ہو اور کہو کہ مؤلف ''اقناع'' اور دیگر علمائے حنبلی مانند مؤلف کتاب ''فروع'' ایسے جاہل ہیں کہ جو ضروریات دین کو جانتے تک نہیں! تو ہم جواب میں کہتے ہیں کہ وہ اور ان سے بڑھ کر اپنے نظریات کو بیان نہیں

Marfat.com

کرتے بلکہ امام احمد بن حنبل کی رائے کونقل کرتے ہیں کہ جو دین کے پیشوا ہیں اور تمام امت انکی امامت کو قبول کرتی ہے!

کیا گمان کرتے ہو کہ جاہل شخص دانشمند پیشواؤں کو چھوڑ کر تمھاری تقلید کرے؟ جبکہ پہلے بھی بیان ہو چکا کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ تقلید فقط مجتھد ہی کی ہو سکتی ہے اور جو شخص درجہ اجتھاد پر فائز نہ ہو وہ صرف مجتھدین کے اقوال کونقل کرسکتا ہے۔

اور اگر لوگوں کو علماء سے سوال کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو صرف اسلیئے کہ علماء مجتھدین کی رائے کونقل کرتے ہیں ورنہ لوگ مجتھد کی تقلید کرتے ہیں نہ کہ اس عالم کی جو مجتھد کے فتوی کو بیان کرتا ہے۔

تمام علماء نے ان مطالب کو صراحتاً ذکر کیا ہے اگر ان مطالب کو تلاش کرنا چاہو تو مل سکتے ہیں اور ہم نے بھی کافی مقدار میں تمھارے لئے نقل کر دیئے ہیں۔

خلاصہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جس عبارت سے تم لوگوں کی تکفیر پر استدلال کر رہے ہو وہ تمھارے نظریہ پر دلیل نہیں بن سکتی!

جن علماء نے اس عبارت کونقل کیا ہے اور اس سے استناد کیا ہے وہ بھی نذر، دعا اور قربانی کے بارے بحث کرتے لیکن انہیں سبب کفر نہیں جانتے جس کی وجہ سے انسان دین سے خارج ہو جاتا ہے البتہ ابن تیمیہ نے اپنے بعض اقوال میں بعض دعاؤں جو غیر خدا سے طلب کی جاتی ہیں مانند بخشش گناہ، بارش کا نازل کرنا، فصلوں کا پیدا کرنا وغیرہ کے بارے لکھا ہے کہ یہ کفر ہیں البتہ جب تک ان اعمال کے انجام دینے والے افراد پر دلیل قطعی قائم نہ کر لی جائے اور ان کے شبھہ کو دور نہ کر لیا جائے تب تک انہیں تکفیر نہیں کیا جائیگا۔

Marfat.com

خدا کی قسم! تمھاری بات کا لازمہ تو یہ ہے کہ خود ابن تیمیہ اور ان کے پیروکار بھی کافر ہیں! خداوند متعال سے معافی کا طلبگار ہوں۔

وہ دلائل جو اس امر کو روشن کر رہے ہیں کہ تم نے اس عبارت سے جو مطلب سمجھا ہے وہ اشتباہ ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ علماء نے تمام مجتھدین کے نظریات کے مطابق اسباب کفر کو کتاب ارتداد میں ایک ایک کر کے ذکر کیا ہے لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ: "جو کوئی غیر خدا کیلئے نذر کرے، کافر ہے"

بلکہ خود ابن تیمیہ۔ جسکی عبارت سے تم استناد کرتے ہو۔ نے کہا ہے: "بزرگان سے حاجت طلب کرنے کی خاطر ان کیلئے نذر کرنا اسی طرح ہے جس طرح مخلوق کی قسم کھانا ہے (جو کہ باطل ہے)" جیسا کہ انکی عبارت گذر چکی ہے کہ مخلوقات کی قسم کھانا شرک اکبر نہیں۔

اور کہا ہے: "جو بھی یہ کہے کہ میرے لئے نذر کرو تا کہ حاجت پا سکو، تو ایسے شخص سے توبہ طلب کی جائے گی اگر توبہ کرے تو ٹھیک وگرنہ روئے زمین سے فساد کو ختم کرنے کیلئے اسے قتل کر دیا جائیگا"۔

اس نے کفر کو قتل کا سبب قرار نہیں دیا بلکہ روئے زمین سے فساد کے مٹانے کو سبب قتل قرار دیا ہے۔ اس پہلے بھی نذر کے بارے ان کے اقوال کو ذکر کر چکے۔

اسی طرح علماء میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ:

"جو بھی غیر خدا سے حاجت طلب کرے کافر ہو جائیگا" بلکہ جیسا کہ پہلے بیان ہو گا کہ یہ کام کفر نہیں ہے۔

اور اسی طرح کسی نے یہ نہیں کہا کہ: "جو کوئی غیر خدا کیلئے قربانی کرے کافر ہو جائیگا" کیا گمان کرتے ہو کہ انہوں نے جن عبارات کو نقل کیا ان کے معنی کو نہیں سمجھا؟ یا

Marfat.com

لوگوں کو دھوکا دینا چاہا؟ یا لوگوں کو تمھاری فہم وفراست پر چھوڑ ڈالا؟ اور وہ بھی ایسا مفہوم جسے نہ تو کہنے والا قبول کرتا ہو اور نہ ہی نقل کرنے والا؛ بلکہ تم نے ہی ان کے اقوال سے کوئی ایسا مفہوم سمجھ لیا ہے جسے وہ خود بھی نہ جانتے تھے؟

کیا انہوں نے اپنے وظیفہ پر عمل نہیں کیا؟ یا یہ کہ لوگ دن رات ان اعمال کو ان کے سامنے اعلانیہ طور پر انجام دیتے رہے، مگر انہوں نے ان افراد کے کفر روشن کو مخفی رکھا تا کہ تم آؤ اور ان کے اقوال سے اس حکم کا استنباط کرو!

نہیں، خدا کی قسم ایسا نہیں وہ ایک وادی میں اور تم دوسری وادی میں ہو؛ وہ ہرگز اس بات کے قائل نہیں جو بات تم کہتے ہو اور دوسری دلیل جو تمھاری رفتار وگفتار کے نادرست ہونے کو واضح کر رہی وہ نماز کی اہمیت ہے وہ نماز جو شہادتین کے بعد اسلام کا عظیم ترین رکن ہے لیکن اسکے باوجود فرمایا: ''جو کوئی نماز میں ریاکاری کرے، خداوند متعال اسکی نماز کو قبول نہیں کریگا اور اسے خود اسی کی طرف پلٹا دے گا''؛ بلکہ خود خداوند متعال فرماتا ہے: ''میں کسی کو اپنا شریک بنانے سے بے نیاز ہوں، جو شخص کوئی عمل انجام دے اور اس میں کسی اور کو میرا شریک ٹھہرائے تو میں اسے اسی شریک کے حوالے کر دیتا ہوں اور قیامت کے دن اسے کہا جائیگا کہ اپنے عمل کی جزا اسی سے طلب کرو جس کیلئے تم نے انجام دیا تھا!''

بزرگان فرماتے ہیں کہ ریا عمل کو باطل کر دیتی ہے، نہ کہ ریاکار کافر اور اس کا مال و جان مباح ہو جاتا ہے البتہ تمھاری رائے کے مطابق جو بھی ایسے شخص کو کافر نہ سمجھے خود کافر ہو جائے گا۔

تم تکفیر کو ایسے اعمال میں جاری کرتے ہو جو ریا سے بھی کمتر ہیں بزرگان سجدہ۔ جو کہ نماز کا اساسی ترین رکن اور غیر خدا کیلئے نذر ودعا سے مہم تر ہے۔ کے بارے فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ اگر کوئی شخص سورج، چاند، ستارے یا بت کو سجدہ کرے تو کافر ہو جائے گا لیکن ان کے علاوہ کسی اور کے سامنے سجدہ کرنے کے بارے تکفیر کے قائل نہیں ہوئے اگرچہ اسے گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ نہ تو تم علماء کی پیروی کرنے والے ہو اور نہ ہی تمہیں ان کی عبارت سے کوئی سروکار ہے تم اپنی ہی فکر۔ جسے حق سمجھتے ہو۔ پر بھروسہ کرتے ہو اور جو اسکی مخالفت کرے اسے ضروریات دین کا منکر سمجھتے ہو! اور ان مبہم عبارات سے جو استدلال کرتے ہو وہ بھی دوسروں کو فریب دینے کیلئے ہے۔

خلاصہ ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے اور دوسرے افراد کیلئے علماء کے اقوال سے اپنے نظریات کی تصدیق لے کر آؤ تاکہ ہمارے ذہنوں سے شبہ دور ہو جائے۔

اگر سوا تہمت لگانے، گالیاں دینے اور کافر قرار دینے کے کچھ نہیں جانتے ہو تو ہم خدا سے مدد طلب کرتے ہیں۔ صدر اسلام میں بھی کچھ لوگ ایسی ہی بلاؤں میں مبتلا ہوئے تھے کہ جن کے زمانہ میں قرآن نازل ہوا تھا اور امت کا آخری فرد ان کے پہلے کی پیروی کرتا ہے!

Marfat.com

شبھہ کے ہوتے ہوئے حدود جاری نہیں ہوسکتیں

وہ ادلہ جو تمھارے دوسروں کو تکفیر کرنے کے اشتباہ کو اجاگر کررہی ہیں اور ان سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا اور غیر خدا کیلئے نذر کرنا دین سے خروج کا باعث نہیں بنتا ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح روایت میں دستور فرمایا کہ: ''شبھہ کے ہوتے ہوئے حدود جاری نہیں ہوسکتیں'' حاکم نے اپنی صحیح میں اور ابوعوانہ و بزاز نے سند صحیح کے ساتھ اور ابن سنی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کا حیوان صحرا میں گم ہو جائے تو بلند آواز سے تین بار کہو: ''اے بند گان خدا اسے باندھ ڈالو''؛ یقیناً خداوند متعال کسی کو حاضر کریگا جو اسے باندھ دے گا''۔

طبرانی سے نقل ہوا ہے: ''اگر کوئی شخص مدد چاہے تو کہے اے بندگان خدا میری فریاد کو پہنچو'' اس روایت کو بزرگان نے اپنی کتب میں نقل کیا اور اسے رد بھی نہیں کیا، نووی نے ''اذکار'' میں، ابن قیم نے ''الکلم الطیب'' میں اور ابن مفلح نے ''آداب'' میں اسے نقل کیا وہ کتاب ''آداب'' میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''عبد اللہ فرزند امام احمد بن حنبل کہتا ہے میں نے اپنے والد گرامی سے سنا انہوں نے کہا: میں نے پانچ مرتبہ پیادہ حج کیا ان میں سے ایک سفر میں راستہ گم کر بیٹھا تو میں نے یہ کہنا شروع کر دیا: اے بندگان خدا مجھے راستہ کی راہنمائی کریں، مسلسل یہی جملہ کہتا رہا یہاں تک کہ راستہ پالیا''۔

تم جو لوگوں کو غائب یا مردہ شخص سے درخواست کرنے پر تکفیر کرتے ہو اور کفار جو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں ان کے شرک کو اس شخص کے شرک سے بہتر

Marfat.com

گردانتے ہو جو خشکی یا دریا میں غیر خدا کو پکارے۔ کیا تم اس روایت کو جسے علماء نے قبول کیا ہے ان افراد کیلئے باعث شبہ نہیں سمجھتے ہو؟ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

کتاب ''مختصر الروضہ'' میں فرمایا ہے: ''صحیح قول یہ ہے کہ جو بھی شہادتین کا اقرار کرتا ہو بدعت کے انجام دینے سے تکفیر نہیں ہوگا البتہ جب تک اس بدعت کا منشا اشتباہ ہو جس میں وہ گرفتار ہوا ہے اور یہ نظریہ ہمارے استاد ابو العباس ابن تیمیہ کا ہے''۔

کیا گمان کرتے ہو کہ غائب سے درخواست کرنا کفر واجبی ہے لیکن پیشوایان اسلام اسے نہیں جانتے تھے؟ کیا خیال کرتے ہو کہ اگر تمھاری رائے صحیح بھی ہو تو کیا اسکے بیان کرنے سے لوگوں پر حجت تمام ہوگئی؟

ہم یہاں پہ ابن تیمیہ کے کلام کو بیان کرتے ہیں جس سے تم نے مسلمانوں کی تکفیر پہ استدلال کیا ہے شاید اس سے تمھیں بیشتر فائدہ ہو وگرنہ جو مطالب پہلے ذکر کر چکے وہی کافی ہیں۔

اس نے کتاب ''اقتضاء صراط المستقیم'' میں کہا ہے: '' جو شخص بھی ایسے مکان کا ارادہ کرے جسکی زیارت کو شریعت میں مستحب قرار نہیں دیا گیا اور اس کا ہدف یہ ہو کہ اسے نیکی ملے تو اس نے حرام عمل کیا۔ ان میں سے بعض اعمال دوسرے بعض سے بدتر ہیں اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ مکان درخت ہو یا چشمہ، صحرا ہو یا پہاڑ و غار اس سے بھی بدتر یہ کہ اس مکان کیلئے نذر کرے اور کہا جائے کہ وہاں حاجت پوری ہوتی ہے جیسا کہ بعض مراد وے کہتے ہیں۔ اس طرح کی نذروں اور منتوں کے حرام ہونے پر علماء کا اتفاق ہے اور ان پہ عمل کرنا جائز نہیں''۔

اس نے متعدد موارد میں بیان کیا ہے کہ ایسے مکانات بیشتر علاقوں میں موجود ہیں اور اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے: ''بسا اوقات حاجتمند افراد حرام دعا کے ذریعہ سے

Marfat.com

اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں لیکن اس سے کہیں بڑھکر ضرر کر بیٹھتے ہیں! بعض اوقات ان افراد کے نیک اعمال ان کے گناہوں سے بڑھکر ہوتے ہیں تو خداوند متعال ان اعمال نیک کے سبب انہیں بخش دیتا ہے...... نقل ہوا ہے کہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک شخص نے قبر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس کھڑے ہوکر ایک غذا کا ارادہ کیا، اچانک ایک سید اس کے پاس آیا اور کہا: یہ غذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے لئے بھیجی ہے اور فرمایا ہے ہمارے پاس سے چلا جا اس لئے کہ ہمارے جوار میں رہنے والے ایسی غذائیں طلب نہیں کرتے. بعض دوسرے افراد نے بھی اپنی حاجات کو پایا اور انہیں ایسی بات بھی نہیں کہی گئی اسلئے کہ یا تو وہ مجتہد خطا کار تھے یا کسی مجتہد کے مقلد اور پھر نادان و جاہل تھے، چونکہ جاہلوں کے بہت سے اعمال قابل بخشش ہوتے ہیں برخلاف جاننے والوں کے. لہذا حاجت طلب کرنے کے بارے جو کچھ نقل ہوا ہے یہ جاہلوں کیلئے اور اگر ایسے اعمال شرعاً جائز ہوتے تو علماء ان سے بڑھکر ان کی معرفت رکھتے ہوتے. اس بناء پر کسی عمل کے مباح ہونے اور حرام عمل کے انجام دینے والے کے بخشے جانے میں فرق ہے. میں خود کچھ ایسے افراد کو جانتا ہوں جو انبیاء وصالحین گذشتہ سے حاجت طلب کرتے لیکن یہ چیز اس کے شرعاً جائز ہونے کا باعث نہیں بنتی۔

جو چیز اعمال کی مشروعیت واستحباب کا سبب بنتی ہے وہ یہ ہے کہ ان اعمال کو قرآن وسنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیان کیا گیا ہو اور گذشتگان سلف (صحابہ) نے ان پر عمل کیا ہو. اس کے علاوہ باقی اعمال اگرچہ فائدہ مند ہی کیوں نہ ہو لیکن مستحب نہ ہوں گے..... بعض زیارتی اور دوسرے شہروں کے رہنے والوں کی غذا ایسی حرام نذریں ہیں، کوئی کہتا ہے مریض ہوا تو نذر کی کہ شفایاب ہو جاؤں، کوئی کہتا ہے دشمنوں نے میرے

Marfat.com

خلاف سازش کی تو نذر کی کہ نجات پا جاؤں، کوئی کہتا ہے زندان میں ڈال دیا گیا تو منت مانی، ان نذر کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ایسی منتیں ان کی حاجات پوری ہونے کا سبب بنتی ہیں، جبکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: ''نذر مستحب - چہ جائیکہ نذر حرام - حاجت بر آوری کا سبب نہیں بنتی''. آپ بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں مقام زیارت یا فلاں مکان پر نذر قبول ہوتی ہے یعنی نذر کرتے ہیں کہ اگر حاجت پوری ہوگئی تو وہاں پر جا کر نذر دیں گے اور اتفاقاً حاجت بھی پوری ہو جاتی ہے...... روایت میں آیا ہے کہ قحط سالی کے دوران ایک شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ کی قبر پر جا کر شکایت کرنے لگا اور پھر خواب میں آنحضرت کی زیارت کی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ عمر کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ لوگوں کے ہمراہ نماز استسقاء کیلئے شہر سے باہر جائیں (ویسا ہی کیا تو باران رحمت نازل ہوگئی''. اس طرح کے مسائل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متوسلوں سے بھی انجام پا سکتے ہیں اور مجھے خود بھی ایسے امور کا علم ہے بہت سے موارد میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر افراد سے درخواست کرنا حاجت کے پورا ہونے کا سبب بن سکتا ہے لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر افراد کا ان درخواست کرنے والوں کو جواب دینا اس درخواست کے مستحب ہونے کی دلیل نہیں بنتا کیونکہ درخواست کرنے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اس قدر حاجتمند ہیں کہ اگر ان کو جواب نہ ملے تو یہ ان کے ایمان پر اثر انداز ہو سکتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت کے زمانہ میں بھی درخواست کرنے والوں کی حالت یوں ہی تھی بعض قبروں پر سال کے خاص ایام صفر یا عاشورہ وغیرہ میں اجتماعات ہوتے ہیں اور لوگ مختلف شہروں سے وہاں پہ جاتے ہیں جس طرح سال کے خاص ایام میں عرفہ اور مشعر میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ بعض لوگ مصلے اٹھاتے ہیں ہم

Marfat.com

فلاں وفلاں قبر کا حج بجالانا چاہتے ہیں۔

یہ اعمال جوان قبروں کے پاس انجام پاتے ہیں بعینہ وہی چیز ہیں جس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے. امام احمد بن حنبل نے اسے قبیح جانا اور فرمایا: لوگوں نے اس میں افراط سے کام لیا اور امام احمد نے ان اعمال کی طرف اشارہ کیا جو حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس انجام دیئے جاتے ہیں. شیخ آگے چل کر کہتے ہیں: ''مصر میں نفیسہ خاتون کی قبر یا دیگر کی قبریں اور اس طرح عراق میں اس قبر پر جسے قبر علیؑ وحسینؑ کہا جاتا ہے اور اسی طرح اسلامی سرزمین میں بہت سی ایسی قبور ہیں جنھیں شمار کیا جاسکتا ہے ان پر جو اعمال انجام دیئے جاتے ہیں وہ سارے کے سارے نہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل ہیں اور منکر محسوب ہوتے ہیں''

اے بندگان خدا! شیخ کے اقوال میں دقت کریں اور دیکھیں کہ کتنے مقامات پر انہوں نے کنارہ گیری اختیار کی ہے. جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تم نے اسکی عبارت سے جو مفھوم لیا ہے وہ کاملاً نادرست ہے

مطلب کو واضح کرنے کیلیئے ہم ان مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

(الف) مکانوں، چشموں، درختوں اور غاروں کیلیئے نذر کرنے کے بارے فرمایا: ''یہ منکرات ہیں اور ان پر عمل نہیں کرنا چاہیے'' شیخ نے یہ نہیں کہا کہ نذر کرنے والا کافر و مرتد ہے اور اس کا مال وجان مباح ہے جبکہ تم یہ کہتے ہو۔

(ب) عبارت کا یہ حصہ: ''بعض لوگ دسروں کو نذر کرنے اور اسکی طرف رغبت دلانے کی تشویق کرتے ہیں ایسے افراد گمراہ ہیں لیکن انہیں تکفیر نہیں کیا جائیگا جبکہ تم کرتے ہو۔

Marfat.com

(ج) عبارت کا یہ حصہ: ''یہ مکان، قبریں اور اس طرح کے اعمال قدیم ہی سے اسلامی سرزمینوں میں فراوان تھے'' نہ اس نے اور نہ ہی دیگر علماء نے ان سرزمینوں کو سرزمین کفر قرار دیا ہے جبکہ تم ایسا کرتے ہو۔

(د) اہل قبور سے درخواست کرنے کو جو کہ بہت زیادہ ہے حرام قرار دیا ہے بلکہ خطائے مجتہدین، مقلد اور جاہل کو قابل عفو وبخشش جانا ہے جبکہ تم ایسے افراد کو کفار قریش سے بھی بدتر جانتے ہو جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلاتے تھے۔

(ن) ''کیا یہ اعمال مشروعیت الٰہی نہیں رکھتے''۔

جبکہ تم کہتے ہو کہ یہ اعمال کفر واجبی ہیں اور یہود ونصاریٰ بھی اس حکم سے آگاہ ہیں اور جو ایسے افراد کو تکفیر نہ کرے وہ خود بھی کافر ہے، اے بندگان خدا بیدار ہو جاؤ!۔

(و) پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے افراد کے حاجتمندوں کے جواب دینے کے بارے کہا ہے: اگر جواب نہ پائیں تو ان کے ایمان کو ضرر پہنچ سکتا ہے تو شیخ نے ایسے افراد کو صاحب ایمان جانا ہے اور ان کی درخواست کے جواب کو خداوند متعال کی جانب سے رحمت سمجھا ہے جو ان کے ایمان کی حفاظت کی خاطر ہے۔

جبکہ تم ایسا عمل کرنے والے شخص کو کافر اور جو اسے تکفیر نہ کرے اسے بھی کافر سمجھتے ہو!

(ھ) ایسے اعمال صحابہ کے دور میں بھی موجود تھے جیسا کہ اس شخص نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قحط سالی کی شکایت کی اور پھر آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ عمر کے پاس جانے کا حکم فرمایا۔

ابن تیمیہ نے یہ نقل نہیں کیا کہ عمر نے اس کے عمل کو منکر سمجھا ہو، جبکہ تم اس جیسے شخص

Marfat.com

کو کافر سمجھتے ہو۔

(ی) ایسے اعمال امام احمد بن حنبل کے زمانہ سے بھی پہلے موجود تھے اور بزرگ پیشواؤں نے انہیں قبیح جانا ہے، باوجود اسکے کہ یہ اعمال تمام اسلامی سرزمینوں میں مروج تھے لیکن پیشوایان اسلام میں سے کسی ایک سے نقل نہیں ہوا کہ انہوں نے لوگوں کو ان اعمال کی وجہ سے تکفیر کیا ہو یا انہیں مرتد جانا ہو، ان کی سرزمین کو سرزمین شرک و جنگ قرار دے کر ان سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا ہو۔

یہ وہ باتیں ہیں جو تم کہتے ہو! یہاں تک کہ جو ان موارد میں تکفیر کو جائز نہ سمجھے اسے بھی کافر کہتے ہو۔

کیا واقعاً خیال کرتے ہو کہ یہ اعمال وہی واسطے ہیں جنھیں ابن تیمیہ نے اپنی عبارت میں بیان کیا؟

پیشوایان اسلام سے لیکر آج تک آٹھ سو سال گذر چکے ہیں لیکن علمائے اسلام میں سے ایک عالم نے بھی ان اعمال کو کفر نہیں جانا۔ اور کوئی عاقل ایسا گمان بھی نہیں کر سکتا۔

خدا کی قسم! تمھارے کلام سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے بعد تمام امت اسلامی چاہے علماء ہوں یا حکام و عوام سب کافر و مرتد ہوں۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون) خدا سے پناہ چاہتا ہوں، خدا سے پناہ چاہتا ہوں خدا سے پناہ چاہتا ہوں۔

کیا تم بھی یہ کہتے ہو جیسا کہ تم میں سے بعض نے کہا کہ تمھارے سوا حجت تمام نہیں ہوتی؟ اور سلف نے اسلام کو نہیں پہچانا؟ اے بندگان خدا بیدار ہو جاؤ!

ہم نے ابن تیمیہ کی عبارت کو نقل کر کے واضح کر دیا کہ ان اعمال کو شرک اکبر سمجھنا جیسا کہ تم سمجھتے ہو نادرست ہے۔ جیسا کہ شیخ کی عبارت ''جو کوئی خدا اور اپنے درمیان واسطہ

Marfat.com

قرار دے'' سے جو کچھ تم نے سمجھا ہے وہ غلط و نا درست ہے۔

خداوند متعال ہمیں اور آپکو گمراہی سے نجات دے۔

Marfat.com

افکار وہابیت کے باطل ہونے کے دلائل

پہلی دلیل

جو ادلہ تمھارے افکار کے باطل ہونے کو روشن کررہی ہیں ان میں ایک مسلم (۱) کی وہ روایت ہے جسے اس نے ثوبان کے ذریعہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''خداوند متعال نے پوری زمین کو میرے سامنے رکھا میں نے اس کے شرق وغرب کا مشاہدہ کیا اور دیکھا کہ مستقبل میں میری امت اس پر حکمرانی کریگی مجھے سرخ وسفید دو خزانے عطا کئے گے .میں نے خداوند متعال سے التماس کی کہ میری امت کو قحط سالی کے ذریعہ نابود نہ کرنا اور نہ ہی ان کی نابودی کیلئے ان پر ایسا دشمن مسلط کرنا جو ان میں سے نہ ہو تو خداوند متعال نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میں کوئی حکم صادر کردیتا ہوں تو پھر وہ قطعی ہو جاتا ہے اور اس میں بازگشت نہیں ہوتی لیکن تیری امت کے بارے میں تجھ پر یہ احسان کرونگا کہ نہ تو انہیں قحط سالی سے نابود کروں اور نہ ہی ان پر کسی بیگانے دشمن کو مسلط کروں بلکہ یوں ہوگا کہ انہی میں سے ایک گروہ دوسرے کو نابود کرے گا اور ایک گروہ دوسرے کو قیدی بنائے گا اور جب تک زمین ان کے اختیار میں رہے گی تب تک یہ سلسلہ رہے گا''۔(۲)

۱۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری محدثین اہل سنت میں سے ہے اسکی کتاب صحیح مسلم ہے جو صحاح ستہ میں سے ایک اور اہل سنت کے نزدیک معتبر ترین منبع حدیث شمار ہوتی ہے اس نے (۲۶۱ ق) میں وفات پائی۔

۲۔ صحیح مسلم ۴: ۲۲۱۵، کتاب الفتن، ح ۲۸۸۹.

Marfat.com

یہ روایت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ خداوند متعال اس امت پر کسی بیگانے دشمن کو مسلط نہیں کریگا بلکہ اسی امت کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر مسلط ہوگا اور عام و خاص کیلئے واضح ہے کہ جن اعمال کی وجہ سے تم دوسروں کو تکفیر کر رہے ہو یہ اعمال اسلامی سرزمین میں سات سو سال سے زیادہ عرصہ سے مرسوم ہیں اگر یہ اعمال بتوں کی پرستش یا واسطے قرار دینا ہوتا، تو ان سرزمینوں پر زندگی بسر کرنے والے کافر ہوتے اور جو ان کو کافر نہ جانتا وہ بھی کافر ہوتا جیسا کہ تمھارا نظریہ ہے لیکن ان اعمال کے اسقدر آشکار ہونے کے باوجود علماء وحکام نے ان افراد کو نہ تو تکفیر کیا اور نہ ہی مرتد قرار دیا۔ بلکہ ابن تیمیہ کے بقول تو مسئلہ اسقدر وسیع تھا کہ بہت سے لوگوں کی خوراک بھی یہی حرام نذریں تھیں اور لوگ حج سے بڑھ کر ان زیارتی مقامات پر جاتے۔ ہاں اگر جرأت رکھتے ہو تو علماء یا حکام میں سے کسی ایک فرد کا نام تو بتاؤ جس نے تمھاری طرح کا نظریہ پیش کیا ہو؟

اگر وہ لوگ کافر تھے اور علماء و حکام نے انہیں تکفیر نہ کیا بلکہ مسلمان سمجھا، تو پھر کہنا چاہیے کہ علماء و حکام بھی کافر تھے اسلئے کہ جو بھی مشرکین کو جو خدا کے علاوہ معبود بناتے ہیں تکفیر نہ کرے وہ کافر ہے اور پھر نتیجہ یہ نکلے گا کہ مندرجہ بالا حدیث کے برعکس کافروں کا ایک گروہ اس امت کے امور پر مسلط رہا ہو۔

خداوند متعال ہی توفیق دینے والا اور صاحب اختیار ہے۔

اگر تم کہو کہ "برقانی" میں اس روایت میں اس جملہ کا اضافہ ہے "مجھے اپنی امت کے بارے گمراہ کنندہ اماموں کا خوف ہے۔

اور اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک میری امت کا ایک گروہ مشرکین سے ملحق نہ ہو جائے اور ایک گروہ بتوں کی پرستش کرنے لگے میری امت میں تیس کذاب

Marfat.com

آئیں گے جو دعوائے نبوت کریں گے جبکہ خدا کا آخری نبی میں ہوں اور میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہ آئے گا میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور قیامت تک دشمن اسے نقصان نہ پہنچا پائے گا''۔

تو جواب میں کہیں گے:

اتفاقاً معاملہ برعکس ہے، اور روایت کا یہ حصہ بھی تمھارے نقصان میں ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک وکفر سے خوف کا اظہار نہیں فرمارہے بلکہ گمراہ کنندہ اماموں سے ڈر رہے جیسا کہ یوں ہی تھا اور اب بھی ہے۔ اگر یہ امام کافر ہوتے تو آنحضرت یہ آرزو کرتے کہ ایک گروہ آگے بڑھے اور انہیں نابود کردے۔

روایت کے اس حصہ میں جو مطالب ذکر ہوئے وہ سب محقق ہوچکے اور انھیں آنحضرت کی نبوت کی علامات بھی قرار دے سکتے ہیں۔ اور آنحضرت کا یہ فرمانا کہ: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا'' یہ اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ یہ اعمال جو تمام اسلامی سرزمینوں میں مروج ہیں بت پرستی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو وہ گروہ جو حق پر ہے ان سے جنگ کرتا جبکہ تم سے پہلے اس امت کے کسی فرد نے ان مسائل کے سبب نہ تو جنگ کی اور نہ ہی لوگوں کو تکفیر کیا۔

اگر کوئی ایسا فرد ہے تو بتلاؤ لیکن کیسے ممکن ہے؟

اور یہ تمام مطالب آنے والی روایت سے روشن ہوجائیں گے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

دوسری دلیل

ان ادلّہ میں سے جو تمھارے لوگوں کو تکفیر کرنے کے افکار کے باطل ہونے کو واضح کر رہیں ایک یہ روایت ہے جسے بخاری نے معاویہ بن ابی سفیان سے اپنی صحیح میں نقل کیا وہ کہتا ہے میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

''خدا جس سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی معرفت عطا فرماتا ہے میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا اللہ ہے اور اس امت کا معاملہ ہمیشہ درست رہے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو۔(۱)

یہ اعمال قدیم سے ہی اس امت میں مروج ہیں جبکہ رسولخدا فرما رہے ہیں: اس امت کے اعمال قیامت تک صحیح رہیں گے۔

اگر یہ اعمال بت پرستی تھے تو امر امت مستقیم نہ رہا بلکہ برعکس ہو گیا اور ان کی سرزمین، سرزمین کفر تھی اس لئے کہ اس میں اعلانیہ طور پر بت پرستی کی جاتی تھی یہ عمل باعث استقامت بن گیا؟! مطلب بالکل واضح ہے۔

اگرچہ روایت صحیح کے اندر بعض ایسے مطالب موجود ہیں جو اس سابقہ مطلب سے کاملاً منافات رکھتے ہیں جیسا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی سابقہ امتوں والے کام انجام دو گے'' یا یہ کہ فرمایا: ''یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی جن میں سے ایک فرقہ کے علاوہ باقی سب جہنمی ہوں گے۔''

تو جواب وہی ہے جو علماء نے بیان فرمایا کہ ان مطالب کے اندر کسی قسم کا تضاد

۱۔ صحیح مسلم ۳: ۱۵۲۴، کتاب الاعتصام، ح ۲۱-۲

Marfat.com

موجود نہیں ہے اس لئے کہ یہ سب فرقے مسلمان ہیں نہ کافر. ہاں مگر جو دل سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکذیب کرتے ہیں وہ منافق شمار ہونگے۔

اور یہ جو فرمایا: ''جہنمی ہوں گے'' یہ ایک طرح کی تنبیہ ہے جس طرح گناہ کبیرہ مانند قتل، یتیم کا مال کھانا اور سود کے انجام دینے والے کو کیجاتی ہے نہ کہ انکے کفر کی دلیل ہے۔

تمام علماء کا نظریہ یہ ہے کہ نجات یافتہ فرقہ وہی ہے جو ہر طرح کی بدعتوں سے محفوظ اور ہدایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کر رہا ہو۔

البتہ وہ روایت کہ: ''تم سابقہ امتوں والے کام انجام دو گے'' اس بارے میں ابن تیمیہ کا قول نقل کرتا ہوں: یہ مطلب تمام امت کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ بصورت متواتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ: ''اس امت میں سے ایک گروہ قیامت تک حق پر رہے گا'' اور یہ کہ: ''امت گمراہی پر اتفاق نہ کرے گی'' یا اسی طرح ''ہرگز میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی'' یا یہ کہ ''ہمیشہ میری امت میں ایک فرد ایسا ہوگا جو لوگوں کو اطاعت خدا کی دعوت دے گا''۔

بنابرایں معلوم ہوگیا کہ اس امت میں ایک گروہ حقیقی اسلام کا پابند ہے اور ایک گروہ آئین یہود کی طرف مائل ہے اور دوسرا دین مسیحیت کی طرف جھکاؤ رکھتا ہے۔

اگرچہ ہر طرح کے انحراف کی وجہ سے لوگوں کو تکفیر نہیں کیا جا سکتا بلکہ بسا اوقات فاسق بھی نہیں ہیں''۔

اور پھر ابن تیمیہ کہتا ہے: ''بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت لوگ جاہلیت کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن آپ کی بعثت کے بعد اس قدر عام جاہلیت باقی نہ رہی، اسی لئے آنحضرتؐ کی امت کا ایک گروہ قیامت تک حقیقی مسلمان رہے گا۔

Marfat.com

ہاں البتہ جاہلیت نسبی بعض اسلامی سرزمینوں یا بعض افراد میں ممکن ہے موجود ہو، جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روایت میں فرمایا: ''میری امت کے چار کام جاہلیت والے ہیں'' اس بناء پر آئین جاہلیت قیامت تک پلٹ کر نہ آئے گا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ دین اسلام تمام اسلامی سرزمینوں کے اندر موجود ہے اور تمام فرقے مسلمان ہیں جبکہ حق بطور کامل تمھارے افکار کے مخالف ہے۔ اگر تمھارے افکار صحیح ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آٹھ سو سال پہلے سے آج تک روئے زمین پر تمھارے سوا کوئی مسلمان رہا ہی نہیں ہے!

اور تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ نجات یافتہ فرقہ کے اوصاف جو کلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ذکر ہوئے اور علماء نے بیان کئے، ان میں سے ایک صفت بھی تمھارے اندر موجود نہیں!

Marfat.com

تیسری دلیل

وہ ادلہ جو تمھارے افکار کے باطل ہونے کو ثابت کررہی ہیں ان میں سے ایک یہ روایت ہے جسے بیہقی، ابن عدی اور دیگران نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ''ہر زمانے میں کچھ عادل لوگ ہیں جو علم دین حاصل کرتے ہیں اور دین کو غالیوں کی تحریف، دشمنوں کے انحراف اور نادانوں کی تاویل سے محفوظ رکھتے ہیں''(۱)۔

کتاب ''آداب'' میں آیا ہے کہ: ''احمد بن حنبل سے اس حدیث کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے''۔

ابن قیم کہتا ہے: ''یہ حدیث مختلف صورتوں میں وارد ہوئی ہے کہ جو مجموعی طور پر قابل اعتماد ہے''. اس حدیث مبارکہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علماء کو عادل سے تعبیر فرمایا ہے اور ہم بارہا کہہ چکے کہ یہ اعمال جن کی وجہ سے تم لوگوں کو کافر قرار دیتے ہو سات سو سال سے موجود ہیں اور ابن قیم کے مطابق تمام اماکن میں منتشر ہو چکے اور ہر علاقہ میں کچھ نہ کچھ لوگ ان اعمال کو انجام دیتے ہیں؛ لیکن نہ خود اس نے اور نہ اس سے پہلے یا بعد والے علماء نے ان کو کافر ومشرک قرار دیا اور نہ ہی ان کی سرزمین کو سرزمین کفار قرار دے کر ان سے جنگ کی، جبکہ وہ علماء عادل اور دین کو انحرافات سے بچانے والے ہیں یہ انحرافات اس قدر زیادہ تھے کہ ابن قیم کہتا ہے: ''کتنے کم ہیں ان اعمال کو ترک کرنے والے اور کتنے کم ہیں جو ان اعمال کی مخالفت کرنے والوں سے دشمنی نہ رکھتے ہو!''۔

یعنی امت کے اکثر افراد ان اعمال کو انجام دیتے ہیں اور جو خود انجام نہیں دیتے وہ

۱۔ کنز العمال ح ۲۸۹۱۸۔

Marfat.com

ان اعمال کی مخالفت کرنے والوں سے دشمنی رکھتے ہیں. اگر تمھارے افکار درست ہوں کہ ۔نعوذ باللہ۔ پوری امت شرک اکبر میں مبتلا ہو چکی تھی تو یہ حدیث اور اس سے پہلے اور بعد والی احادیث تو اس کی نفی کر رہی ہیں. جو شخص توفیق رکھتا ہو اس کے لئے یہ مطلب بالکل واضح وروشن ہے۔ والحمدللہ۔

وہ ادلہ جو تمھارے افکار کے باطل ہونے پر دلالت کر رہی ہیں ان میں سے ایک یہ روایت ہے جو صحیحین میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے نقل ہوئی کہ آپؐ نے فرمایا:

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور دشمن قیامت تک انھیں گزند نہ پہنچا سکے گا''(۱)۔

ابن تیمیہ اس حدیث کے بارے میں کہتا ہے: ''جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اس امت کے اندر ہمیشہ ایک گروہ منصور ہے جو علم و شمشیر سے مدد لیتے ہوئے کامیاب ہوتا ہے اور وہ مصیبتیں جو بنی اسرائیل اور دوسری امتوں کو درپیش آتیں کہ دشمنوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتے، اس امت کو درپیش نہ آئیں گی. اگر ایک طرف سے شکست کھا جائیں تو دوسری طرف فاتح قرار پائے گی. ہرگز تمام امت پر دشمن مسلط نہ ہوگا. البتہ ان کے درمیان اختلاف وفتنہ ایجاد ہوگا اور وہ گروہ اہل سنت ہے جیسا کہ واضح ہے اور یہ روایت انھیں کے بارے میں ہے''۔

یہ روایت اس گروہ کے اوصاف کو یوں بیان کرتی ہے: وہ آشکار ہیں نہ کہ پنہاں فاتح ہیں نہ کہ شکست خوردہ، اسلامی ملتیں کبھی بھی ان سے خالی نہیں، دشمن ان پر غالب

۱۔ صحیح مسلم ۳: ۲۰۲، کتاب الامارۃ، ح ۲۳۰.

Marfat.com

نہیں آیا، جب یوں ہے تو پھر کیسے آپ کے افکار کو قبول کیا جا سکتا ہے، درحالانکہ سات سو سال سے بھی زیادہ عرصہ سے اسلامی مملکتیں ان اعمال سے پر ہیں؟

کسی بھی زمانہ میں نہ تو کسی نے تمھاری طرح کا رویہ اپنایا اور نہ ہی ایسا نظریہ بیان کیا. تمھارے پاس علی (علیہ السلام) کے غالیوں اور صدیق کے مرتدوں کے قتل کرنے کے قصہ کے علاوہ کوئی اور دلیل نہیں (جبکہ اس کا جواب بھی دے چکے). خلاصہ جو شخص بھی ذرہ سی دینی معلومات رکھتا ہو، سمجھ سکتا ہے کہ ان واقعات سے تمھارا یہ نتیجہ نکالنا مضحکہ خیز ہے اور اشتباہ کے رفع ہونے پر خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔

خدا کی قسم! یہی روایت تمھارے افکار کے باطل ہونے پر کافی ہے البتہ سننے والے کان ہوں تو! خداوند متعال سے ملتمس ہوں کہ تمھیں ہلاکت سے نجات دے۔

انه جواد کریم.

Marfat.com

چوتھی دلیل

تمھارے افکار کے باطل ہونے پر ایک اور دلیل یہ روایت ہے جسے صحیحین میں ابوہریرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کفر کی جڑیں مشرق میں ہونگی" اور ایک دوسری نقل کے مطابق: "ایمان یمن میں ہے اور فتنہ یہاں (نجد) سے کہ شیطان کی شاخ یہاں سے ظاہر ہوگی" (۱)۔

اسی طرح صحیحین میں ابن عمرؓ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے مشرق کی طرف رخ کر کے فرمایا: "فتنہ یہاں سے ظاہر ہوگا"۔

اور بخاری نے روایت مرفوعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "خداوند ہمارے شام اور یمن میں ہمیں برکت دے، خداوند ہمارے شام اور یمن میں برکت دے" لوگ کہنے لگے: اور ہمارے نجد میں بھی! فرمایا وہاں پہ زلزلے اور فتنے برپا ہوں گے اور شیطان کی شاخ وہاں سے پھوٹے گی!" (۳)۔

احمد بن حنبل نے بھی روایت مرفوعہ میں ابن عمرؓ کے واسطے سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "خدایا ہمارے شہر مدینہ میں برکت دے، ہمارے صاع اور مد میں ہمیں برکت دے اور ہمارے یمن اور شام میں برکت عطا کر" اور پھ

۱۔ صحیح مسلم ۴: ۲۲۲۹، کتاب الفتن، ح ۵۹-۲۔ یہی روایت ابن عمر نے تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل کی ہے۔

۲۔ صحیح مسلم ۴: ۲۲۲۹، کتاب الفتن، ح ۶۰-۲۔

۳۔ صحیح بخاری ۴: ۲۷۷، کتاب الفتن، ح ۱-۱۹

Marfat.com

مشرق کی طرف رخ کر کے فرمایا: یہاں سے شیطان کی شاخ ظاہر ہوگی اور یہاں سے زلزلے اور فتنے ظاہر ہوں گے!''۔

میں گواہی دیتا ہوں رسول خداﷺ نے درست فرمایا. آپ، آپ کے خاندان اور آپ کے تمام اصحاب پر درود وسلام ہو. امانت الٰہی کو حقیقتاً ادا کیا اور رسالت کو انجام تک پہنچایا۔

ابن تیمیہ کہتا ہے: ''مسیلمہ کذاب مشرق سے اُٹھا اور دعوائے نبوت کیا، ایک گروہ نے اس کی پیروی کی. ابوبکر صدیق خلیفۂ پیغمبرﷺ نے ان سے جنگ کی اور پیغمبرؐ کے بعد یہ سب سے پہلا حادثہ تھا جو پیش آیا''۔

یہ روایت چند ایک اعتبار سے ہمارے دعوی پر دلالت کر رہی ہے کہ جن میں سے کچھ کی طرف ہم اشارہ کر رہے ہیں۔

پہلا یہ کہ پیغمبرﷺ نے بارہا فرمایا کہ ایمان یمن سے اور فتنہ شرق سے ظاہر ہوگا. دوسرا یہ کہ پیغمبرﷺ نے کئی بار حجاز اور اہل حجاز کے لئے دعا فرمائی لیکن اہل شرق کے لئے دعا کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ وہ فتنوں کا گڑھ ہے. تیسرا یہ کہ آنحضرتﷺ کے بعد سب سے پہلا فتنہ ہماری سرزمین سے ہی ایجاد ہوا (1)۔

ان اعمال کی وجہ سے تم لوگوں کو کافر قرار دیتے ہو اور جو ان کو کافر نہ جانے اسے بھی کافر گردانتے ہو، جبکہ یہ اعمال مکہ، مدینہ، یمن اور کئی دوسرے علاقوں میں سالہا سال سے مرسوم ہیں. ہماری سرزمین تو وہ ہے کہ سب سے پہلا فتنہ یہاں سے ایجاد ہوا اور بطور کلی چاہے عصر

۱۔ صحیح بخاری ۳: ۲۷۷، کتاب الفتن، ح ۱۹۷

(۲) مؤلف کتاب کا تعلق نجد سے ہے جہاں سے وہابیت نے اپنے مذہب کی تبلیغ کا آغاز کیا۔

Marfat.com

عصرِ قدیم ہو یا عصرِ حاضر جس قدر یہاں سے فتنے ظاہر ہوئے اس قدر کہیں اور سے نہیں!

اب تم یہ سمجھتے ہو کہ تمام لوگوں پر تمھارے افکار کی پیروی کرنا واجب ہے اور جن لوگوں نے تمھاری پیروی تو کی لیکن ان افکار کو اپنے علاقہ میں آشکار کرنے پر قادر نہیں یعنی اپنے اہل وطن کو تکفیر نہیں کر سکتے تو ان پر واجب ہے کہ تمھارے شہر کی طرف ہجرت کریں۔ اس لئے کہ تمھارے عقیدے کے مطابق تم ہی نجات یافتہ فرقہ ہو۔

جبکہ یہ حدیث پیغمبر ﷺ کی مخالفت ہے اس لئے کہ خداوند متعال نے پیغمبر ﷺ کو قیامت کے تک ہونے والے حوادث سے مطلع کیا اور آپؐ نے اسی بناء پر حوادث امت کو بیان کیا ہے۔

اگر پیغمبر کو معلوم ہوتا کہ سرزمین شرق خصوصاً نجد جو کہ مسیلمہ کا علاقہ ہے بعد میں سرزمین ایمان قرار پائے گی اور نجات یافتہ فرقہ وہاں سے ہوگا، ایمان وہاں پہ آشکار ہوگا جبکہ باقی سرزمینوں میں پنہاں۔ حرمین شریفین اور یمن آئندہ سرزمین کفر میں تبدیل ہو جائیں گے، وہاں پہ بتوں کی پرستش ہوگی اور وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہو جائیگا، تو لوگوں کو ان امور سے آگاہ کرتے اور اہل شرق خصوصاً اہل نجد کیلئے دعا فرماتے اور اہل حرمین شریفین واہل یمن کے حق میں بددعا فرماتے اور ان سے اظہار بیزاری فرماتے۔

لیکن چونکہ معاملہ بالکل برعکس تھا لہذا آپؐ نے فرمایا کہ شرق اور خصوصاً نجد سے شیطان کی شاخ ظاہر ہوگی اور وہیں سے فتنہ ایجاد ہوگا۔

جبکہ آج تم ان لوگوں کو کافر قرار دے رہے جن کے حق میں پیغمبر ﷺ نے دعا فرمائی، اور وہ سرزمین جس کے لئے دعا کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ شاخ شیطان اور

Marfat.com

فتنے وہاں سے ظاہر ہوں گے، اُسے سرزمین ایمان قرار دیتے ہو اور اُسکی طرف ہجرت کرنے کو واجب سمجھتے ہو۔

Marfat.com

پانچویں دلیل

تمہارے افکار کے باطل ہونے پر مزید دلیل یہ روایت ہے جسے صحیحین میں عقبہ بن عامر سے نقل کیا گیا ہے کہ پیغمبر ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

''مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن اس بات کا خوف ہے کہ دنیا دار بن جاؤ اور سابقہ اُمتوں کے مانند ہلاک ہو جاؤ'' عقبہ کہتا ہے کہ یہ آخری موقع تھا کہ پیغمبر ﷺ منبر پر تشریف لے گئے (۱)۔

پیغمبر ﷺ نے قیامت تک اس امت کو درپیش آنے والے اتفاقات کی خبر دی ہے اس روایت میں بیان فرمایا کہ امت کے بت پرست ہونے کا خوف نہیں اور جس چیز کا خوف تھا اس سے آگاہ فرما دیا۔

جبکہ تم کہتے ہو کہ وہی چیز درپیش آئی جس کا پیغمبر ﷺ کو خوف نہ تھا اس لئے کہ امت بت پرست بن گئی اور ان کی سرزمین بتوں سے بھر گئی۔

اور عجیب یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ جو ان افراد کو تکفیر نہ کرے وہ کافر ہے جبکہ واضح ہے کہ تمام مسلمان ان اعمال کے انجام دینے والوں پر احکام اسلام کو جاری کرتے ہیں پس تمہارے نزدیک تمہاری سرزمین کے علاوہ باقی تمام سرزمینیں سرزمین کفر ہیں۔

اس سے عجیب یہ کہ یہ اسلام بیس سال پہلے تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوا جبکہ اس سے پہلے اس کا وجود تک نہ تھا! بنا برایں اس حدیث سے بھی تمہارے افکار کا باطل ہونا ثابت ہو گیا ہے والحمد للہ رب العالمین۔

۱۔ صحیح بخاری ۳: ۵۱۳، کتاب المغازی ح ۳۱۱۲۔

Marfat.com

اگر کہو: کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

''بزرگترین چیز جس کی وجہ سے میں اپنی امت کے بارے میں ڈر رہا ہوں، شرک ہے'' اس بناء پر ہماری رائے درست ہے۔

تو جواب میں کہیں گے کہ ہاں یہ روایت درست ہے اور اس میں کسی قسم کا منافات نہیں؛ البتہ اس حدیث اور اس کی مشابہ باقی احادیث میں شرک سے مراد شرکِ اصغر ہے، جیسا کہ شداد بن اوس، ابو ہریرہ اور محمود بن لبید کی روایات میں بیان ہوا ہے. اور ایسا ہی ہوا کہ شرک اصغر نے تمام جگہوں کو گھیر لیا جیسا کہ آنحضرتؐ دنیا طلبی پر جنگ اور فتنوں کے ایجاد ہونے پر ڈر رہے تھے ویسا ہی ہوا!

جبکہ تم شرک اصغر کو شرک اکبر سمجھتے ہو اور اسی کی وجہ سے مسلمانوں کو تکفیر کرتے ہو اور جو اس کی مخالفت کرے اُسے بھی تکفیر کرتے ہو۔

Marfat.com

چھٹی دلیل

تمھارے نظریات کے باطل ہونے پر مزید دلیل صحیح مسلم (۱) کی وہ روایت ہے کہ جسے جابر بن عبد اللہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں نماز گذار (مسلمان) اس کی پرستش کریں لیکن ان کے درمیان فتنہ برپا کرنے سے ناامید نہیں ہے۔

حاکم ابو یعلی اور بیہقی نے نقل کیا ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ ابن مسعود نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے آپ نے فرمایا: ''شیطان سرزمین عرب میں بتوں کی پرستش سے ناامید ہو چکا ہے اور اس سے کمتر گناہوں سے دل بہلائے ہوئے ہے''۔

امام احمد بن حنبل، حاکم اور ابن ماجہ نے شداد بن اوس سے نقل کیا ہے جبکہ امام احمد اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ شداد کہتا ہے: ''میں نے رسول خدا سے سنا آپ نے فرمایا: اپنی امت کے شرک انجام دینے سے ڈر رہا ہوں. میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کی امت آپ کے بعد مشرک ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں لیکن نہ یہ کہ سورج و چاند کی پرستش کرنے لگیں گے بلکہ اعمال میں ریاکاری کریں گے''۔

جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکے کہ خداوند متعال نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ... اپنے علم غیب سے مطلع کیا ہے اور قیامت تک اس امت کو پیش آنے والے مسائل سے آگاہ کیا ہے اسی بنا پر آنحضرت نے فرمایا کہ شیطان جزیرۃ العرب میں اس سے ناامید ہو چکا

(1) صحیح مسلم، کتاب صفة القیامة والجنة والنار۔

Marfat.com

ہے کہ نماز گذار اس کی پرستش کریں. ابن مسعود والی روایت میں فرمایا: شیطان سرزمین عرب میں بتوں کی پرستش سے ناامید ہو چکا ہے اور شداد والی روایت میں فرمایا: وہ لوگ بتوں کی پرستش نہیں کریں گے۔

یہ سب تمھاری رائے کے مخالف ہے اس لئے کہ عراق میں علی وحسین رضی اللہ عنہما کے مزار ہیں اور بصرہ، اس کے اطراف، پورا یمن اور حجاز یہ سب سرزمین عرب ہے جبکہ تم کہتے ہو ان تمام جگہوں میں شیطان اور بتوں کی پرستش ہوئی ہے اور وہاں کے تمام لوگ کافر ہیں. لہذا یہ احادیث بھی تمھارے افکار کے باطل ہونے کو ثابت کر رہی ہیں. کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ زمانہ ارتداد میں سرزمین عرب میں شرک پایا گیا ہے اس لئے کہ وہ شرک بہت کم مدت کیلئے تھا جس کی پرواہ نہیں کی جا سکتی؛ اور یہ ویسا ہی ہے کہ ایک یا دو آدمی سرزمین عرب میں آئیں اور مخفیانہ طور پر غیر خدا کی پرستش کرنے لگیں. البتہ یہ اعمال جن کو شرک اکبر تصور کر رہے ہو صدیوں سے سرزمین عرب میں موجود ہیں۔

اگر یہ اعمال شرک ہوتے تو فرقۂ ناجیہ ان کی مخالفت اور ان اعمال کی پیروی کرنے والوں سے جنگ کرتا. اور اگر تم یہود ونصاریٰ کے قول سے استناد کرو کہ وہ ان اعمال کو بت پرستی سمجھتے ہیں تو جواب میں کہیں گے کہ یہ تہمت سے بڑھ کر کچھ اور نہیں، اس لئے کہ وہ اپنے انحراف اور غلو وحسد کی بناء پر یوں کہتے ہیں. خداوند متعال انھیں رسوا اور اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب قرار دے گا:

﴿''هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ

Marfat.com

كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ‘‘۞(۱)

ترجمہ: وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

خدا کی قسم! فتنۂ شہوات اور ظلم کرنا۔ جو کہ اسلام کے خلاف اور اس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ فتنۂ شبہات سے کئی گنا کمتر ہے کہ جس کے ذریعہ لوگوں کو دین سے گمراہ کیا جاتا ہے اور تم اس دوسرے میں مبتلا ہو اس لئے کہ جو افراد شبہات میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اس آیت شریفہ کا مصداق ہیں:

۞’’قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا‘‘۞(۲)

ترجمہ: جو اپنے اعمال میں بدترین خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش زندگانی دنیا میں بہک گئی ہے اور خیال کرتے ہیں کہ یہ اچھے اعمال انجام دے رہے ہیں۔

تمہارے عقیدے کے باطل ہونے پر مزید دلیل یہ روایت ہے جسے امام احمد بن حنبل، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن احوص سے نقل کیا ہے اور ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے عمر کہتا ہے:

’’حجۃ الوداع کے موقعہ پر میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا:

اسی طرح صحیح حاکم میں ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ شیطان تمہاری سرزمین سے ناامید ہو چکا ہے۔ یہاں اس کی پرستش کی جائے البتہ بعض چھوٹے چھوٹے اعمال میں

۱۔ توبہ: ۳۳۔

۲۔ کہف: ۱۰۳۔۱۰۴۔

Marfat.com

اُسکی پرستش ہوگی اور وہ اسی پہ خوش رہے گا''(۱)۔

صحیح حاکم میں ابن عباس سے نقل ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوادع کے موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''شیطان اس سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمھاری سرزمین میں اس کی پرستش کی جائے لیکن وہ اس پر راضی رہے گا کہ بعض اعمال جنھیں تم حقیر سمجھتے ہو ان میں اس کی اطاعت کرو؛ بنابرایں اے لوگو! ہوشیار رہنا تمھارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہو گے تو گمراہ نہ ہونے پاؤگے وہ کتاب خدا اور اس کے نبی کی سنت ہے(۲)''۔

اس صحیح روایت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان کے سرزمین مکہ میں اپنی پرستش سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ناامید ہونے کی خبر دی ہے.اور لفظ ''ہمیشہ'' کے ساتھ تاکید فرمادی تاکہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ یہ ناامیدی کچھ عرصہ کیلئے تھی۔

یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آپؐ خلاف واقع بیان نہیں فرماتے. چنانکہ یہ ایک بشارت ہے اور آنحضرتؐ حقیقت کے علاوہ بشارت نہیں دیتے۔

آپؐ نے لوگوں کو بت پرستی سے نہیں ڈرایا بلکہ چھوٹے اعمال میں شیطان کے داخل ہونے سے ڈرایا ہے۔

اور یہ اعمال جنھیں تم شرک اکبر جانتے ہو اور ان کے انجام دینے والے کو بت

۱۔مسند احمد۲: ۳۶۸، سنن ترمذی، ح ۲۱۵۹، سنن نسائی، ح ۱۱۲۱۳، ابن ماجہ، ح ۳۰۵۵۔
۲۔المستدرک علی الصحیحین ۱: ۹۳۔

Marfat.com

پرست کہتے ہو، سب سے زیادہ مکہ مشرفہ میں موجود ہیں! اہل مکہ چاہے حکام ہوں یا علماء و عام لوگ چھ سو سال سے زیادہ مدت سے ان پر عمل پیرا ہیں وہ تمہارے اس عقیدے کی وجہ سے تم سے دشمنی اور تمھیں لعن وطعن کرتے ہیں. ان کے علماء و حکام ان اعمال کے انجام دینے والے افراد پر احکام اسلامی کو اجراء کرتے ہیں. اگر تمہارا عقیدہ صحیح ہو تو پھر یہ سب کافر ہیں جبکہ یہ احادیث تمہارے عقیدے کو مکمل طور پر رد کر رہی ہیں۔

مطلب دیگر یہ کہ یہ احادیث جو صحیحین اور بقیہ کتب میں وارد ہوئی ہیں یہ سب فتح مکہ کے بعد آپؐ نے بیان فرمائیں ''اس کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے''(۱)۔

علماء بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ مکہ سے ہجرت کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس لئے کہ مکہ ہمیشہ خانہ ایمان ہے اور یہ تمہارے عقیدے کے خلاف ہے اس لئے کہ تم اب مکہ سے سرزمین ایمان جو تمہارا منطقہ ہے کی طرف ہجرت کرنا واجب سمجھتے ہو، وہ سرزمین کہ جسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرزمین فتنہ کا نام دیا ہے!

جو شخص توفیق الٰہی رکھتا ہو اور تعصب باطل سے محفوظ ہو اس کے لئے یہ مطالب بالکل روشن ہیں (وللہ المستعان و علیہ التکلان)۔

---

(1) صحیح بخاری ۳ کتاب الجہاد ص ۲۶۔ صحیح مسلم ۳ ، ۱۴۸۰ کتاب [illegible] ۱۲

Marfat.com

ساتویں دلیل

تمھارے عقیدہ کے باطل ہونے پر مزید دلیل یہ روایت ہے جسے صحیح مسلم میں عامر بن سعد سے نقل کیا گیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مدینہ ان لوگوں کے لئے بہت بہتر ہے! کاش یہ جانتے ہوتے کہ جو اس سے اعراض کر کے اور منہ موڑ کے چھوڑ دے گا اللہ تعالی اس سے زیادہ بہتر آدمی مدینہ میں اس کے بدلہ میں عطا فرمائے گا، اور جو کوئی اس کی بھوک پیاس، سختی اور مشقت پر صبر کرے گا میں قیامت کے روز اس کا شفیع (شفاعت کرنے والا) یا گواہ ہوں گا۔(۱)

اسی طرح مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی بھی مدینہ کی سختیوں پر صبر کرے گا میں روز قیامت اس کا شفیع ہوں گا۔(۲)

اور صحیحین میں جابر سے سند مرفوع کے ذریعہ نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے جو اپنے کوڑے اور خراب چیزوں کو باہر کر دیتی ہے۔(۳)

اسی طرح صحیحین میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

,,مدینہ کے ناکوں پر فرشتے مقرر ہیں جو طاعون اور دجال کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔(۴)

۱۔صحیح مسلم ۲: ۳۷۱، کتاب الحج، باب فضل المدینہ، ح۱۰۵۱

۲۔صحیح مسلم۲: ۳۸۱، کتاب الحج، باب فضل المدینہ ح۱۰۸۱۔

۳۔صحیح بخاری ح۲: ۳۸۳، کتاب الحج، باب فضل المدینہ، ح۱۰۸۸۔

۴۔صحیح بخاری ح۲: ۳۸۲، کتاب الحج، باب فضل المدینہ، ح۱۰۸۳۔

Marfat.com

اسی طرح صحیحین میں روایت انس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: دجال مکہ و مدینہ منورہ کے علاوہ تمام سرزمینوں میں جائے گا کیونکہ مدینہ میں کوئی ایسا ناکہ نہ ہوگا جس پر پا بر ہنہ فرشتے موجود نہ ہوں۔(۱)

اور پھر صحیحین میں ابو سعید کی روایت میں سند مرفوع کے ذریعے نقل ہوا ہے کہ: جو آدمی مدینہ والوں کو تکلیف دینے کا ارادہ کرے گا تو اللہ اس کو ایسا پگھلا دے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔(۲)

ترمذی شریف میں ابو ہریرہ سے بسند مرفوع نقل ہوا ہے کہ:

سب سے آخر میں نابود ہونے والی سرزمین مدینہ ہے۔(۳)

یہ روایات چند اعتبار سے ہمارے دعوی پر دلالت کر رہی ہیں جن میں سے فقط ایک کی طرف اشارہ کر رہے ہیں: ان روایات میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو مدینہ میں رہائش پذیر ہونے کی ترغیب دلائی ہے فرمایا: ''جو بھی وہاں پہ مرے.........'' یہ سب مطالب تمھارے عقیدہ کے خلاف ہیں اس لئے کہ تمھاری رائے کے مطابق یہ غیر آمیز اعمال مدینہ منورہ میں فراوان تھے اور ہیں، اور ان کا سابقہ چھ سو سال سے بھی زیادہ ہے لیکن اس شہر کے حکام اور علماء وہاں کے تمام لوگوں پر احکام اسلام کو جاری کرتے ہیں وہ سب تمھارے مکتب کے دشمن اور تمھیں اور تمھارے مکتب کو گالیاں دیتے ہیں!

۱۔ صحیح مسلم ۲: ۳۹۶، کتاب الحج، ح ۱۰۹۰۔

۲۔ صحیح مسلم ۲: ۳۸۲، کتاب الحج، ح ۱۰۹۱۔

۳۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، ح ۳۹۱۹۔

Marfat.com

تمھارے عقیدہ کے مطابق وہ سب کافر ہیں اور مسلمانوں پر وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے. وہاں پہ بڑے بڑے بتوں کی پرستش کی جاتی ہے لہذا وہاں کے لوگوں کیلئے تمھارے منطقہ میں آنا بہتر ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کی شفاعت نہیں کریں گے اس لئے کہ انھوں نے خدا کا شریک ٹھہرایا ہے؛ جبکہ یہ سب روایات تمھارے عقیدے کی نفی کررہی ہیں اور جو چیز مطلب کو روشن تر کررہی ہے وہ یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی بشارتوں میں سے ایک بشارت یہ تھی کہ آخرالزماں میں دجّال آئے گا لیکن مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا۔

دجّال وہ ہے جس کے فتنے سے بڑھ کر کوئی اور فتنہ نہیں اس لئے کہ وہ لوگوں کو غیر خدا کی پرستش کا حکم دے گا. اگر یہ اعمال جو تقریباً چھ سو سال سے مدینہ منورہ میں انجام دیئے جارہے، شرک تھے تو پھر کونسی ایسی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے دجّال اس میں داخل نہ ہوگا؟ وہ تو شرک کے علاوہ کچھ اور چاہتا نہیں تو یہ کیسی بشارت ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دی؟

اگر یہ سمجھ رہے ہوتے کہ کیا کہہ رہے ہو تو اگرچہ خدا سے شرم نہ ہی کرتے، لوگوں سے ضرور شرمسار ہوتے!

جو شخص بھی احادیث مبارکہ میں تھوڑی سی دقت کرے وہ اس سے بہتر تمھارے مطالب کے ضعف کو سمجھ سکتا ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے. خداوند متعال سے اپنے اور تمھارے لئے فتنوں سے محفوظ رہنے کی دعا کرتا ہوں۔

Marfat.com

آٹھویں دلیل

تمھارے عقیدہ کے باطل ہونے پر مزید دلیل یہ روایت ہے جسے صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا ہے: ''کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا: رات اور دن نہیں گذریں گے یہاں تک کہ لات اور عزیٰ کی دوبارہ عبادت کی جائے گی۔

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! میرا تو یہ گمان تھا کہ جب اللہ نے یہ آیت ''ھو الذی ارسل رسو له .بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله ولو کرہ المشرکون یعنی اللہ وہ ذات جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے سارے دینوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہو'' نازل فرمادی ہے تو یہ دین مکمل ہو چکا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: عنقریب ایسا ہی ہوگا جو اللہ کی مشیت میں ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ آدمی فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں بالکل خیر و بھلائی نہ ہوگی پھر وہ لوگ اپنے آباء واجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔(۱)

اسی طرح عمران بن حصین کے واسطے سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا یہاں تک کہ ان کا آخری فرد دجال سے جا لڑے گا۔''(۲)

۱۔ صحیح مسلم ۴: ۲۲۳۰، ۱۱۱۳، کتاب الفتن، ح ۲۲ -۲۔

۲۔ صحیح مسلم ۱: ۲۵۳، کتاب الایمان، ح ۲۹۵۔

Marfat.com

اسی طرح جابر بن سمرۃ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا: ''یہ دین قیامت تک قائم رہے گا اور اس کے قیام کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت روز قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔'' (۳)۔

اور عقبہ بن عامر سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ ؐ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم کی خاطر لڑتا رہے گا اور اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل رکھے گا...... یہاں تک کہ قیامت واقع ہو جائے۔

تو عبد اللہ نے کہا: اسی طرح ہے پھر اللہ تعالیٰ مشک کی خوشبو کی طرح کی ہوا بھیجے گا تو یہ ہوا نہ چھوڑے گی کسی ایسے شخص کو جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا بلکہ اسے ختم کر دے گی پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہو گی۔ (۴)

یہ معتبر روایات تمھارے ادعا کے باطل ہونے پر واضح ترین دلیل ہیں اس لئے کہ ان تمام روایات میں صراحتاً بیان کیا گیا ہے کہ اس اُمت میں بت پرستی فقط آخرالزمان میں اور وہ تمام مؤمنین کے اس دنیا سے اٹھائے جانے کے بعد ہو گی، جبکہ یہ تمھارے مدّعا کے خلاف ہے چونکہ تم کہتے ہو صدیوں سے اسلامی مملکتوں میں بت پرستی جاری ہے. اس کے علاوہ اگر اسلامی مملکتوں میں پہلے ہی سے بت پرستی موجود ہے تو پھر فتنۂ دجال کا مقصد کیا ہوا؟

۳۔ صحیح مسلم ۳: ۲۰۵، کتاب الامارۃ، ح ۴۳۳۔

۴۔ صحیح مسلم ۳: ۲۰۶، کتاب الامارۃ، ح ۴۳۷۔

Marfat.com

وہ لوگوں کو غیر خدا کی پرستش کی دعوت کرے گا جبکہ لوگ پہلے ہی سے اس پر عمل پیرا ہیں؟!

باوجود اس کے کہ تمام انبیاء اور اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو فتنۂ دجال سے ڈرایا ہے۔

اور اس گروہ کا کیا مقصد رہ جائے گا جو ہمیشہ راہ حق میں جہاد کر رہا ہے؟ کیا تم انھیں مخفی سمجھتے ہو؟ جبکہ یہ احادیث تو انھیں آشکار بیان کر رہیں۔ کیا تم انھیں شکست خوردہ تسلیم کرتے ہو؟ جبکہ احادیث انھیں فاتح و کامیاب قرار دے رہیں۔ کیا انھیں زمانہ دجال میں تصور کرتے ہو؟ جبکہ احادیث تو ان کے وجود کو ہمیشہ کے لئے ثابت کر رہیں۔ کیا تم خود کو اس گروہ کا مصداق سمجھتے ہو؟ جبکہ تم تو تقریباً آٹھ سال سے ظاہر ہوئے ہو!!

خدا کی قسم تمھارے نظریات کو رد کرنے کے لئے یہ احادیث محکم ترین دلیل ہیں۔ خدا کا درود و سلام ہو اس پر جو دین کامل لے کر آیا، ایسا دین کہ جس میں ہر گمراہی و گمراہی کو بیان کیا گیا ہے۔

خدا کی قسم! تمھاری مثال اس فرمان خدا کے مانند ہے:

"فإنّها لاتعْمى الْأبْصارُ ولكنْ تعْمى الْقُلوبُ الّتى فى الصُّدُور" (۱)

ترجمہ: درحقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر پائے جاتے ہیں۔

یہ استدلالات جو ہم نے سنت نبوی کی روشنی میں بیان کئے ہیں راہ حق اور اہل تشیع

ا۔ حج:۴۶۔

Marfat.com

کے طلب کرنے والے کے لئے کافی ہیں لیکن جسے خودخواہی اور خواہشاتِ نفسانی نے اندھا کر رکھا ہو وہ اس آیت کریمہ کا مصداق ہے:

﴿"وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ"﴾ (۱)

ترجمہ: اور اگر ہم ان کی طرف ملائکہ نازل بھی کر دیں اور ان سے مردے کلام بھی کر لیں اور ان کے سامنے تمام چیزوں کو جمع بھی کر دیں تو بھی یہ ایمان نہ لائیں گے مگر یہ کہ خدا ہی چاہ لے۔

ہم نے یہ مطالب دشمنان دین کے لئے پیش کئے ہیں اور انھیں معبود یگانہ کی قسم دیتے ہیں کہ احکام دین پر عمل پیرا ہو جائیں، اور ہمارے اور اپنے درمیان فضاوت کیلئے علمائے امت میں سے جس کو چاہیں انتخاب کر لیں۔ ہم شرعی وعدہ دیتے ہیں کہ اگر وہ حق پر ہوئے تو ہم بھی ان کی پیروی کریں گے۔

ا۔ انعام: ۱۱۱۔

Marfat.com

وہابیت کی طرف سے دوموہوم استدلال

عجیب بات تو یہ ہے کہ تم میں سے بعض نے قدامہ بن مظعون اوراس کے ساتھیوں کی داستان سے استدلال کیا ہے کہ: انھوں نے اس آیت کریمہ:

﴿" لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا "﴾ (۱)

جولوگ ایمان لائے اورانھوں نے نیک اعمال کیےان کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے جوکچھ کھاپی چکے ہیں۔

میں تاویل کرکے شراب کوحلال قرار دے رکھا تھا عمر اور تمام صحابہ نے اتفاق کیا کہ اگر توبہ اور شراب کے حرام ہونے کا اعتراف کرلیں تو صحیح ورنہ قتل کردیئے جائیں چونکہ ضروریات دین کے منکر ہوئے ہیں۔

لیکن یہ استدلال انتہائی ضعیف ہے اس لئے کہ شراب کا حرام ہونا بدیہیات دین اسلام میں سے ہے قرآن وسنت میں واضح طور پر بیان ہوااور تمام علماے امت کا اس پر اجماع ہے: اس کے علاوہ اُس زمانے میں مسلمانوں کا لیڈر ایک ہی تھا (مختلف فرقے موجود نہ تھے) اور دین بھی کاملاً واضح وآشکار تھا اور پھر نہ تو عمر اور نہ ہی باقی صحابہ میں سے کسی نے انھیں تکفیر کیا مگر یہ کہ رہبر اسلام کے واضح کرنے کے باوجود اصرار کی صورت میں حد شرعی ۔قتل۔ جاری ہوگی۔

۱۔ مائدۃ: ۹۳۔

Marfat.com

جبکہ تم اس داستان سے استدلال کرتے ہوئے جو تمھاری مخالفت کرے اسے کافر قرار دیتے ہو درحالانکہ خدا کی قسم اگر اس داستان سے تمھارے خلاف استدلال کیا جائے تو حقیقت کے نزدیک تر ہوگا!۔

کیا تم اپنے لئے اُسی منزلت کے قائل ہو جو عمر کی مہاجرین و انصار کے درمیان تھی؟!

اور اس سے عجیب تر یہ کہ تم نے کتاب ''اقناع'' میں موجود ابن تیمیہ کی عبارت سے استدلال کیا ہے کہ: ''جو بھی کہے علیؑ خدا ہے اور جبرائیل نے اشتباہ کیا وہ کافر ہے اور جو اُسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہو جائیگا''. یہ مطلب انتہائی روشن ہے کیا کوئی مسلمان ایسا ہے کہ جو اس مسئلہ ''جو بھی خدا کے علاوہ کوئی اور خدا قرار دے چاہے وہ علیؑ ہوں یا کوئی دوسرا، وہ کافر ہے'' کی تردید کرتا ہو؟

آیا کوئی ایسا مسلمان ہے جو ایسے شخص کے کفر کے بارے میں شک کرے جو یہ کہے کہ: ''نبوت کسی اور کا حق تھا جبکہ جبرائیل نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف منتقل کردی؟'' جبکہ تم شیخ کی عبارت میں تحریف کرتے ہو اور ''جو کہے علیؑ خدا ہے'' کی جگہ ہر وہ چیز جسے تم خود خدا قرار دیتے ہو بیان کرتے ہو اور کہتے ہو کہ جو بھی فلاں کام کرے اس نے اپنے لئے الگ خدا قرار دیا ہے! تم جاہلوں کو اشتباہ میں ڈالتے ہو کہ کیا علماء نے نہیں کہا: کہ جو کوئی مخلوق سے درخواست کرے، اس نے اُسے خدا قرار دیا؟! یا جو مخلوق کیلئے نذر کرے یا فلاں کام انجام دے اُس نے اسے خدا بنالیا؟! یہ تمام عنوان تم اپنے پاس سے بیان کرتے ہو اور پھر کلام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقوال کو ان پر حمل کرتے ہو۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

علماء کی نگاہ میں مشرک کون؟

ہم یہاں مشرکین کے بارے میں بعض اقوال کو نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ مشرک کسے کہتے ہیں:

ابن قیم کہتا ہے: ''لوگ دین حق اور ہدایت الٰہی کے مطابق زندگی بسر کر رہے تھے. سب سے پہلے جس نے انھیں فریب دیا وہ شیطان تھا جس نے انھیں بتوں کی پرستش اور قیامت کے انکار کی دعوت دی. اولین کام جس میں انھیں دھوکا دیا قبروں کے پاس قیام اور مردوں کی تصاویر بنانا تھا جیسا کہ خداوند متعال نے قرآن مجید میں ان کے بارے میں فرمایا:

﴿''........ اَتَذَرُنَّ وَدًّا وَلاسُوَاعًا وَلایَغُوثَ وَیَعُوقَ وَنَسْرا'' ﴾ (۱)

ترجمہ: اپنے خداؤں کو مت چھوڑ دینا اور ود، سواع، یغوث، یعوق نسر کو نظر انداز نہ کر دینا۔

ابن عباس فرماتے ہیں: ''یہ قوم نوح کے نیک افراد کے نام تھے جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کو القاء کیا کہ اپنے اپنے علاقوں میں ان کی یاد میں نشانیاں قرار دی جائیں اور ان نشانیوں کو ان نیک افراد کے ناموں کے مطابق نام دیا جائے انھوں نے ویسا ہی کیا لیکن جب ان نیک افراد کے معاصر لوگ اس دنیا سے گزر گئے اور دینی علوم کی پیشرفت میں کمی آئی تو وہی نشانیاں پرستش کی جانے لگیں!''۔

۱۔ نوح: ۲۳۔

Marfat.com

پس خداوند متعال نے جناب نوحؑ کو ان کی طرف بھیجا تاکہ فقط اس کی پرستش کریں لیکن انھوں نے نوحؑ کو جھٹلا دیا. شیطان نے جناب نوحؑ کی قوم کے بتوں کو دریا کے کنارے سے جمع کیا اور عربوں کو ان کی پرستش کی دعوت دی. انھوں نے پرستش کرنا شروع کر دی اور بتدریج جس چیز کو پسند کرتے اس کی پرستش کرنے لگتے، یہاں تک کہ دین ابراہیم کو بت پرستی میں تبدیل کر دیا. دین ابراہیم میں سے تنہا کعبہ کا احترام اور حج ہی باقی رہ گیا تھا بزار (۱) تلبیہ کے وقت کہتا:

﴿لبیک لا شریک لک الا شریکاً ھوَ لک تملکه و ما ملک﴾

ترجمہ: ہاں تیرا کوئی شریک نہیں سوا اس کے جسے خود تو نے انتخاب کیا! تو اس کا اور اس کے مال کا مالک ہے...". ہر منطقہ والوں نے اپنے لئے ایک بت بنا رکھا تھا جس کی پرستش کرتے. یہاں تک کہ خداوند متعال نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو توحید دے کر مبعوث فرمایا، قریش کہتے:

﴿" أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ "﴾ (۲)

ترجمہ: کیا اس نے سارے خداؤں کو جوڑ کر ایک بنا دیا ہے یہ تو انتہائی تعجب کی بات ہے

حالت یہ تھی کہ جب کوئی شخص سفر پہ جاتا اور منزل گاہ پہ پہنچتا ہے تو وہاں سے چار پتھر اٹھاتا اُن میں سے بہترین کو خدا قرار دیتا اور باقی تین کو کھانا پکانے کے لئے برتن کے

۱۔ نزار بن سعد بن عدنان قبیلہ ربیعہ اور مضر کا جدّ تھا (مترجم)۔

۲۔ سورہ ص: ۵۔

Marfat.com

نیچے رکھتا. اور جب وہاں سے حرکت کرتا تو ان کو وہیں پہ ترک کر دیتا اور دوسری منزل پہ پھر ویسا ہی کرتا!

احمد بن حنبل نے رجاء عطاردی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: ''ہم زمانہ جاہلیت میں پتھروں کی پرستش کرتے تھے جب کوئی خوبصورت پتھر مل جاتا تو پہلے کو چھوڑ دیتے. اگر پتھر نہ ملتا تو کچھ مقدار خاک جمع کرتے اور پھر گوسفند لا کر اُس کا دودھ دوہ کر اسے خاک پر ڈال کر اُسکے اردگرد طواف کرتے!''۔

ابو عثمان نہدی کہتا ہے: ''ہم زمانہ جاہلیت میں پتھروں کی پرستش کیا کرتے. سنا کہ کسی نے ندا دی اے مسافرو! تمھارا خدا مر چکا ہے نیا خدا تلاش کرو! ہم اس آواز کے پیچھے گئے اتنے میں اچانک آواز آئی: ہم نے تمھارے خدا کو تلاش کر لیا. وہ خدا ایک پتھر ہوتا جس کے لئے ہم اونٹ ذبح کرتے!''۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو کعبہ کے اطراف میں ۳۶۰ بت پائے. آپؐ اپنی کمان سے ان کے منھ اور آنکھوں پر مارتے ہوئے فرما رہے تھے:

﴿''جاءَ الْحقُّ وزهق الْباطلُ إنّ الْباطل كان زهوقا''﴾ (۱)

ترجمہ: حق آ گیا اور باطل فنا ہو گیا، باطل نے تو فنا ہی ہونا تھا۔

بت منہ کے بل زمین پر گر رہے تھے پھر آپؐ نے فرمان دیا کہ انھیں مسجد سے باہر لے جا کر جلا دیا جائے۔

۲۔ اسراء: ۸۱۔

Marfat.com

شیطان مشرکوں کو مختلف طریقوں سے فریب دیتا: ایک گروہ کو یہ کہہ کر بتوں کی پرستش پہ لگا دیا کہ یہ کام بزرگان گذشتہ کا احترام کرنا ہے. وہ بزرگان جنھوں نے بتوں کو اس صورت میں بنایا! ایک گروہ اس وجہ سے بت پرست بن گیا کہ اُنھوں نے بتوں کو ستاروں کی صورت میں بنا رکھا تھا اور یہ گمان کرتے کہ ستارے اس جہان میں تاثیر رکھتے ہیں. انھوں نے ان بتوں کیلئے گھر اور ان کی حفاظت کیلئے مخصوص مکان بنا رکھے تھے ان کے لئے حج اور قربانی انجام دیتے۔

سورج کی پرستش بھی ایک طرح کی بُت پرستی تھی وہ گمان کرتے کہ سورج ایک فرشتہ ہے جو عقل و روح رکھتا ہے، چاند اور ستاروں کی روشنی اسی لی گئی ہے، دنیا کے تمام موجودات اسی سے خلق ہوئے ہیں اور وہ سلطان فلک ہے لہذا شایستہ تعظیم و سجود ہے. وہ سورج کے مانند ایک بت بناتے اور اسے خاص مکان میں محفوظ رکھتے، لوگ وہاں پہ جاتے اور دن میں تین مرتبہ اس کے لئے نماز پڑھتے! بیمار افراد بھی وہاں پہ جاتے اور اُسکے نماز و روزہ انجام دیتے، ان سے توسل کرتے تا کہ شفایاب ہو جائیں. وہ سب طلوع و غروب اور ظہر کے وقت سورج کو سجدہ کرتے۔

ایک اور گروہ نے چاند کا بت بنا رکھا تھا اُسے لائق تعظیم و عبادت سمجھتے اور خیال کرتے کہ اس کائنات کی تدبیر کا کام اُس کے ہاتھ میں ہے. وہ لوگ اس کی پرستش کرتے، اس کے لئے نماز پڑھتے، اسے سجدہ کرتے اور خاص ایام میں اس کے لئے روزہ رکھتے اور پھر کھانے پینے کی اشیاء لے کر خوشی خوشی اس کے پاس جاتے!

ایک اور گروہ نے ستاروں کے مانند بت بنا رکھے تھے ان کی پرستش کرتے اور ان کے لئے عبادت گاہیں بنا رکھی تھیں. ہر ستارے کے لئے خاص عبادت گاہ، مخصوص بت اور

Marfat.com

مخصوص عبادت ہوتی! یہ سب گروہ بت پرست تھے.........ایک اور گروہ آتش پرست تھا وہ آگ کو خدائے معبود تصور کرتے، اس کے لئے مخصوص مکان اور دربان بنا رکھے تھے تاکہ ایک لمحہ کے لئے بھی خاموش نہ ہو! ان کی عبادت یہ تھی کہ آگ کے ارد گرد طواف کرتے۔ بعض اس سے تقرب حاصل کرنے کیلئے اپنے آپ کو اور بعض اپنی اولاد کو اس میں پھینکتے ان میں سے کچھ لوگ عابد وزاہد ہوتے جو آگ کے پاس اعتکاف بیٹھتے۔

کچھ لوگ پانی کی پرستش کرتے اور خیال کرتے کہ تمام موجودات کی اصل وہی ہے اسکی تسبیح وثنا اور اسے سجدہ کے ذریعے سے اسکی عبادات کرتے!

کچھ حیوان پرست تھے ان میں سے بعض گائے کی پرستش کرتے اور بعض گھوڑے کی! کچھ انسان کی پرستش کرتے تو کچھ درخت کی! اور ایک گروہ شیطان پرست تھا جن کے بارے خداوند متعال فرماتا ہے:

(الم اعهد اليكم يبنى آدم ان لا تعبدوا الشيطن)(۱)

ترجمہ: کیا ہم نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔

جبکہ ان میں سے ایک گروہ اس کائنات کے لئے خالق باعظمت حکیم اور بے نقص وعیب کا تو معتقد تھا لیکن اس بات پر بھی عقیدہ رکھتے کہ ہم وسیلے بغیر اس کی ذات تک نہیں پہنچ سکتے لہذا ہم پر واجب ہے کہ ان بتوں کو واسطہ قرار دیں تاکہ اس کی ذات سے قرب حاصل کرسکیں، وہ صاحب اختیار، معبود اور خدا سے نزدیک ہیں ہماری شفاعت کرتے

۱۔ یس: ۶۰

Marfat.com

والے ہیں اور ہم ان کی پرستش فقط اسلئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا سے نزدیک کرتے ہیں. چونکہ وہ اس مقام پر فائز ہیں لہذا ہم ان کے سامنے اپنی مشکلات کو بیان کرتے اور ان سے حاجات کی برآوری کی التماس کرتے ہیں اور اپنے تمام کاموں میں انکی طرف رجوع کرتے ہیں وہ ہمارے خدا کے ہاں ۔ کہ جو انکا بھی خدا ہے۔ ہماری شفاعت کرتے ہیں. اسلئے کہ ان روحانی مخلوقات کی مدد کے بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ تضرع وخشوع، نماز، قربانی اور انفاق کے ذریعہ ان سے تقرب حاصل کریں۔

ان افراد نے تمام انبیاء(علیھم السلام) کے لائے ہوئے اصولوں میں سے دو اصل کا انکار کردیا:

خداوند متعال فرماتا ہے :(فلاتجعلو ا للہ انداد)(۱)

ترجمہ: اس کے لئے جان بوجھ کر کسی کو ہمسر اور مثل نہ بناؤ

اور اسی طرح فرمایا:(ومن الناس من یتخذمن دون اللہ انداد ا)(۲)

ترجمہ: لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اس کا مثل قرار دیتے ہیں۔

انہوں نے مخلوقات خدا کو خدا کا مثل قرار دے رکھا ہے "ند" یعنی شبیہ اور فلاں فلاں کی ند ہے یعنی وہ اسکی شبیہ اور اسکے مانند ہے۔

۱۔ بقرہ:۲۲

۲۔ بقرہ:۱۶۵

Marfat.com

ابوزید لفظ ''انداد'' جو کہ آیت کریمہ میں ذکر ہوا، کے بارے کہتا ہے: وہ وہ خدا ہیں جو خدا کے ساتھ بنا رکھے تھے۔

اور زجاج کہتا ہے: خدا کی مثل ونظیر قرار مت دو۔

خداوندعزوجل فرماتا ہے: (الحمد لله الذی خلق السموت والارض وجعل الظلمت والنور ثم الذین کفرو بربهم یعد لون) (۱)

ترجمہ: ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور تاریکیوں اور نور کو مقرر کیا ہے اس کے بعد بھی کفر اختیار کرنے والے دوسروں کو اس کے برابر قرار دیتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''خداوندمتعال کی مراد یہ ہے کہ میری خدائی اور نعمت کا اعتراف کرنے کے بعد پتھروں اور بتوں کو میرا مثل قرار دیتے ہیں''

زجاج کہتا ہے: جان لو کہ وہ ان تمام اشیاء کا خالق ہے جو آیت مجیدہ میں بیان ہوئیں اور ان کے خالق کا کوئی مثل نہیں اور جان لو کہ کافروں نے اس کا مثل قرار دیا۔

خداوندمتعال فرماتا ہے: (هل تعلم له سميا) (۲)

ترجمہ: کیا تمہارے علم میں اس کا کوئی ہمنام ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یعنی اس کی شبیہ اور مانند اور یہ آیت مبارکہ مخلوق کی خالق سے شباہت کی نفی کرنا چاہتی ہے ایسی شباہت جو اسے پرستش و تعظیم کا مستحق بنا دے

۱۔انعام:۱

۲۔مریم:۶۵

Marfat.com

قرار دیتی ہو۔

اور اسی طرح یہ دو آیتیں:(ولم یکن له کفوا احد)(۱)

ترجمہ:اور نہ اسکا کوئی کفو و ہمسر ہے۔

اور(لیس کمثله شیء)(۲) ترجمہ:اس کا جیسا کوئی نہیں ہے۔

اسی بارے میں ہیں اور خداوند متعال کیلئے شریک کی نفی کر رہی ہیں ایسا شریک اور مثل جو تعظیم و پرستش کے لئے شائستہ ہو اور یہی مسئلہ ہر جگہ شرک کی جڑ ہے۔

ہم نے ابن قیم کے کلام کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا اور مقصد یہ جاننا تھا کہ مشرکین کی صفات کیا ہیں جان لے کہ یہ اعمال جن کو تم شرک اکبر گمان کرتے ہو اور ان کی وجہ سے لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہو یہ سب شرک اصغر ہے شرک اکبر تو مشرکین کا کام تھا جنھوں نے تمام انبیاء(علیھم السلام) کی تکذیب کی .جبکہ مسلمانوں کے ان اعمال کو بعض علماء اصلاً شرک نہیں سمجھتے اور فقط ان کو حرام قرار دیتے ہیں اور بعض ان کو مکروہات میں ذکر کرتے ہیں۔

اگر کوئی تلاش کرنا چاہے تو یہ سب کچھ علماء کی کتابوں میں مل سکتا ہے .خداوند متعال ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ایسے اعمال سے محفوظ رکھے جو اسکی ناراضگی کا باعث بنتے ہوں آمین''وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ''۔

Marfat.com

فصل

ضروری ہے کہ اس رسالہ کو مسلمان کی تعریف کے بارے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چند احادیث کے ذریعہ سے اختتام تک پہنچایا جائے۔

حدیث 1: عمر نقل کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا: یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، فرض نماز کو ادا کرو اور زکوۃ دو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور مستطیع ہونے کی صورت میں حج بجالاؤ۔

اس نے کہا: درست فرمایا۔

ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اسکے ملائکہ پر، اسکی کتب پر، اسکے بھیجے ہوئے انبیاء و رسل پر، آخرت پر اور اچھی اور بری تقدیر پر۔

اس نے کہا: درست فرمایا۔

پھر پوچھا: احسان کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ تم اللہ کی بندگی اور عبادت اس طرح کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو (اور کم از کم یہ تو ہو کہ) اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے...... اس نے کہا: صحیح فرمایا......

اس روایت میں ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا یہ جبرائیل تھے جو لوگوں کو انکے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔

یہ روایت مسلم نے نقل کی اور بخاری نے بھی اس سے ملتی جلتی روایت بیان کی ہے (۱)۔

---

(۱) صحیح بخاری ۱: ۸۰، کتاب ایمان، ح ۵۰۔ صحیح مسلم ۱: ۲۰۶، کتاب الایمان، ح ۵۔

Marfat.com

حدیث 2: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (اول) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں (دوسرے) نماز پڑھنا (تیسرے) زکوۃ دینا (چوتھے) حج کرنا (پانچویں) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

یہ روایت بھی بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 3: صحیحین میں عبد اللہ بن عباس سے نقل ہوا ہے کہ جب (قبیلہ) عبدالقیس کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کس قبیلے کے لوگ ہیں؟ (یا پوچھا) کہ کون وفد ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم ربیعہ کے لوگ ہیں آپ نے فرمایا مرحبا! ان لوگوں کو یا اس وفد کو، یہ نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں ماہ حرام کے سوا کسی اور وقت حاضر نہیں ہو سکتے (کیونکہ) ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا قبیلہ رہتا ہے، لہذا ہمیں کوئی ایسی قطعی بات بتلا دیجئے جس کی ہم اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو خبر کر دیں اور جس کی وجہ سے ہم جنت میں جا سکیں

آنحضرتؐ نے ان کو اللہ واحد پر ایمان لانے کا حکم دیا (اور) پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان (لانے کا) کیا مطلب ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول

1۔ صحیح بخاری ۱:۴۷، کتاب الایمان، ح ۷۔ صحیح مسلم ۱:۲۱۴، کتاب الایمان، ح ۲۰.

Marfat.com

(اس کے بارے میں) زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت واطاعت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔

اور پھر فرمایا: ان باتوں کو محفوظ کرلو اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں (جو آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے انھیں) انکی خبر دے دو۔ (۱)

حدیث 4: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو فرمایا: تم ایک اہل کتاب قوم سے جاملو گے، پس تم ان کو بلانا اس بات کی طرف کہ وہ گواہی دیں اللہ کے سوا کسی کے معبود نہ ہونے اور میرے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) اللہ کا رسول ہونے کی پس اگر وہ اس بات میں اطاعت گذاری کریں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالی نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں اگر وہ اس کو بھی تسلیم کریں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالی نے ان پر زکوۃ فرض فرمائی ہے جو ان کے اغنیاء و مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء و مساکین کو دی جائے گی۔ اس حدیث کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ (۲)

۱۔ صحیح بخاری ۱:۶ ۲ ، باب اداء الخمس من الایمان، ح ۵۱، صحیح مسلم ۱: ۲۱۹، کتاب الایمان، ح ۲۵.

۲۔ صحیح بخاری: ۵۱۳، کتاب المغازی۔ صحیح مسلم ۱: ۲۲۳، کتاب الایمان، ح ۲۹، باب الدعاء الی الشھادتین۔

Marfat.com

حدیث 5: ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے (اللہ کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوۃ دیں جس وقت وہ یہ کرنے لگیں تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کر لیں گے سوائے اسلام کے حق کے اور (باقی رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب (کتاب) اللہ کے ذمہ ہے۔

اس روایت کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ (۱)

حدیث 6: ابو ہریرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے دیں اور مجھ پر اور جو کچھ (احکامات و شریعت) میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لائیں جو ایسا کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور اموال کو بچا لیا مگر کسی حق کے بدلہ میں (جان یا مال محفوظ نہ رہیں گے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

اس روایت کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے احمد، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اس اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے ''اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھیں، زکوۃ ادا کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اموال محفوظ کرا لئے۔ (۲)

حدیث 7: ابو ہریرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ

۱۔ صحیح بخاری ۱:۶۰ کتاب الایمان، ح ۲۴۔ صحیح مسلم ۱:۲۲۸، کتاب الایمان، ح ۳۴۔

۲۔ صحیح بخاری ۱:۵۷، کتاب الایمان، ح ۲۵۔ صحیح مسلم ۱:۲۲۵، کتاب الایمان، ح ۳۱

Marfat.com

الا اللہ کی گواہی دے دیں اور مجھ پر اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لائیں جب وہ ایسا کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور اموال کو بچالیا مگر کسی حق کے بدلہ میں (جان یا مال محفوظ نہ رہیں گے)۔(۱)

حدیث 8: بریدہ بن حصیب نے نقل کیا ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی لشکر کو جھاد کیلئے روانہ کرتے تو انہیں کچھ نصیحتیں فرماتے کہ جن میں سے ایک یہ ہے کہ: جب تم کسی شھر یا قلعہ کے اندر موجود لوگوں کا محاصرہ کرو تو اگر وہ خدا کی توحید کی شھادت دیں تو اسلام کے تمام حقوق ان پر لاگو ہوں گے......

اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے۔

حدیث 9: حضرت مقداد بن اسود نے بتلایا کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں (اس بارے میں کہ) اگر میری کافروں میں سے کسی سے مڈبھیڑ ہو جائے اور وہ مجھ سے لڑائی کرے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے اور پھر مجھ سے بچکر درخت کی آڑ لے اور کہے کہ میں اللہ تعالی کے تابع فرمان ہو گیا ہوں (اسلام لے آیا) تو کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں یا رسول اللہ جبکہ وہ اسلام قبول کر چکا ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے تو میرا ہاتھ کاٹ ڈالا اور کاٹنے کے بعد اسلام کا کلمہ کہا کیا میں (پھر بھی) اسے قتل نہیں کر سکتا ہوں؟ فرمایا: اسے مت قتل کرو۔ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ تمہارے

۱۔ صحیح مسلم ۱: ۲۲، کتاب الایمان، ح ۳۲

Marfat.com

اس مقام پر ہوگا جس پر تم اسے قتل کرنے سے پہلے ہو (یعنی وہ مسلمان ہوگا) اور تم اس کے مقام پر جاؤ گے جس پر وہ کلمہ اسلام کہنے سے پہلے تھا (یعنی حالت کفر پر)۔

یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 10: اسامہ کے بارے ہے کہ اس نے ایک شخص کو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد قتل کر دیا تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کے بارے کیا جواب دو گے''؟

عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے اسلحہ کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا (اس کا مقصد ایمان لانا نہ تھا)۔

آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا پھر اس کے بعد مسلسل اسی کا تکرار کرتے رہے۔

اسامہ کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میں اسی روز مسلمان ہوا ہوتا (تا کہ اس گناہ عظیم سے بچ جاتا)۔

بخاری اور مسلم میں روایت اسامہ یوں نقل ہوئی ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (لڑائی کے لئے) جہینہ کے مقام پر قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا ہم نے ان پر صبح کے وقت حملہ کیا اور انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اور ایک انصاری صحابی نے ان میں سے ایک شخص کو جا پکڑا جب ہم نے اسے چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا تو (وہ جان کے خوف سے

ا۔ صحیح مسلم ا: ۲۹۵ کتاب الایمان، ح ۱۷۶۔

Marfat.com

گھبرا کر) کہہ اٹھا لا الہ الا اللہ، یہ سن کر انصاری نے تو ہاتھ روک لیا (قتل سے) اور میں نے اسے اپنے نیزے سے مار کر قتل کر دیا جب ہم واپس آئے تو اسکی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ! بلا شبہ وہ تو پناہ پکڑنے کیلئے اس نے کہا تھا (اس کا مقصد ایمان نہیں تھا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے باوجود قتل کر دیا؟ پھر آپ مسلسل اسی بات کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ میرے دل میں یہ تمنا ہونے لگی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا (تا کہ اس گناہ عظیم کے وبال سے بچ جاتا)۔(۱)

حدیث 11: عبد اللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو قبیلہ بنو جذیمہ کے پاس بھیجا تا کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں خالد نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن وہ لوگ (اسلمنا یعنی ہم نے اسلام قبول کیا) کہنا نہیں جانتے تھے اور اس کے بجائے (صبأنا صبأنا)(۲) کہنے لگے خالد نے ان میں سے کچھ کو قتل کیا اور کچھ کو اسیر بنا لیا جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور ساری داستان بیان کی تو آنحضرت نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے دو بار فرمایا:

خدایا! میں تیری بارگاہ میں خالد کے اس کام سے بری الذمہ ہوں یہ روایت احمد اور بخاری نے نقل کی ہے (۳)

۱۔ صحیح مسلم ۱: ۲۹، کتاب الایمان، ح ۱۰۔

۲۔ مشرکین صدر اسلام مسلمانوں کو صابی کہتے تھے ... ان لوگوں نے ... سے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم صابی ہو گئے جبکہ ان کی مراد یہی مسلمان ہونا تھا۔

۳۔ صحیح بخاری ۲: ۱۳۵، کتاب المغازی، مسند احمد ۲: ۱۵۰۔

Marfat.com

حدیث 12: حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع فجر کے وقت کسی قوم پر حملہ کرتے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان کی طرف کان لگائے رہتے تھے، اگر اذان کی آواز سن لیتے تو حملہ سے رک جاتے ورنہ حملہ کر دیتے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کی آواز سنی کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: صاحب فطرت (مسلمان) ہے پھر اس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو جہنم کی آگ سے خلاصی پا گیا،، جب اس شخص کو دیکھا گیا تو وہ بکریوں کا چرواہا نکلا۔

اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے۔ (۱)

حدیث 13: عصام مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک دستہ میں روانہ فرمایا تو آپ نے ہمیں تاکید کی کہ جب تم کوئی مسجد دیکھو یا مؤذن کو اذان دیتے سنو پھر کسی کو قتل مت کرنا،،۔

اس روایت کو سنن ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔ (۲)

حدیث 14: حضرت ام سلمہؓ زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم پر ایسے حاکم مقرر کیئے جائیں گے جن کے اعمال بد تم پہچان لوگے اور بعض اعمال بد سے ناواقف رہو گے جس نے اعمال بد کو ناپسند کیا وہ بری ہو گیا اور جو ناواقف رہا

۱۔ صحیح مسلم ۱: ۱۵۵، کتاب الصلوۃ، ح ۷۳۹۔

۲۔ سنن ابوداؤد ۲: ۲۹۷ کتاب الجھاد ح ۸۶۳۔

Marfat.com

وہ محفوظ رہا لیکن جو ان امور بد پر خوش ہو اور اتباع کی (بری نہیں ہوگا اور نہ محفوظ رہے گا) صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں! جب تک وہ نماز ادا کرتے رہیں (جس نے دل سے انکار کیا اور دل ہی سے ناپسند کیا)۔

اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے۔(۱)

حدیث 15: انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ,,جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، (ذبح کرتے وقت) قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ ایسا مسلمان ہے جس کا مال و جان خدا اور اس کے ہاں محترم ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس عہد الٰہی کی مخالفت کرے۔

یہ روایت بخاری میں نقل ہوئی ہے۔

حدیث 16: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مال تقسیم فرما رہے تھے، بنو تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ آپ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو پھر کون ہے جو انصاف کرے اگر میں انصاف نہ کروں۔

۱۔ صحیح مسلم ۳: ۱۵۹، کتاب الامارۃ، ح ۲۱

۲۔ صحیح بخاری ۱: ۱۵۳، کتاب الایمان

Marfat.com

اس روایت کو بھی مسلم نے نقل کیا ہے(۱)

حدیث 17 : عبید اللہ بن خیار کہتے ہیں مجھ سے ایک انصاری شخص نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت سے ایک منافق کو قتل کرنے کی اجازت طلب کرنا چاہی؛ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صدائے مبارک کو بلند کرتے فرمایا: کیا وہ لا الہ اللہ کی شہادت نہیں دیتا ؟عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ لیکن یہ شہادت واقعی نہیں فرمایا: کیا وہ محمد الرسول اللہ کی گواہی نہیں دیتا؟ عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! لیکن یہ اقرار حقیقی نہیں فرمایا: وہ نماز نہیں پڑھتا؟ عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ لیکن اسکی نماز حقیقی نماز نہیں۔

فرمایا: خداوند متعال نے ایسے افراد کے قتل سے نہی فرمائی ہے۔

یہ روایت شافعی اور احمد نے نقل کی ہے۔(۲)

حدیث 18 : ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت قرار دو اور نماز قائم کرو، فریضہ زکوۃ کی ادائیگی کرو، رمضان کے روزے رکھو اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے میں کبھی بھی اس سے کچھ زیادہ نہیں کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا۔

۱۔ صحیح مسلم ۲: ۸۹، کتاب الزکوۃ، ح ۱۹۱.

۲۔ مسند احمد ۲: ۴۳۲، سنن بیہقی، کتاب الایمان ح ۱۵.

Marfat.com

جب وہ واپسی کے لئے مڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس شخص کو دیکھے۔

اس روایت کو بخاری نے نقل کیا ہے۔(۱)

حدیث 19: عمرو بن مرہ جہنی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! اگر میں خدا کی توحید اور آپ کی رسالت کی شہادت دوں، نماز پنجگانہ ادا کروں اور رمضان المبارک کے روزے بھی رکھوں تو میرا شمار کونسے گروہ میں ہوگا؟ فرمایا: ''صدیقین اور شہداء میں''۔

یہ روایت ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔

حدیث 20: حضرت عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اسلام کے دین (حق) اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی رہا۔''

اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے(۲)

حدیث 21: سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مؤذن کی اذان سننے کے بعد یہ کلمات کہے: اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریک له وان محمدا عبده ورسوله۔ میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، محمد کی رسالت اور

۱۔ صحیح بخاری ۱: ۲۴۲، کتاب الرقاق، ح ۱۳۰۶۔ صحیح مسلم ۱: ۲۱۲، کتاب الایمان، ح ۱۵

۲۔ صحیح مسلم ۱: ۲۴۴، کتاب الایمان، ح ۵۶

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر راضی ہوں تو اسکے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

یہ روایت بھی مسلم نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 22: صحیحین میں ابو ہریرہ سے نقل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر سے کچھ زائد شعبے ہیں۔ ان میں سے سب سے افضل (شعبہ) لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنی شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیاء (بھی) ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔(۲)

حدیث 23: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش ان کے پاس آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لائے...... آپ نے فرمایا: میں ان سے ایک کلمہ چاہتا ہوں جس کے سبب عرب والے انکے مطیع ہوں اور عجم انہیں جزیہ ادا کریں، ابو طالب نے کہا بس صرف ایک کلمہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں صرف ایک کلمہ،، پھر آپ نے فرمایا اے چچا! لا الہ الا اللہ کہو قریش نے کہا بس صرف ایک معبود؟ ہم نے کسی دوسرے دین میں یہ بات نہیں سنی، یہ من گھڑت بات ہے۔

اس روایت کو ترمذی شریف نے نقل کیا ہے۔(۳)

۱۔ صحیح مسلم ۱: ۵۵۳، کتاب الصلوۃ، ح ۳۴۷.

۲۔ صحیح بخاری ۱: ۲۴۲ کتاب الایمان، ح ۵۷.

۳۔ ترمذی شریف ۲: ۴۹۸، ابواب تفسیر القرآن، ح ۱۱۱۶، مسند احمد ۱: ۲۲۷

Marfat.com

حدیث 24: صحیحین میں سعید بن مسیّب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کا مرض الموت شروع ہوا تو ان کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ابوطالب کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا ہوا پایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا: اے چچا جان! لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے لئے گواہی دوں گا یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ دونوں کہنے لگے کہ اے ابوطالب! کیا آپ عبدالمطلب (اپنے والد) کے دین سے پھر جاؤ گے؟......

یہاں تک کہ ابوطالب نے جو آخری بات ان سے کہی وہ یہ تھی کہ عبدالمطلب کی ملت پر ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ (۱)

اس روایت کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ (۲)

حدیث 25: ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کون نجات پائے گا؟

فرمایا: جو شخص اس مطلب کی تصدیق اور اس کی تکرار کرے، جسے میں نے اپنے چچا کے سامنے پیش کیا تو وہ نجات پائے گا۔

یہ روایت احمد نے نقل کی ہے۔ (۳)

۱۔ علمائے اہل سنت نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوطالب مومن تھے [illegible] کی کتاب "اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب" اور علامہ [illegible] کی کتاب "[illegible]" [illegible] مطالعہ فرمائیں۔

۲۔ صحیح بخاری ۱/ ۲۲۶ کتاب الجنائز [illegible] ۲، صحیح مسلم ۱/ ۲۳۰ کتاب الایمان [illegible] ۳

۳۔ مسند احمد ۱/ ۲

حدیث 26: عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ,,جس شخص نے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ کہا اور اس بات کا قائل رہا کہ عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے اور اسکی کنیز کے بیٹے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کو القاء کر دیا تھا (جس سے حضرت عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے) اور وہ روح اللہ ہیں اور جنت ودوزخ کے حق ہونے کا قائل رہا اللہ تعالی اسے جنت میں داخل فرمائے گا جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے۔

یہ روایت بھی بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 27: حضرت انس کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص اللہ سے اس کفیت کے ساتھ ملاقات کرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو وہ (یقیناً) جنت میں داخل ہوگا معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس بات کی لوگوں کو خوشخبری نہ سنادوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، مجھے خوف ہے کہ لوگ اس پر بھروسہ کرکے بیٹھیں گے چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ نے اپنی موت کے وقت اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

یہ روایت بھی بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔(۲)

۱۔ صحیح مسلم ۱:۶ ۲۳، کتاب الایمان، ح ۴۵.

۲۔ صحیح بخاری ۱:۶ ۱۱، کتاب العلم، ح ۱۲۹۔ صحیح مسلم ۱:۲۴۲، کتاب الایمان۔ ح ۵۳.

Marfat.com

حدیث 28: حضرت عبادہ بن صامت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ,,جس نے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کر دی۔،،

یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 29: حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا,,جس بندہ نے بھی لا الہ الا اللہ کہا (ایمان لایا) اور پھر اسی پر قائم رہتے ہوئے مر گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔،،

یہ روایت بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔(۲)

حدیث 30: بخاری شریف اور مسلم شریف میں عتبان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص خدا کی خاطر لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے تو اسے جہنم میں نہ ڈالا جائے گا۔(۳)

حدیث 31: ابو ہریرہ سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے نعلین مبارک عطا فرمائے۔

اور کہا کہ میرے ان دونوں جوتوں کو لے جاؤ اور اس باغ سے باہر جس ایسے شخص

۱۔ صحیح مسلم ۱/۲۲۲، کتاب الایمان، ح ۔۲

۲۔ صحیح مسلم ۱/۲۹۵، کتاب الایمان، ح ۵۔۱

۳۔ صحیح بخاری ۱/۱۶۵ کتاب الایمان

Marfat.com

سے ملو جو لا الہ الا اللہ کی گواہی کامل یقین کے ساتھ دیتا ہوا سے جنت کی بشارت دے دو۔

یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 32: ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ کس کو حصہ ملے گا؟ فرمایا: ''قیامت میں سب سے زیادہ فیضیاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا جو سچے دل سے یا سچے جی سے ,,لا الہ الا اللہ،، کہے گا''۔

یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔(۲)

حدیث 33: حضرت ام سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

,,میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اسکا بھیجا ہوا نبی ہوں. اور کوئی بندہ ایسا نہیں جو اس بات کی شھادت دے اور قیامت میں بہشت سے محروم ہو،،۔

۱۔ صحیح مسلم ۱: ۲۴۰، کتاب الایمان، ح ۵۲.

۲۔ صحیح بخاری ۱: ۱۰۲، کتاب العلم، ح ۹۹.

Marfat.com

یہ روایت بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 34: عثمان بن عفان سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص کو اس حالت میں موت آجائے کہ اسے یقین ہو کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے۔(۲)

حدیث 35: وہ روایت جسے انسؓ کے واسطے سے نقل کیا گیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اور اس کے دل میں جو برابر نیکی (ایمان) ہے تو وہ دوزخ سے نکلے گا اور دوزخ سے وہ شخص (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں برابر ایمان ہے اور دوزخ سے وہ (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر ایمان ہے ۔

یہ روایت بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے اسی طرح اس سے مشابہ روایت ابو سعید سے بھی نقل ہوئی ہے اور اسی طرح مسند احمد میں ابو بکر صدیق کی روایت میں بھی یہی بیان ہوا ہے۔

اس روایت کو بخاری شریف نے نقل کیا ہے(۳)

۱۔ صحیح مسلم ۱: ۲۲۴، کتاب الایمان، ح ۲۵۔

۲۔ صحیح مسلم ۱: ۲۲۳، کتاب الایمان، ح ۲۲

۳۔ صحیح بخاری ۱: ۶۷، کتاب الایمان، ح ۲۲۔

Marfat.com

حدیث 36: حضرت معاذ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا آخری کلمہ ,,لا الہ الا اللہ،، ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔
اس روایت کو احمد نے نقل کیا ہے۔(۱)

حدیث 37: حضرت معاذ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونے کی چابی ,,لا الہ الا اللہ،، ہے ۔
اس روایت کو بھی احمد نے نقل کیا ہے ۔(۲)

حدیث 38: ابوھریرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ بلال نے کھڑے ہوکر اذان دی ۔آپ صلی اللہ نے بلال کے اذان دینے کے بعد فرمایا: جو شخص دل کے یقین کے ساتھ یہ کلمات کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔
اس روایت کو نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔(۳)

حدیث 39: رفاعہ جھنی سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ,,میں خداوند متعال کی بارگاہ میں شھادت دیتا ہوں کہ جس نے خدا کی توحید اور میری

۱۔ مسند احمد ۵: ۲۳۳

۲۔ مسند احمد ۵: ۲۴۲.

۳۔ سنن نسائی شریف ۱: ۲۴، کتاب الاذان، ح ۶۷۸.

Marfat.com

رسالت کا دل سے اقرار کیا اور اس پر ایمان رکھتے ہوئے مر گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔،

اس روایت کو احمد نے نقل کیا ہے ۔(۱)

حدیث 40: عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے ایک ایسے جملہ کے بارے علم ہے کہ اگر کوئی شخص یقین قلب سے اس پر اعتقاد رکھتے ہوئے مر جائے تو اسے جہنم میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ جملہ لا الہ الا اللہ ہے۔

یہ روایت حاکم نے نقل کی ہے۔(۲)

حدیث 41: ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:،ایک شخص کی جان کنی کے وقت جب فرشتہ اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہیں اور نہ ہی اس کے دل میں کوئی نیک صفت ہے تو اس نے دیکھا کہ اسکی زبان ہونٹوں سے چپکی ہوئی اور لا الہ الا اللہ کہنے میں مشغول ہے پس اسے کلمہ اخلاص کی وجہ سے بخش دیا۔،،

یہ روایت طبرانی بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے نقل کی ہے۔(۳)

۱۔مسند احمد ۱۲:۴

۲۔المستدرک علی الصحیحین ۱:۲۔

۳۔شعب الایمان فی الرجال، ح ۱۰۱۵۔ تاریخ بغداد ۹۰ ۱۲۵۔

Marfat.com

حدیث 42: ابو سعید پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پرودگار! مجھے ایسی چیز تعلیم فرما جس سے میں تیرا ذکر کروں اور تجھے پکار سکوں۔

خداوند متعال نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کہو۔

عرض کیا: پرودگار یہ جملہ تو تیرے سارے بندے کہتے ہیں۔

فرمایا: لا الہ اللہ کہو.

عرض کیا: میں چاہتا ہوں مجھے خاص ذکر عنایت فرما۔(۱)

ارشاد ہوا: اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان وزمین ایک پلڑے میں اور لا الہ اللہ کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا بھاری دکھائی دے گا۔

یہ روایت ابن سنی، حاکم اور ابن حبان نے نقل کی ہے۔

حدیث 44: ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ,,جو کوئی لا الہ اللہ کہے اس نے اپنی زندگی کے ایک دن سے فائدہ اٹھالیا اور اعمال قلب سے اس فضیلت کا کوئی تعلق نہیں۔،،

یہ روایت ابن حبان، طبرانی اور بزار نے نقل کی ہے اور اسکے راوی مسلم والے ہی ہیں۔(۲)

۱۔ مستدرک حاکم ۱:۵۲۸، صحیح ابن حبان ۸:۶۲.

۲۔ اتحاف السادۃ المتقین ۸:۳۴۲.

Marfat.com

حدیث 45: عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ,,میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا بہترین ذکر یہ تھا: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیءقدیر۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 46: ابوھریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے ایمان کو تازہ کرو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیسے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔ فرمایا: زیادہ سے زیادہ لا الہ الا اللہ کہنے سے۔

یہ روایت احمد اور طبرانی نے نقل کی ہے۔(۲)

حدیث 47: عبداللہ بن عمر سے نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو تمام لوگوں کے سامنے لائے گا اور اس کے گناہوں کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے ہر رجسٹر منتہائے نظر تک بڑا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم اس میں کسی چیز کا انکار کرتے ہو؟ کیا میرے کاتبوں اور حفاظت کرنے والوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں اے پروردگار! اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہارے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں اے پروردگار کوئی عذر نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں ہمارے پاس تمہاری ایک نیکی بھی ہے اور آج تم پر ظلم بھی نہیں کیا جائے گا۔ ایک پرچہ نکالنے کا حکم دیا جائے گا جس میں

ا۔ سنن ترمذی شریف ۴:۵۲۲، ابواب الدعوات۔

۲۔ مسند احمد ۲:۳۵۹۔

Marfat.com

لکھا ہوگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)اللہ کے بندے اور رسول ہیں پھر اسے حکم دیا جائے گا کہ اپنے اعمال لاؤ وہ عرض کرے گا: یا اللہ!

ان رجسٹروں کے سامنے اس پرچے کا کیا وزن ہوگا؟ ارشاد باری تعالی ہوگا آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا چنانچہ وہ رجسٹر ایک پلڑے میں اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائیگا اور وہ ایک پرچہ ان سب رجسٹروں کے مقابلے میں وزنی ہو جائیگا (اسلیئے کہ)اللہ کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔

یہ روایت ترمذی شریف نے نقل کی ہے۔(۱)

حدیث 48: عبداللہ بن عمر سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روایت میں فرمایا: ,,لا الہ الا اللہ اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی پردہ نہیں وہ اللہ تعالی تک (سیدھا) پہنچتا ہے۔

یہ روایت ترمذی شریف نے نقل کی ہے۔(۲)

حدیث49: حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ,,جس طرح لباس کے نقش ونگار اسکے کھنہ ہونے کے ساتھ ساتھ مٹتے جاتے ہیں اس طرح اسلام بھی. یہاں تک کہ پھر نماز روزہ ، زکوۃ ،اور دوسری عبادات کوئی فائدہ نہ دیں گی

۱۔ترمذی شریف۲: ۱۳۲، ابواب الایمان، ح ۲۴۴۶

۲۔ ترمذی شریف ا: ۶۲۷ ،ابواب الدعوات، ح ۱۴۴۴

Marfat.com

ایک شب میں قرآن چوری ہوں گے یہاں تک کہ زمین پر ایک آیت تک باقی نہ رہے گی ایسی حالت میں بوڑھے مرد اور عورتیں کہیں گے کہ ہمارے مسلمان والدین یہی لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے اور ہم بھی وہی پڑھ رہے۔

صلہ بن زفر نے حذیفہ سے کہا: چونکہ وہ نماز، روزہ، زکوۃ وعبادات نہ جانتے ہوں گے لہذا الا الہ الا اللہ بھی ان کو فائدہ نہ پہنچائے گا، حذیفہ نے اس کی بات کی پرواہ نہ کی، اس نے دوبارہ تکرار کیا، حذیفہ نے توجہ نہ کی لیکن جب تیسری بار تکرار کیا تو حذیفہ نے پلٹ کر تین بار کہا اے صلہ یہی لا الہ الا اللہ ہی ان کو جھنم کی آگ سے نجات دے گا۔

اس روایت کو ابن ماجہ نے نقل کیا اور اسی طرح حاکم نے اسے صحیح مسلم کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے۔(۱)

حدیث 50: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ایمان کی جڑ اور بنیاد ہیں اول یہ کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا قائل ہو اور اپنے ہاتھ اور زبان کو ان سے بچانا، کسی گناہ کی بنا پر تکفیر نہ کرنا یعنی کسی عمل کی بنا پر اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھنا۔

اس روایت کو سنن ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔(۲)

حدیث 51: عبد اللہ بن عمرو سے نقل ہوا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، ح ۴۰۴۹، مستدرک الحاکم ۴: ۵۴۵۔

۲۔ سنن ابوداؤد ۲: ۶۲۹، ح ۲۰۔

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا: ,,لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں سے ہاتھ اٹھالو اور انہیں تکفیر مت کرو، جو کوئی لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں کو تکفیر کرے گا وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے یہ روایت طبرانی نے نقل کیا ہے۔(۱)

حدیث 52: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں وارد ہوا ہے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

,,مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر۔(۲)

اسی طرح صحیحین میں ابو ذرؓ نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آنحضور نے فرمایا: کہ کوئی شخص کسی شخص کو کفر کے ساتھ متہم کرتا ہے یا کسی کو فسق کے ساتھ متہم کرتا ہے اور جسے متہم کیا گیا ہے وہ ایسا نہیں ہے تو یہ اتہام (کفر و فسق) خود متہم کرنے والے پر لوٹ آتا ہے۔(۳)

اسی طرح صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ثابت بن ضحاک سے روایت بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے،،۔(۴)

۱۔ کنز العمال ۳: ۸۲۷۰.

۲۔ صحیح بخاری ۱: ۱۲۷، ح ۴۶۔ صحیح مسلم ۱: ۲۸۰، کتاب الایمان، ح ۱۱۶.

۳۔ صحیح بخاری: ۳: ۳۹۷، کتاب الادب، ح ۹۸۱.

۴۔ صحیح بخاری ۳: ۳۹۷، کتاب الآداب، ح ۹۸۴.

Marfat.com

اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ,,جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو تکفیر کرے تو بے شک دونوں میں سے ایک کی طرف کفر لوٹتا ہے ۔،(۱)

خاتمہ

خداوند متعال سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے فضل وکرم کے ذریعہ سے ہماری عاقبت اسلام وایمان پر کرے اور ہمیں ہر اس چیز سے دور رکھے جو اسکے غضب کا باعث بنتی ہو اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔

بے شک وہ مہربان وکریم ہے۔

والحمد للہ رب العالمین اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

ابوطالب علیہ السلام اسلامک انسٹی ٹیوٹ کے اہداف ومقاصد

- علوم محمدؐ وآل محمد علیہم السلام کی نشر واشاعت
- مبلغین کی تربیت
- مذہب حقہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات
- غریب مؤمنین کی مدد
- فن ترجمہ وتحقیق سے آشنائی

۱۔ صحیح مسلم ۱:۲۰۲،کتاب الایمان،ح۱۱۹۔

Marfat.com

فہرست کتاب

شمارہ	موضوع	صفحہ
۱	کتاب اور اسکے مؤلف کے بارے	۳
۲	مقدمہ مؤلف	۵
۳	اجماع امت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی واجب ہے	۷
۴	اجتہاد کی شرائط	۹
۵	مسلمانوں کی تکفیر	۱۷
۶	شرک کی اقسام	۱۹
۷	وہابی اور ابن تیمیہ کی مخالفت	۲۲
۸	غیر خدا کیلئے نذر کا حکم	۲۵
۹	غیر خدا کیلئے قربانی کا حکم	۲۷
۱۰	غیر خدا سے درخواست کا حکم	۲۸
۱۱	قبور سے توسّل	۳۲
۱۲	جاہل معذور ہے	۳۳
۱۳	سب سے پہلے تکفیر کرنے والا گروہ	۳۷

Marfat.com

۱۴	ایک اشکال کا جواب اور غالیوں کی داستان	۴۰
۱۵	پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتد ہونے والوں کا بیان	۴۲
۱۶	فرقہ قدریہ کے بارے	۴۷
۱۷	فرقہ معتزلہ کے بارے	۵۰
۱۸	فرقہ مرجئہ کے بارے	۵۱
۱۹	فرقہ جہمیہ کے بارے	۵۲
۲۰	علماء کے بیانات	۵۴
۲۱	بدترین بدعت مسلمانوں کو تکفیر کرنا ہے	۶۴
۲۲	ایک ہی شخص میں ایمان ونفاق ممکن ہے	۷۹
۲۳	مسلمان ہونے کیلئے اظہار اسلام ہی کافی ہے	۸۲
۲۴	دوسروں کو کافر کہنے والا بدعتی ہے	۸۸
۲۵	شبہ کے ہوتے ہوئے حدود جاری نہیں ہو سکتیں	۹۲
۲۶	افکار وہابیت کے باطل ہونے کے دلائل۔ پہلی دلیل	۱۰۲
۲۷	دوسری دلیل	۱۰۷
۲۸	تیسری دلیل	۱۱۰
۲۹	چوتھی دلیل	۱۱۳

Marfat.com

٣٠	پانچویں دلیل	١١٧
٣١	چھٹی دلیل	١١٩
٣٢	ساتویں دلیل	١٢٤
٣٣	آٹھویں دلیل	١٢٧
٣٤	وہابیت کی طرف سے دو موہوم استدلال	١٣١
٣٥	علماء کی نگاہ میں مشرک کون؟	١٣٣
٣٦	مسلمان کی تعریف	١٤١
٣٧	خاتمہ	١٦٥

Marfat.com

Marfat.com

مؤسسه آموزشی پژوهشی
مذاهب اسلامی

قم - ص . پ : ۳۷۱۸۵-۴۳۶
تلفن: ۷۷۴۱۴۱۲ (۰۲۵۱

8655

ISBN 978-600-5299-01-4
9 786005 299014

Marfat.com